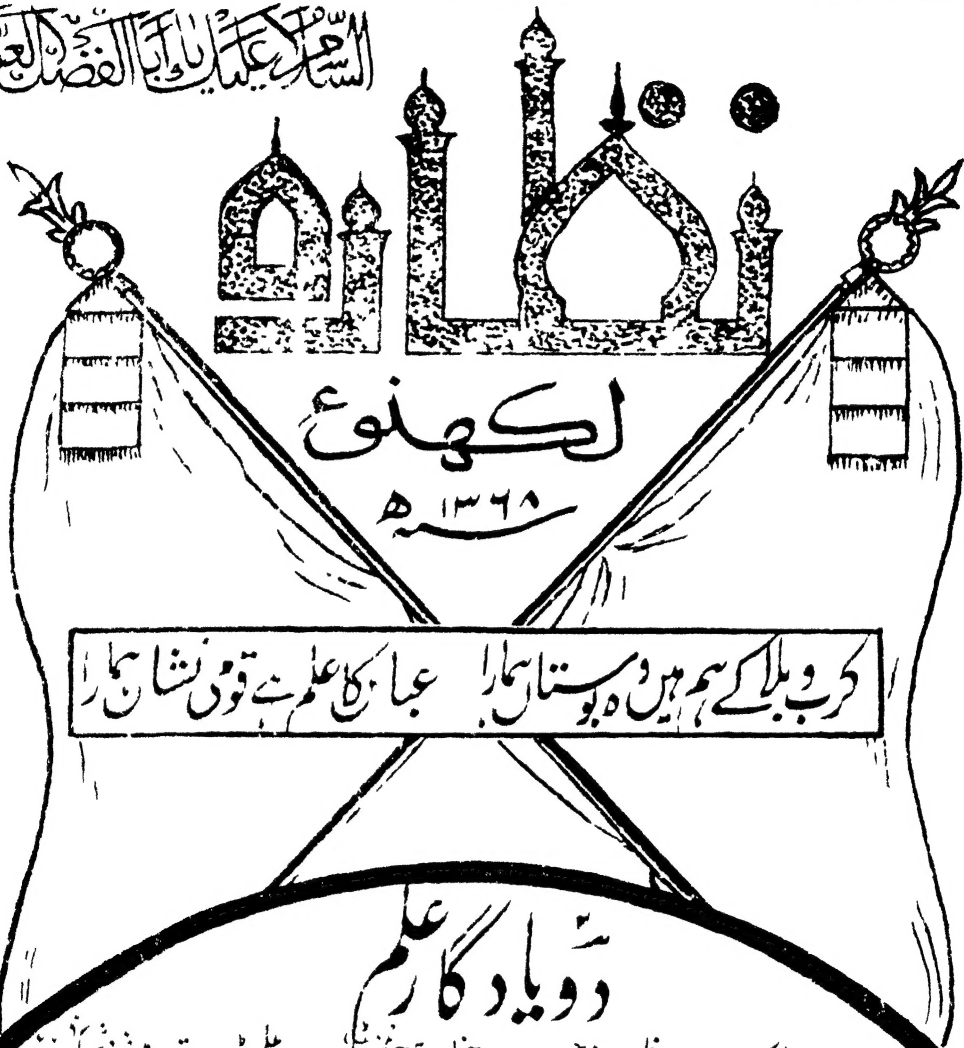




السَّالِمُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم



شبِ شہداء ابھی امامِ اہل حق سے محبت ہے جامِ ملتِ نبیؐ کی جانب سے ملے گا جتنا روزِ شہداء کی ہے۔  
درمیانِ پہلے والا توں پہلے شبِ مذکورہ بالا امامِ اہل حق سے محبت ہے کی جانب سے ملے گا جتنا روزِ شہداء کی ہے۔



# نظامی جہتیں ابلی یا دگاہری

جمہوری یا صوفی سے زیادہ ہے اس مرتبہ ہلاک بھی بہت زیادہ ہیں

جلد چھ لکھا گیا  
دوسرا نسخہ ہوگا  
کراچی کی ایک دکان

## تیار ہوگئی نظامی جہتیں ۱۹۴۹ء

نوحہ کی بیاضیں فریاد - مولانا سید حسن صاحب مانگدہ ڈاکٹر سٹوری ۴۲ حقائق غم ۴۲ شہید کر بلا ہم قتل فرات ۴۲ اشارات غم سوم ۴۸ آیات ماتم ۱۲ رقصت غم ۴۸	قرآن شریف مترجمہ مولانا فرمان علی مع ایک کئی نوٹ وغیرہ مکمل ۳۰ حاصل شریف مترجمہ مولانا فرمان علی مع تفسیری نوٹ و دیگر نوٹ ۳۰ قرآن مجید بلاترجمہ علی قلم جلد ۳۰ تحفۃ العوام معتبر خطی علماء جلد ۳۰ وظائف الابرار کامل جلد ۳۰	رباعیات انیس جلد ۴۰ میر انیس کے سلام جلد ۴۰ میر انیس کے مثنوی پہلی جلد ۴۰ شاہکار انیس فیروز اولیٰ جلد ۴۰ دلی رشید بیاض جلد ۴۰ دو جہاں جہتیں ۴۰ میر تقی کے مثنوی ۴۰ مراقب و قاریہ پوری جلد ۴۰
--	---	---

یہ چار دہ معصومین کی سوانح نمایاں بالکل سادہ سہل اور آسان اردو جلد ۴۰ جلد ۴۰  
حدیث الابی جلد ۴۰ طائرہ جلد ۴۰ سے امام جلد ۴۰ دوسرے امام ۴۰ اربعے امام ۴۰ چوتھے امام ۴۰  
پانچویں امام ۴۰ چھٹے امام ۴۰ ساتویں امام ۴۰ آٹھویں امام ۴۰ نویں امام ۴۰ دسویں امام ۴۰  
۱۱ امام ۴۰ ۱۲ امام ۴۰ ۱۳ امام ۴۰ ۱۴ امام ۴۰ ۱۵ امام ۴۰ ۱۶ امام ۴۰ ۱۷ امام ۴۰ ۱۸ امام ۴۰ ۱۹ امام ۴۰ ۲۰ امام ۴۰

شاعر البیت فضل موج ذات اول ۴۰ دوم ۴۰ سوم ۴۰ موج ذات چہرہ ۴۰ کائنات علم ۴۰ رسالت ۴۰ ہر یک جلد ۱۲ وقائع ۴۰ تاج عزائم ۵۵ زینت بیکار ۴۰ ہفتی چاند ۶۰ صبح ستارہ ۴۰ چرخ فاطمہ ۴۰ تفسیر ۴۰ معصوم ستارہ ۴۰	تحفۃ احمدیہ جلد دوم طبع جلد سوم مختار المسائل ضروری مسائل ذخیرہ مناقب مع ہفت سند استخارہ سجادہ جہاں سجادہ جلد ۴۰ حدیث کسا ۴۰ حدیث ۴۰ دعاے سب ۴۰ دعا و دعا گیل ۴۰ دعا مشلول مترجم ۴۰ معیت سو ۴۰ دعاے سمات مترجم ۴۰ سورہین ۴۰ دعا و دعا ۴۰ دعا و دعا ۴۰ دعا و دعا ۴۰ دعا و دعا ۴۰	تشیعہ کی کجی ۲ دینیات کی پہلی ۲ دوسری ۱۰ خاموشی ۱۰ ضول دین ۱۰ حسینی قاعدہ القصور ۴۰ راہ حق ۲ ہولین مولانا جلد ۴۰ فروع دین ۴۰ فہرست کتب مفت ملکی
---	--	--

## جواہر البیان

کلمہ تابوت ۱ سیلاب فوات ۴۰ رفیقہ فوات ۴۰ مظلوم کر بلا ۴۰ تشیعہ غم ۴۰ نوحہ جلد ۴۰ شہید ماتم ۴۰	عمر اخیالوں کی زینت طفرے نی ۴۰ سوز خوانی کے مثنوی ۴۰ خاک شفا کے عربیہ ۴۰ حسینی و نبی ۴۰ شہید حق ۴۰ پہنخت و پرکھا نا پکھا کی مشہور کتاب ۴۰	شرح جلد ۴۰ فلسفہ آل محمد ۴۰ مقدمہ فلسفہ آل محمد ۴۰ فلسفہ نبی ۴۰ اسلام کا فلسفہ ۴۰ آثار علیہ ۴۰ حقائق الاخلاق ۴۰
---	---	---

## نظامی جہتیں ۱۹۴۹ء بارہ آنے

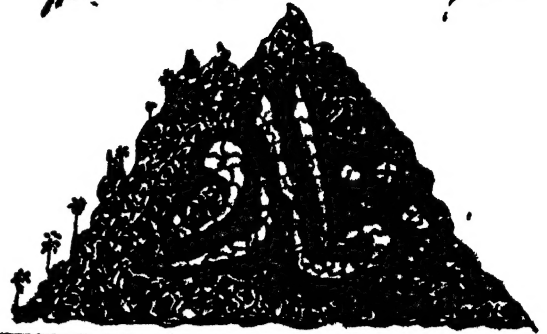
بند و نشان کے بیشتر امام بارے نظامی پریس کے مطبوعہ کتبوں سے جملہ گارہ ہیں





جلد  
سال  
شماره

کتاب  
نمبر  
۱۹



جلد ۱۹ کتب ۱۳ فیبر ۱۹۳۵ نمبر ۱۴

## مبعوثان

اس سال ہم آپ سے زیادہ اپنے آقا  
حضرت عباسؓ سے پیچہ فرستادہ ہیں، اور اپنی  
کرداروں اور غلطیوں کی کھلی چوٹی معافی  
میں پہنچتے ہیں، کیوں کہ ہر سال کی

ہم پندرہ سال قبل کی بات کے تکرار کرتے ہیں  
کوشش کے باوجود نہ کر سکتے تھے۔  
کامیابی کے لئے ہرگز بھی اپنے آقا  
کی غلطیوں پر تازوں ہیں، اس لیے کہ  
ہم جیسے غلاموں سے خطائیں تو ہوتی ہی  
ہیں مگر ہمیں یقین ہو کہ ہمارے آقا نزد  
حیات فرما رہے ہیں۔

اللہ تو مت کی کمی، مدرسہ، مراکز،  
آپ کے نظارہ کو روزانہ بھی کر رہا گیا۔ سب  
بڑی وہ معیت میں کے سب یہ نذر وقت  
ہے نہ بھل سکا۔ مرنے کی ہے اتنا ہی اعلیٰ  
سے آخر تک جاری رہا۔ اللہ جن حضرات  
نے اس نذر کی شکل سالانہ گوشتہ امانت  
فرمائی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ  
بالا تر ہو، اور وہ خود بھی اس کو  
پہنہ نہیں فرما سکتے کیوں کہ غرض نیت کے  
ساتھ ان کی تدریس روا کی بارگاہ میں  
پیش کی گئی ہے، پھر بھی یہی جیت  
سے بجا ہے شکر کے کارکنان نظارہ ان  
کے مقاصد کی تکمیل کے لیے بارگاہ اہدیٰ  
میں بدشہما کے واسطے سے دست بدمایند

## اعلان قطعی

ڈپٹی ڈائریکٹر کا بھی پدم حاضر خدمت چھاپا گیا  
اور ڈائریکٹر کے نظارہ کی حسب معمول شکل  
گوشتہ قطعی ہو گی۔ اور ڈائریکٹر سے ہفتہ وار  
نظارہ اشعار پر باقاعدہ حاضر خدمت ہو گا۔

نہجہ

## تین دن کی پیاس

یہ تقریب، جناب مولانا سید محمد رفیع صاحب مجتہد دہلوی  
نے میمنوں کی گاتار غمت میں ایک ایسا سالہ نذر فرما کر نظارہ کو  
کو حطائے آبا کہ جس میں شہنائے گرج کی سرمدنہ شگفتہ آدم  
سے اس وقت تک بیکرڈ کتابوں سے ثابت کی ہو، یہ سالہ نصیب  
شاید ہر سالہ وہی ہفتہ وار نظارہ میں تسلیم شایع ہوتا ہے گا۔  
مخصوصہ یہی، اور افضل العباد میں ایسی ہی جو گوشتہ بھی  
نظارہ میں بھی۔

# آیات کلام

وَعَلَىٰ هَذِهِ حُزْنَاتِ الْحَزْمِ لِكُلِّ مَقْبُولٍ نَوْحٌ ۝

یہ یونہی بھی ہے، غفلتِ شبہ بھی ہے  
 کہا حسین نے کھویا ہے مجھ سے وہ بیٹا  
 کہا حسین نے چھٹ کر بابے صغر  
 عجب نہیں جو دم ذبح شدہ جہاں الٹے  
 فرس سے گر کے نہ کیوں شاہ کر دہیں  
 زباں چبا رہے ہیں کھا کے تن پہ زخمِ اکبر  
 یہ میتِ علی اکبر پہ کہہ رہے تھے حسین  
 پس حسین اکیسے نہیں اکیلے صغر  
 دم نبرد ہوئے ہیں حسین یوں حسنی  
 ناں پر رن میں پس قتل جس کو ہو موعج

لوہ میں غسرتی برابرین بو تراب بھی ہے  
 رسولِ حق سے مشابہ بھی ہے شباب بھی ہے  
 زمینِ گرم بھی ہے دھوپ بھی ہے خواب بھی ہے  
 لوہ کی آندھیوں میں رنگِ انقلاب بھی ہے  
 زمیں کے ذرے بھی ہیں گرم آفتاب بھی ہے  
 غضب کی پیاس بھی ہے موسمِ شباب بھی ہے  
 بہن کے خط کا بتاؤ کوئی جواب بھی ہے  
 سجد پہ دھوپ بھی ہے گریہِ رباب بھی ہے  
 لوہ میں ڈوبا ہوا زین بھی رکاب بھی ہے  
 وہ نورِ عین رسولِ فلک جناب بھی ہے

میں قدر کیوں نہ کروں اپنے دل کی افہام  
 نبی سے عشق بھی ہے حبِ بو تراب بھی ہے

# قصہ چاند و دل

فضل و تقویٰ

کہلا میں ہوا چو اسے ایو بے  
پس نے کیا اسماں دیکھا  
موت کی شکل آنسوؤں میں رہی  
ماں نے یوں حن فوجاں دیکھا  
سے زمین شاہ دیں کی نظر دے  
خون اکبر کماں کماں دیکھا  
موت نے کہ بلاء میں پہنسی بار  
تیر کی زد بے زبان دیکھا  
اپنے پنکھ کو بے زبان دیکھا  
دفن ہونے ہوئے کہاں دیکھا

فضل دنیا بدل گئی میری  
جب مولا کا استاں دیکھا

جینی شاعر  
کر بلا نقش جا وداں دیکھا  
نیرے سجودوں میں آسماں دیکھا  
قلب اکبر سے خون رواں دیکھا  
باپ نے لاشہ حنین کیا  
انہی جلدی اجل سے کساں دیکھا  
ماں نے پیشہ گود میں دیکھا  
آگے بیری تو نے آسماں دیکھا  
اسے ز میں تو نے نہ نگام  
روز عا شور عرصہ دیکھا  
خون میں منہرق آسماں دیکھا

دواۓ کربلا زندگی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہو۔ ہر شخص میں  
 عجب وقت دنیا کا ہر انسان اس سائنس علمیات و فہمی معنوں  
 میں مفید دوس عمل حاصل کر سکتا ہے۔ کہ باہک خونیں معرکہ  
 صوفی حق و باطل کی جنگ نہ تھی۔ تہا کفر و اسلام کی بڑائی نہ تھی بلکہ  
 اس رزم خواہ میں بہت سے انسانی صفات بھی برسرِ پیکار تھے  
 مگر نیرید اپنے کفر و افاق کے ساتھ اسلام دشمنی اور ظلم و جفا کا رکارڈ  
 زور دہا تھا تو حسین اور ان کے مخلص ساتھی جی حمایت مذہب کے  
 لیے صبر و وفا کا بے نظیر مظاہرہ کر رہے تھے۔ حسین مظلوم کے  
 ان نامور جانثاروں میں جناب عباس کا اسم گرامی تاریخ کے حلقوں  
 پر سب سے زیادہ نمایاں اور روشن نظر آتا ہے۔ کہ یہ بھی  
 ساتھی کوثر کے اس عزیز ندے اس معرکہ میں شجاعت، محبت اور وفاداری  
 کا جو ثبوت اپنے پاکیزہ خون سے ایک قطرہ سے پیش کیا ہے۔ آج  
 ملک کائنات عالم کا ہر ایک فرد اس کی گواہی دے رہا ہے۔  
 عین علی آزار اور شاہ نادر مولائے شکستہ کے نور میں تیر  
 حسین صد تیرہ طاہرہ کے دل بند اور عباس ام ابنین کے بھر بند  
 تھے، حضرت عباس جان فاطمہ کے عاشق اور زیدائی تھے شیخ  
 امامت پر دانا تھے، ہمہ وقت امام کے پسینہ پر اپنا خون بہانے کے  
 لیے تیار رہتے تھے۔ عباس کی نگاہوں کے سامنے اطاعت و وفاداری  
 کا ایک بلند معیار تھا۔ جوان کو یہ یقین علی رضی اللہ عنہ و شہ  
 میں طاہرات آپ نے اس وصیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا سب تک جان و جان  
 دہی پر کھائی حسین کو اپنا آقا اور شان و شان کو زندہ گی کا دلیر  
 سمجھا اگر شہر و محلہ جیسے وحشی ظالموں نے ساری دنیا کو تانے و سناو  
 سمیت اور شہر و محلہ جگہ بنا چاہا تو حضرت عباس نے اپنے  
 اخلاقی و عقیدتی جان ثاری اور دشمن و فاسق کے ذریعہ سے ہی دنیا کو  
 اپنا قبضہ میں کر لیا اور زمانہ صبر کو کھلایا کہ سن سب اور وفادار  
 اہل عالم کے لیے خضر راہ تھے ہر کئی ہی۔ نیز اس بات کو  
 بھی خوب روشن کر دیا کہ دیندگی اور دنیاکاری دنیا کی کھینچ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی غم غصہ کی حالت میں بچتے ہوئے رخاوت سے  
سرخ بن گئے۔ تلواریاں کے نکال لی۔ چاہتے تھے کہ قیامت پر پانچواں  
نواکھا زمین کی خود آگیںیں شیر خوار کے دلی کا گھکھک سے ٹکرائیں  
نہ سلام نگاہوں میں کیا اس راہ ہوا کہ حیرے کی سرخی زندہ ہی  
میں بدل گئی۔ ہاتھ اندھاؤں کا بچنے لگے۔ تلواریاں دست مبارک  
سے بھٹ کر زمین پر گر پڑی۔ جبین کا پسینہ صاف کیا اور شاہ، پیر  
کے حکم سے غیور کو پانی سے بہت دور نغب کرنے میں مشغول ہو گئے  
اس نازک ترین موقع پر عباس نے جس اثاقتس قربانی و اطاعت  
کا ایک گہرا نقش چھڑا ہوا آج دنیا اس پر عمل پیرا ہو جائے تو نظام  
عالم کے کچرے ہونے والے ایک کر دیا۔ اگر نڈے جانتے ہیں  
خیا میں کیا کا دیا ہے بہت دور نغب ہونا ہی کیا کم معیبت  
تھا کہ تو ہی محرم سے نبی زادے پر پانی بند کر دیا گیا۔ جب  
عاشورہ محرم کرب وہ چینی کی ایک لہجہ، سران بن کر بنے آئی تو نبی  
کے بچے پائس سے ہاں باب چڑھ گئے۔ عباس کی چونک کی سیم جاں حالت  
کیے دیکھ سکتے تھے، امام کی بارگاہ میں شکستہ دل حاضر ہوئے  
عاجز انہجہ میں عرض کیا۔ سیرے آتا یہ غلام صبح سے اب تک  
جوانوں اور بوڑھوں کی وفادار اور شہادت دیکھ چکا لیکن سیری  
بہ نصیبی کہ خود اس شرف سے محروم رہا اب تو اس غلام کو بھی مرے  
کی رضا دے دی جائے۔ حضرت نے اٹن جہاد سے انکار  
کیا اور خودی کی طرف اشارہ کیا جب عباس علی رضیہ کا جسمی میں  
داخل ہوا تو اسے عجب منتظر دیکھا کہ

ہر وقت تپ ماکوں سے ہو کھیں گانارا پانی ہیں لہو اوہیں ضبط کا یارا  
گنتی ہو کہ یہ کہ مجھے پینے مارا فخر خبر تو کہ جگر جل گیا سارا  
مچوں کے قات سے ہیں حرم آہ و بکا میں  
اک شوق قیامت ہو یا اکل عسائیں

ساتی کو نر کا کال ہنس جھو خراش منتظر کو برداشت نہ کر سکا۔  
 ملک و علم کے خیمہ سے برآمد ہوئے حسین نے بھی براہِ ادب عرض  
 کیا: "تو تیرا جازت بھی مرحمت کر دی کہ اگر ہو سکے تو کہیں سے پانی لے  
 آؤ۔" علم و ریاضت پانی کی سبیل کے لیے نکل پڑا۔ دستانہ فرات میں چھوڑا۔ داخل  
 کر دیا۔ شہرِ قادیان پہل چل اور نہی قیام گاہ میں مسرت کی ایک لہر اٹھی۔ پیچھے  
 بچوں کے خشک لب آنسے آب میں تر ہو گئے۔ عباس نے ٹھوٹے کو  
 پانی پینے کا دیا۔ مکیہ و فدا کا گھوڑا بھی و فدا پر اوجڑا۔ کتا بھی بغیر  
 سگینہ کے و فدا پر چل سکتا تھا۔ عباس نے کلبہ فرسٹ ڈیوٹی

سر کے محبت آمیز لہجہ میں ارشاد فرمایا۔

تو پانے کے آگے فرس کر بہت تشنہ کام ہو  
ہجم پر تو بے حسین یہ بانی حسرت کی ہو  
بالا خر صنف شکنیز ہوا اور ساحل پر چلے آئے و سمنڈ میں  
سہاہ بادل تانے جنہاں ستم کے چاند کو چھپا لیا، وہاں بازو اور بایاں نشانہ  
مقطع کر دیا، خون کا فوارہ جسم اقدس سے جاری ہو گیا، شکنیز کو ذرا تو ہوا  
و باکے وفاداری اور بانی کا منشا ہو کر بیٹھے۔ جاتے تھے کہ کسی طرح سکتے  
کا خیر رشتہ میں ہو سونچ جائیں ناگہاں ستم یہ ہوا کہ ایک بے وفائے مثل سکتے پر  
تیر مار دیا اور ہر شک سے بانی بہا اور عہد عباس کا خون جگر آنکھوں  
سے جاری ہو گیا، دل سینہ میں ٹوٹ گیا، حسرتیں پال ہو گئیں، سکتے سے  
شرمندہ۔ عباس ٹھوڑے سے عمر بڑھے، الہ دیکھا آواز نے حسین کی  
کمر توڑ دی۔ علی اکبر کا سہارا لے کر فرات کے کنارے پہنچے، یہ نظر دیکھا  
کہ بڑا بکا بھائی فرش خاک پر پڑ پڑا ہوا۔ مظلوم کی آہٹ پا کر زخمی  
نے آنکھیں کھول دیں حضرت نے روتے ہوئے کہا بھائی جان ایک حسرت  
سیری پوری کر دیجئے۔ بادشاہ بھائی نے آہ سرد بھر کے عرض کیا جلد کا  
بیان کیجئے۔ امام نے فرمایا بھیا جب سے تم نے ہوش سبھا لائے کو  
غلام اور سبجے آقا لے کر ہو کجا چاہتا ہی اس گھڑی تم ایک بار بھائی کو کہہ  
پکارو عباس نے اشک آلود نگاہوں سے کہا میری ماں ام امین آپ کی  
سیدہ عالمین، پھر میں کس نہ سے بھائی کوں میرے لیے تو حضرت کی غلامی باعث  
فخر ہو۔ حاشا بھائی کا کلام اس سر شاہ دین رونے لگے عین اسی وقت  
عباس بولے روئے نہ مولا مجھے رلاؤ۔ ولی کو سبھا لائے آنکھوں سے آنسو  
نہاں بہاؤ، گھبراتی ہوں گی زنیب و گنیر گھر کو عباد۔ اب میرے جدے۔  
میرے لیسر کو مجھے نکالو۔

یہ کہہ کے کر وٹیں لیں جہاں سے گزر گئے

شہر باتھڑے رہ گئے عباس مر گئے

حضرت عباس کی اس سب سے اعز شہادت و شہداء کی رحمت و فدا داری  
در فاقہ کو اگر ہم اپنا شعار اور صلح زندگی قرار دے دیں تو اپنا  
کی سلامتی اور نجات کا ایسا بنیاد و رجا دے سکتے ہیں کہ کسی  
اس نام کی مدد سے ابدی مش و فدا داری پس دولت تک دنیا ہی رہے گی  
جب تک اس سادہ پرچہ اور ستارے روشن رہے۔



# فائدہ کربلا

از جناب شیخ صدر الاسلام صاحب صدر الدین، علی ہمدانی

کربلا اپنے لیے ہی ہم برائے کربلا ،  
دل سے اپنے من نہیں سکتی دلائے کربلا  
استحکام کافوں میں آتی ہے صدائے کربلا  
خضر کھئے خضر اے جو ہو فدائے کربلا  
جائے مدفن ہم بھی پائیں اے خدائے کربلا  
ہاتھ آجائے اگر خاک شفاعت کربلا  
خلد ہی پاؤں جو دنیا میں بجائے کربلا  
اشک عیسیٰ ہی مرا معجز نمائے کربلا  
رہس آسکتی تھی کیا آب ہوائے کربلا  
تیرکھا کرب جہوئے صغر فدائے کربلا

جان دل سے کیوں ہو جائیں فدائے کربلا  
خاک کر ڈالے زمیں پر ہم کو جو را آسمان  
میسر دامن میں ہی پوشیدہ حسینی قافلہ  
سو گیا کس چین سے عمر ابد پائے ہوئے  
اس دعا پر نزع میں نکلی ہوتی ہے جاندار  
فقر کی حالت میں سمجھوں وہاں مجھ کو لے  
اس عطا پر کیا تعجب ہے جو دل رضی نہ ہو  
خاک سے اپنی ہزاروں مرنے زندہ کر دیئے  
زندگی سے بڑھ کے نکلی تارک الدنیا کی پائیں  
آسمان پر خون تازہ نے کیا ماتم بپا

صد کے سینے میں دل ہول میں ہر جہاں خاص  
جلد ملک ہند سے ہم کو بلائے کربلا



# ادارہ علمینہ صکر العلوم کتب خانہ کراچی

<p><b>عبقات الانوار</b> حدیث غریبہ اول جلد اول دوم جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>عبقات الانوار</b> حدیث غریبہ جلد اول دوم جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>عبقات الانوار</b> حدیث غریبہ جلد اول دوم جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>عبقات الانوار</b> حدیث غریبہ جلد اول دوم جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>
<p><b>امام ثنائی عشر</b> حدیث امام عصر علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>سواطع الانوار</b> حدیث امام عصر علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>موعظہ سابعہ</b> حدیث امام عصر علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>النار الساطعہ</b> حدیث امام عصر علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>
<p><b>الروضۃ الندیۃ شرح تحفہ ائمتہ</b> عربی علم ادب و حدیث و کلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>معیار کلام اردو</b> عربی علم ادب و حدیث و کلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>حسنیہ</b> عربی علم ادب و حدیث و کلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>اتحاف اہل اسلام</b> عربی علم ادب و حدیث و کلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>
<p><b>احسن الوسائل</b> علم زائد آیت اللہ البروجردی علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>حب ذیل کتابیں بھی</b> علم زائد آیت اللہ البروجردی علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>روضۃ الصادقین</b> علم زائد آیت اللہ البروجردی علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>تاریخ احمدی</b> علم زائد آیت اللہ البروجردی علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>
<p><b>سوانح آئمہ طاہرین</b> علم زائد آیت اللہ البروجردی علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>سوانح آئمہ طاہرین</b> علم زائد آیت اللہ البروجردی علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>سوانح آئمہ طاہرین</b> علم زائد آیت اللہ البروجردی علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>	<p><b>سوانح آئمہ طاہرین</b> علم زائد آیت اللہ البروجردی علیہ السلام جلد اول ۶۱۱ صفحہ جلد دوم ۶۱۱ صفحہ قیمت صرف تین روپیہ</p>



## حسینی یادگار

لا جناب اقبال حسین صاحب نظر پر ہمارے

اے حسین ابن علی ان نیت کے تاج دار  
آج تک فطرت کا دل تیرے لیے ہی بقیار  
سرخ روشنی نے تری ملت کو زندہ کر دیا  
حق پرستی نے تری باطل سے جھینا اقتدار  
آدمیت آج تک مرہون منت ہے تری  
نمون دنیا سے مٹا سکتا ہو تیری یادگار  
موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سروے دیا  
پائے استقلال میں جنبش نہ آئی زینہار  
قوت باطل بھی جن کو مٹ سکتی نہیں  
مٹ گیا مٹ جائے گا باطل پرستی کا شعار  
بیکسی - ایذا اسیری - قتل و غارت کیا نہ تھے  
تیرے ہاتھوں سے نہ جھوٹا دہن صبر و قرار  
کونسا قربانی جہاں میں پیش کر سکتی نہیں  
جود کا تیرے شعبہ مخلوئے شیر خوار  
آسمان رو دیا - زمیں روئی زمانہ رو دیا  
حادثات کر بلانے کر دیئے سینے فگار  
حق پرستی، عافیت سودی، نیکو کاری - وفاء  
دے گئے ہم کو سبق کیا کیا حسینی جان نثار  
حرمیت کا درس جاں بازوں سے لیتے چاہیے  
اور بدلنا چاہیے سرمایہ داری کا ملار  
کہ رہی ہو وقت کی رفتار ہاں کچھ دیر ہو

رنگ لے اقبال لائے گی حسینی یادگار

## سلام

(از سید محمد حسن خاوند کربلائی)

میراث حق پہ دیں لوگ حقیقت میں رہے  
جو شبِ قتلِ شہنائے شہادت میں رہے  
تادمِ مرگ جو شبیر کی بیعت میں رہے  
گو یا جنت میں وہ تھے اور دہ جنت میں رہے  
پچ رہا خطہ کی طرف گرچہ وہ قتل میں رہے  
جھوٹ پھر جھوٹ ہے کتنا ہی وہ کثرت میں رہے  
کوئی تھیں تو حیدر کی محبت میں رہے  
ہاں صلہ اس کا ہناں اجور سات میں رہے  
عبودہ گر حین ازل صورت اکبر میں رہا  
تازہ اندازِ قیامت تدو قیامت میں رہے  
اہل دل ادید کے قابل ہے علیؑ کا ایثار  
ہوں بشر ایسے تو کیوں کوئی مصیبت میں رہے  
طالب دید ہوں اسے ماہِ امامت میں بھی  
ودعہ ہو جائے تو ابھن نہ طبیعت میں رہے  
ہاں سرِ مشرک اتنا تو ادبِ غم شاہ  
نام کو فرق نہ خود رشید قیامت میں رہے  
بواہوس دیکھ اسے کہتے ہیں عشق صادق  
سر پہ پونچھ زباں ذکرِ عبادت میں رہے  
اس لیے علم الہی کا بنے بابِ عشقی  
جس کو کہہ سکتے ہوں غمِ علمِ امامت میں رہے  
روزِ عاشور چلی ایسی ہوا سے باطل  
باقی غمے بھی نہ رہتاں رسالت میں رہے  
جاہ و منصب کو کیا ترک یہ کہہ کر حشر نے  
نور جس کو نہ میسر ہو دہ ظلمت میں رہے

داغِ سرور کی بدولت ہوا ممکن خاور  
دل کا ارمان یہ تھا روشنی تربت میں رہے

# تعمیر پاکستان سے قبل لاہور کا محرم

## ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۶ء

(از جناب سید اوی حسین صاحب نقوی)



اس دفعہ محرم سے کئی ماہ قبل ہی میں نے ارادہ کیا تھا کہ حسین فیکری (جادوہ اسٹیٹ) اسٹاکس ہاؤس کے ایک عہدہ دار کے ایک صاحب محرم میں کوئی ایک ہفتہ رہ گیا اور میں نے گھر میں جادوہ جانے کا ذکر کیا تو والدین نے منع کیا ایسی حالت میں جبکہ فرقہ دارانہ کشیدگی پھیلی ہوئی ہے کہیں جانا مناسب نہیں۔ والدین کی مدد مل چکی کی جرات نہ ہوئی اور جادوہ جانے کا قصد ترک کر دیا۔ ۲۶ نومبر ۱۳۶۶ھ سے محرم شروع ہو گیا مگر دل میں ایک چٹک سی لگی رہی کیوں کہ کئی سال سے محرم پر کہیں نہ کہیں ہر جاتا تھا۔ اس دفعہ جادوئی کو کہاں جادو لہاں سونو جگڑا نسا۔ جہاں پڑھو کر نیو اور دتہ ۱۳۶۶ کا نفاذ۔

محرم کے پانچ دن گزر چکے تھے کہ مولا نے میری مدد فرمائی۔ سپرہ کو بیٹھے بیٹھے ہوں ہی خیال گزرا کہ پنجاب کے علاقہ میں چلوں وہاں امن ہے۔ بس اب کیا تھا خیال کا آنا کہ مشکل حل ہو گئی۔ رات کو والدین سے لاہور جانے کے لیے اجازت طلب کی انھوں نے خدا کو سونپا اور میں نے صبح ہوتے ہی اسٹیشن کی راہ لی۔ اسٹیشن پہنچ کر معلوم ہوا کہ لکھنؤ تیار کھڑی

ہے۔ فوراً محط خریہ اور کھڑی میں جا بیٹھا کچھ دیر بعد انجن نے سیٹی دی اور سافروں نے دہلی کو خیر باد کہا۔ تقریباً بارہ گھنٹہ بعد لاہور جا پہنچا۔

ہندستان کا یہ قدیمی اور تاریخی شہر دریائے راوی کے کنارے آباد ہے اور شمال مغربی گوشے میں اپنی رونق اور آبادی کے اعتبار سے یکتا ہے۔ یوں تو پنجاب بھر میں بچپن کے ماننے والے ماشا اللہ کنیرت ہیں مگر صوبے کے اس مرکزی شہر میں نسبتاً بہت زیادہ ہیں۔ شہر کے مختلف حصوں میں چھ بڑے قدیمی امام بارگاہے ہیں اور کچھ زیر تعمیر بھی ہیں۔ میں نے صبح ہفتے سے شب یازدہم تک نجاس اور حلو سوں میں شرکت کی اور میں یہاں کی مزاداری سے بہت متاثر ہوا۔ اہل لاہور جس دہانہ عقیدت کے ساتھ مظلوم سیٹھ کی یاد تازہ کرتے ہیں وہ وہ اس تاریخی شہر کی شان شان ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ لکھنؤ اور دہلی کی طرح سے یہاں بھی تمام سال محاسن کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ خدا کرے کہ عزائے حسینی میں دن و رات چو گئی ترقی ہو۔

اس کو میں اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ حافظہ کفایت حسین صاحب قبلہ جو اپنی دیگر مصروفیات کی وجہ سے گزشتہ تین سال سے محرم پر لاہور تشریف نہ لارہے تھے اس دفعہ موجود تھے آپ کے علاوہ مولانا محمد بشیر حسین صاحب فاتح ٹیکسٹ لائبریری تشریف فرما تھے۔ دونوں حضرات نے ایک ایک دن میں کئی کئی مجلس پڑھیں اور پھر ایسی پڑھیں کہ سامعین کی روح تازہ ہو گئی۔

ساتویں محرم کو مزنگ سے ملوں کا جلوس نکلتا ہے۔ جب مجھے اطلاع ملی تو میں وہاں پہنچا۔ جلوس نو صحرانی اور سینہ زنی کرتا ہوا تقریباً آدمی راہ طے کر چکا تھا۔ ڈھائی تین بجے کے قریب جلوس نے اسی جگہ پہنچ کر گشت ختم کیا جہاں سے برآمد ہوا تھا۔ وہاں ازال زبیرت پڑھائی گئی اور لنگر تقسیم ہوا۔ نواب چوک اندرون موچی دروازہ دو امام بارگاہے جو تقریباً ایک ہی ساخت کے تھے ہوئے ہیں مبارک حویلی کے نام سے موسوم ہیں جن میں سے ایک میں نواب نور شہ علی خاں قزلباش و درود سے میں نواب سر مظفر علی خاں قزلباش کے اہتمام

سے نماز کا انعقاد ہوا اگر کسی دو دنوں  
 امام باقرؑ میں ایک ہی وقت میں مجلسیں  
 ہوتی ہیں۔ اس سال ایک میں حافظ صاحب  
 نے اور دوسرے میں بشیر الملہ نے  
 مجلسیں پڑھیں۔ انہوں نے شب کو اس امام باقرؑ  
 کی مجلس کی مجلس میں حافظ صاحب مجلس پڑھتے تھے  
 صبح ہشتم کو چوبہرے کے علقہ میں مجلس کا اعلان  
 تھا۔ دس بجے کے قریب وہاں پہنچا مجلس  
 شروع ہو چکی تھی اور حافظ صاحب قبلہ موعظہ  
 فرما رہے تھے کوئی ڈیڑھ گھنٹہ تک علم و عرفان  
 کے دریائے بہتے رہے بعد ازاں اسی مقام سے  
 جلوس علم برآمد ہوا اور چند گھنٹہ گشت کرنے  
 کے بعد پھر وہیں پہنچ کر ختم ہو گیا۔ رات کو  
 بیگم صاحبہ کے امام باقرؑ گیا یہ امام باقرؑ زیر تعمیر  
 ہے کلاس کے لیے شامیانہ تان کرتا تھا چاروں  
 طرف نصب کر دی گئی تھیں۔ حافظ صاحب ولاء  
 کئی گھنٹہ تک شہادت حسینؑ فلسفیانہ انداز میں  
 بیان فرماتے رہے جن کو سامعین نے نہایت  
 توجہ سے سنا اور بہت مخلوط ہوئے۔ یہاں کی  
 مجلس کے فوراً بعد میں سوچی دروازہ خواجگاہ  
 کے امام باقرؑ آیا مجلس پوری تھی سوز خوانی  
 کے بعد ایک حنفی عالم نے کافی مرمہ تک تقریر  
 کی جس میں انھوں نے، ارفی الحجہ اور ۱۰۰ ار  
 محرم الحرام کی تاریخی قریبیوں کا تقابل کیا  
 ان کے بعد سوائی کلچر گاندھ سے تقریر کرنے  
 کو کہا گیا۔ یہ مجلسیں ہندستان کی اچھوت  
 قوم کے فیڈر ہیں۔ محاسن میں اکثر شریک  
 ہوتے ہیں آپ نے اپنے خصوصی اعزاز میں بہت  
 سستی پر تقریر کی۔ اس ڈیڑھ دو گھنٹہ کے  
 بعد فقہ میں جس میں بیگم صاحبہ کے امام باقرؑ

سے یہاں آیا اور سوز خوانی کی فہم حضرات کی  
 تقاریر میں حافظ صاحب ایک اور مجلس  
 پڑھ کر یہاں تشریف لے گئے۔ شب نصف  
 سے زیادہ گزر چکی تھی اور حافظ صاحب قبلہ  
 صبح سے اس وقت تک چار محاسن پڑھ چکے  
 تھے لیکن پھر بھی مومنین کے اصرار پر نوہ  
 حیدری کے درمیان پانچویں مجلس پڑھنے  
 کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ روز عاشور  
 جب کئی صحابی مرتبہ شہادت پر فائز ہو چکے  
 تو بوزہ خناری کے آزاد کردہ غلام حضرت  
 جون آ کے اور دست بستہ التماس کی کہ مولا  
 آپ مجھے اعازت کیوں نہیں دیتے۔ کیا اس  
 لیے کہ میں غلام ہوں۔ کیا اس لیے کہ میں مشی  
 ہوں یا کیا اس لیے کہ میرے پسینے سے بوا آ  
 ہے۔ امام عالی مقام جون کی اس گفتگو سے  
 متاثر ہوئے اور انھیں بھی رن کی اجازت  
 دے دی۔ مقتل سے جون ہی جون کی آواز  
 استغاثہ بلند ہوئی امام نے لبیک کہا۔ امام  
 کے پہنچنے پہنچتے حضرت جون شہید ہو چکے  
 تھے حالانکہ لاشے اٹھاتے اٹھاتے امام کہیں  
 ٹھک کر چور ہو گئے تھے مگر پھر بھی جون کا لاشہ  
 خود متل گاہ سے اسی طرح اٹھا کر لائے کہ میں  
 طرح دوسرے عظیم المرتبت اور عظیم القدر  
 صحابہ کا لائے تھے۔ حافظ صاحب نے فرمایا  
 کہ امام حسینؑ نے اپنے اس عمل سے دنیا کو  
 بتا دیا کہ ایمان و ایمان کے سامنے گورے  
 کالے کا امتیاز نہ ملے گا غیر ملکی پر شرت بیچے۔  
 اور اپنے بچے چھوٹ چھوٹ اسلامی اصولوں  
 کے منافی ہے۔ حافظ صاحب آواز خستہ  
 ہونے کی وجہ سے سلسلہ بیان زیادہ در

تک جاری نہ رکھ سکے۔

نویں محرم کو آشتیانہ میں مجلس ہوتی  
 ہے۔ جس دن میں لاہور پہنچا تھا اسی دن  
 سے اس مجلس کے متعلق مومنین کو ذکر کرتے  
 ہیں رات تھا۔ رات گئے سونے کی وجہ سے  
 دن چڑھے آنکھ کھلی مزدوریات سے فارغ  
 ہو کر آشتیانہ پہنچا۔ شہر سے کافی دور رہنے  
 سیانمیر کے اس پار سرسید مرآت علی کی کوٹھی  
 ہے اور یہ ہی آشتیانہ کے نام سے موسوم  
 ہے۔ کوٹھی کے احاطہ میں داخل ہونے کے  
 بعد معلوم ہوا کہ آگے پیچھے دو کوٹھیاں ہیں  
 اور ان دونوں کے درمیان جو کٹا دہ  
 صحن ہے اس میں مجلس کا انتظام کیا گیا ہے۔  
 میرے پہنچنے سے قبل ہی مجلس شروع ہو گئی  
 تھی۔ سوز خوانی کے بعد سوائی کلچر گاندھ  
 تقریر کی آپ نے فرمایا کہ آج دنیا میں اشتراکیت  
 کا زور ہے ہر شخص کارل مارکس اور لینن  
 کے نظریات کی ورق گردانی کرتا نظر آتا ہے  
 لیکن میں کہتا ہوں کہ اصل سموں میں اشتراکیت  
 وہ تھی جس پر حضرت علیؑ عمل پیرا رہے۔ تقریر  
 جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ حضرت  
 فتنہ چاندی بنانا حاقی تھیں اور اسی لیے آپ  
 فتنہ فتنہ شہور ہو گئیں ایک مرتبہ آپ نے  
 چاندی تیار کی کہ حضرت علیؑ تشریف لے آئے  
 آپ نے دریافت کیا کہ اسے فتنہ یہ کہا ہے  
 جناب فتنہ نے حجاب دیا بولا یہ چاندی ہے جو  
 میں نے تیار کی ہے حضرت علیؑ نے اسی وقت  
 اپنے پیر سے زمین کو اٹھا دیا زمین یکایک  
 شقی ہوئی اور چاندی کی ایک دیگ نمودار  
 ہوئی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اے فتنہ تم

نے دیکھا چاندی تو جاری ٹھوکروں سے  
گٹکا بڑی ہے مگر ہم لوگوں کا مصلح نظر بسد زر  
نہیں۔ واقعہ کہ بلا کا ذکر کرتے ہوئے سوانی  
نے فرمایا کہ مولانا محمد علی جوہر مرحوم نے جو  
یہ شعر فرمایا ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کر بلا کے بعد

تو اس سے مجھے اختلاف ہے اگر مرحوم حیات  
ہوتے تو شاگردانہ حیثیت سے یہ تسبیح پیش کرتا  
قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے

اسلام زندہ ہو گیا جس کر بلا کے بعد

سوائی جی کی تقریر کے بعد حافظ صاحب  
قبلہ یزید دہ مہر ہوئے اور کئی گھنٹہ فضاں  
و مصائب بیان فرماتے رہے۔ بعد مجلس دستر  
خداں بچنے شروع ہوئے اور دیکھتے ہی  
دیکھتے اذان و اقام کے کھلنے جن دیے گئے  
تمام پر سرہ داران جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا  
نے شکم سر ہر خوش ذائقہ اور لذیذ کھانے  
کھائے۔ سید صاحب بالقابہ بر نفس نفیس انتظام  
میں مشغول نظر آ رہے تھے۔ اس محب اہلبیت نے  
اس ہنگامی کے زمانے میں اپنی سالہا سال کی  
رودش کے مطابق حسینی دسترخوان کو حسب طرح  
جاری رکھا وہ صاحبان دولت و ثروت کے  
لیے قابل تقلید ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ  
مجلس سے قبل چائے نوشی کا انتظام کیا تھا۔  
اور چند سال قبل تو ابی مجلس کی طرف سے ہی  
سوگوارانِ حسین کو اطرافِ شہر سے بند یہ سوط  
لایا جاتا تھا لیکن حدران جنگ میں پڑل نہ  
ملنے کی وجہ سے یہ انتظام مجبوراً ترک کرنا  
پڑا۔

سہ ہر کو اندرون منل حویلی ایک اور نام بالا  
میں مجلس کی۔ یہاں کی مجلس کی خصوصیت یہ  
تھی کہ تمام مجلس شروع سے آخر تک بڑا  
فارسی پڑھی گئی۔ شب عاشور مبارک حویلی پہونچا  
بشر الملت ممبر پر رونق افروز تھے۔ عزا خانہ  
کچا کچے بھرا ہوا تھا۔ آپ ڈیڑھ دو گھنٹہ مجلس  
پڑھتے رہے۔ دورانِ بیان مصائب میں  
سامعین پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ  
بے ساختہ سینہ دسر پیٹنے لگے۔ اسی وقت بشر الملت  
نے جمیع اہل اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کہ بلکہ  
سرخ و عظیم کے بعد امام المؤمنین جناب ام سلمہ  
نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں پریشان حال  
دیکھا اور حضرت کا سر گرد آلود پایا۔ پھر عرضنا  
ام حضرت کی اس حدیث کی طرف اشارہ کیا  
جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص مجھے  
خواب میں دیکھے اس نے فی الواقع مجھ ہی  
کو دیکھا۔ بشر الملت نے فرمایا کہ اکثر حضرات  
مستتر ہیں کہ ام حسین کے مصائب پر کیوں  
پریشان ہوتے ہیں اور کیوں سینہ دسر پیٹتے  
ہیں۔ یہاں میں ان کو بتادینا چاہتا ہوں کہ حدیث  
ذکر کی روشنی میں جناب ام سلمہ کے خواب  
پر اگر غور کیا جائے تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ  
یہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ تاسی حضرت رسول اکرم  
ہے۔ ابھی سلسلہ بیان جاری تھا کہ یکایک  
ذوالجناح برآمد ہوا اور یحییٰ بن سالم شاہ حسین  
کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ مومن امام باڑہ میں  
حوض بنا ہوا ہے ذوالجناح کو اس کے گرد  
بھرا گیا اور انہی اس کے پیچھے پیچھے سینہ دسر  
سر پیٹتے رہے۔ کوئی دو بجے شب ذوالجناح  
امام باڑہ سے باہر آیا اور مختلف گلی کوچوں

کا گشت کرتا ہوا ایک مسجد پہونچا جہاں کاندھ  
صبح تک قیام کیا۔ نماز صبح کے بعد ذوالجناح  
بھر روانہ ہوا اور تقریباً آٹھ بجے صبح  
سہارک چوک پہونچا۔ یہاں تھوڑی دیر زیارت  
کرنے کے بعد میں اپنی قیام گاہ واپس آ گیا  
صغریات سے فارغ ہو کر کچھ دیر آرام  
کیا اور پھر مجلس میں شرکت کے لیے نکل  
کھڑا ہوا۔

سو پہونچ چڑھے مجلس کشمیری باز ہوا  
تک پہونچ چکا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی  
کہ راستہ بنا کر تاجی دستوں تک پہونچ جاؤں  
مگر کثیر ازدحام کی وجہ سے نہیں پہونچ سکا۔  
آخر چکر کاٹ۔ گلی کوچوں میں سے نکلتا ہوا  
وسطا مجلس میں جا پہونچا۔ لاہور کا یہ وہی  
عظیم الشان ذوالجناح تھا جس کی شہرت و  
مقبولیت سینکڑوں میل سے عاشقانِ حسین  
کو کھینچ کر دہاں لے جاتی ہے۔ حقیقت یہ  
ہے کہ ہر حیثیت سے یہ مجلس بے نظیر ہے  
انتظام کے لیے حکومت کی طرف سے پولیس  
اور ہوم گارڈز کے جن جن موجود تھے جو پوری  
مستعدی سے اپنا فرض انجام دے رہے تھے  
ان کے علاوہ انجنیوں کے رہنما کار بھی تھے۔  
ان جو چیز مجھے پسند آئی اور جو میں نے اس  
سے پہلے نہیں دیکھی تھی وہ یہ کہ ریڈ کراس  
اور سینٹ جون ایسولنس کے رہنما کار ہر رات  
دش کے ساتھ تھے تاکہ بوقت ضرورت طبی  
مدد پہونچ سکیں۔ متعدد انجنیوں اور  
مختلف مقامات کے ماتمی دستے اپنے اپنے  
سے مامم کر رہے تھے اور اپنی اپنی طرف اور  
زبان میں نوحہ خوانی کرتے جاتے تھے۔

انہوں کا جوش ایسا اور عقیدت مدیم اٹل تھی۔ زنجیروں سے ماتم کرتے کرتے ان کے پشت اور سر دسینہ بھٹ چکے تھے لیکن اس برہمی وہ ریڈ کھاس اور سینٹ جون ایبلیٹس کے رٹاکا رڈ کی مرہم ٹی کی خدمات کو پہنچنے پہلے شکر یہ کے ساتھ یہ کہ کر رڈ کر دیتے تھے کہ ہمارے رنوں کے اندال کے لیے تو ادی ہی کافی ہے۔ وہ ڈھائی گھنٹہ جلوس کے ساتھ — رہا اور اس دوران میں ہر ماتی دستہ کے پاس گیا اور ماتم دیکھا۔ مقامی ماتی طریقہ جو میری نظر میں آیا وہ یہ تھا کہ سارا ماتی دستہ دستی ماتم کرتا تھا اور جو جینی فدائی زنجیر کا ماتم کرنا چاہتا تھا صرف وہ زنجیر لے کر حلقہ میں آجاتا تھا۔ اپنے گرد و پیش سب کو ماتم کرتا دیکھ کر اس کے جوش میں اضافہ ہو جاتا اور وہ زنجیر سے ماتم کرنے لگتا تھا۔ اور چند ہی منٹ میں سر سے پیر تک خون میں ہنا جاتا تھا اور ماتم کرتے کرتے یا تو وہ خود دبے حالی ہو جاتا تھا یا دوسرے آدمی اسے مجبور کر دیتے تھے کہ وہ اور ماتم نہ کرے۔

جلوس سے رخصت ہو کر میں مبارک جوبلی کے دوسرے امام باڑے آیا مجلس ہو رہی تھی تھوڑی دیر بعد حافظ صاحب تشریف لے گئے لیکن آج کچھ اور ہی انداز تھا نہ تو جسم پر جبہ اور نہ سر پر عمامہ۔ سو مین نے حافظ صاحب کو اس حلیہ میں دیکھ کر گر پر شرف کر دیا۔ حافظ صاحب نے بہت احتقار سے کام لیا اور بس چند جملے مروتانہ کے بڑے میں سمجھتا ہوں کہ کچھ ان چند جلوس کی بھی مزیت

دستی صاحبان ادالہ کے لیے رداعا شور کا تصور ہی کافی ہے۔ گر یہ دیکھا اور ہائے دلویلا کی صداؤں میں ذوالجناح برآمد ہوا اور کافی دیر تک ماتم ہوتا رہا۔ تیسرے پہر میں جلوس ذوالجناح میں شرکت کے لیے باہر نکلا اس وقت یہ جلوس کشمیری بازار۔ سولہ بازار اور ڈپٹی بازار ہوتا ہوا بجائی گیت پہنچ گیا تھا۔ اٹھارہ گھنٹہ کا دل گشت کرنے کے بعد چوبیس بجے شام گامے شاہ آکر ختم ہوا۔ یہاں متعدد انجنوں کی طرف سے چائے نوشی اور لنگر کا انتظام تھا۔ گامے شاہ کے مزار کی مناسبت سے یہ جگہ گامے شاہ مشہور ہے۔ اسے لاہور کی کر بلا سمجھا جاسکتے ہیں مجتہد محمد علی امینی اعلیٰ الشافعیہ اور شمس العلماء مولوی محمد حسین آزاد ادنیٰ نیندہ سو رہے ہیں۔ یوں تو ہندوستان کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں دسویں محرم کو سبیلیں لگائی جاتی ہیں اور موسم کو ملحوظ رکھتے ہوئے چاندیا

شریت تقسیم کیا جاتا ہے لیکن لاہور اس اعتبار سے ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے شہر کے ہر حصہ میں سبیلیں لگائی جاتی ہیں اور بجائی گیت سے لے کر گامے شاہ تک تو بلا تھیمیں مذہب و ملت تمام بڑے بڑے تاجروں کی سبیلیں ہوتی ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ بیک وقت دنیا اور دین دونوں کلتے ہیں بالفاظ دیگر سبیل لگا کر ایک تودہ تو ایچ آخرت ہوتا کرتے ہیں دوسرے لے لکھ اپنی فرم یا کمپنی کا ایڈورٹائز بھی کرتے ہیں۔

گامے شاہ سے آکر میں اسی شب دہلی واپس لوٹ آیا۔ اس چار دن کے قلیل عرصہ قیام میں یہ سیرے لیے ناممکن تھا کہ لاہور جیسے بڑے شہر کی تمام جگہاں میں شریک ہوتا۔ لال حلی میں جناب بشیر المصطفیٰ شام کو مجلس پڑھتے تھے اس میں کسی دن نہ جاسکا اس کے علاوہ مصری شاہ کے علاقہ بھی ایک دن نہ گیا۔

## نظر روزنامہ

کا ایک پرچہ منگا کر تو دیکھئے

اس میں خبریں کتنی تازہ ہوتی ہیں، مضامین کیسے معیاری

اور نظمیں کس قدر بلند ہوتی ہیں

سالانہ چندہ منٹہ ششما ہی علیہ سما ہی منٹہ ماہوار منٹہ فیہ روزنامہ نظارہ کھنڈ

# حسین کی وجہ انسانیت قیامت تک باقی رہے گی

از مولانا مولوی سید زہرا حسین صاحب ڈوگانی صدر الافاضل ناظم دینیات نجف ہندو جگ پورہ



آغوش کائنات و بحر عالم میں ایک  
مرصعہ درازت جوستہ دیکھتے ہی آدم اپنی  
حیات کو بیل و ہمار مختلف صورتوں سے گزار  
رہے ہیں اور گزار گئے کچھ وہ ہیں جو آئے  
اور بچے گئے پیدا ہوئے اور مر گئے ابھرے  
اور ڈوب گئے زندگی کے ہاتھوں نے سلوا  
سمیایا موت کے ہاتھوں نے بگاڑا مثالیہ  
طلوع و غروب کرنے والے آنے اور گرنے  
والے دنیا میں کوئی ایسا نشان حیات چھو کر  
نہ گئے جو ان کو زندہ رکھے ماکفیل اور ان  
کے دوام بقا کا ضامن ہوتا۔

بعض وہ ہیں جو مرلے کے بعد بھی زندہ  
رہے پر بھی باقی ان کے جس قدرت خاک ان  
کے نام پہلو نشتر آفتاب احباب دم مفقودہ  
امننا ہر موجودہ ان کا ذکر ہر غفل کی زینت  
ہر مجلس کی رونق ان کے تذکرے روح  
پرور ان کے انسانے حیات بخش وہ آنکھوں  
سے ادھیل ہونے پر بھی ہمارے سامنے  
سرمایہ داران حیات سے کہیں زائد نہاں  
حیثیت اور ان سے بڑھ کر شخصیت رکھتے  
ہیں ان کے ذکر و یاد کا رے کون بچے  
سے جو زندہ نہیں کہا جاتا کون جلسہ ہے  
جس کو بیدار نہیں کیا جاتا کون ایسا دل ہے

جس کو ان سے ہم دردی نہیں کون ایسا  
قلب ہے جس کو ان سے دل چسپی نہیں کون  
سی ایسی ذات ہے جس کو ان سے محبت  
نہیں کون سی ایسی فرد ہے جس کو ان سے  
افت نہیں۔ دوستوں کو ان کے ذکر  
کے لیے یاد کیا جاتا ہے چاہنے والوں  
کو ان کے حالات سنانے کے لیے بلایا جاتا  
ہے ان کی محبت کے سامنے عزیزوں  
کو بھول جاتے ہیں ان کے غم کے سامنے  
اپنی مسرتوں سے کنارہ کش ہو جاتے  
ہیں کیا کہنا اس زندگی کا جس کی وضاحت  
کے سامنے آفتاب ہی ماند نظر آتا ہے  
ہر مقام ہر محل پر جنگل ہو کہ صحرا ہو ہند ہو کہ  
سندھ امریکا ہو یا افریقہ اس طرح ان کا  
نام پیا جاتا ہے جیسے یہ نفوس ہیں کہیں  
ہیں۔ اور ضرور ہیں۔ ہم ان کو دیکھ نہیں  
سکتے یہ ہمارا نقص نظر ہے چشمہ آفتاب  
را چہ گناہ۔

شانے والی دنیا کی اس نیک کمالی کو  
اس متاع انسانیت کو عالم کے راس البقا  
کو زمانے کی پوجی کو کیا مٹا سکتے ہیں جب  
کہ ان میں کا ہر ایک بندہ اپنے ٹٹے ہی میں  
راز حیات مضمر رکھے اور حصول مقصد

میں اپنی زندگی ہی کو غفل انداز تصور کرے  
اور اپنے فنا ہونے ہی کو آغاز اور حیات  
اور اپنی خاموشی ہی کو مستقل آواز قرار  
دے اس کا جینا ہی مرنے کے انتظار  
کے لیے ہو بقول شاعر

انتظار موت میں دن کاٹتا ہوں زینت کے  
زندگی اب میرے مقصد میں خلل انداز ہے

ختم ہو جائے جہاں پر ماز و سامان حیات  
بس وہیں سے مرادور زندگی آغاز ہے  
یہاں پر سوال ہوتا ہے آخر یہ دوام بقا  
یہ ہیشگی کی زندگی ان کو کیوں نصیب ہوئی وہ  
کیا کارنامے تھے جنہوں نے ان کو باقی  
رکھا اور دیناے انسانیت کے فلک پر  
آفتاب ماہتاب بنے اور چمکے اس کا  
جواب مختصر یہ ہے کہ ان جان دینے  
والوں کے مقاصد ایسے محترم تھے جن  
کی قدر ہر انسان کرتا ہے اسی بناء پر  
جب غفل دینا سے یہ خدا شناس نفوس  
اٹھ کر بزم قدس کی طرف روانہ ہوئے  
تو خدا پرست انسانیت کے قدم دانوں  
نے ان کے ظاہری فراق پر اس ہم دغم  
کا احساس کیا کہ دنیا ان کی نگاہوں میں  
اندھیر ہو گئی زمین سے آسمان تک غم کا

آبادیاں نظر آئے لگیں اشرا غم قلب  
زمین سے چمٹ نکلیں پہ پہ پہ آسمان سے  
سرخ مارش ہوئی زمین کا کلیجہ خون ہو گیا  
ان گزرنے والوں کا مقصد وہی تھا  
جھانکی ذمہ دار کا مقصد ہر زمانے میں  
رہا، معرفت خالق اس کے احکام کی  
پیر وی عزت انسانیت شرافت نفس سادت  
آخرت دنیوی فلاحیت ان سب کو حیات  
حادثہ بختنا ان مرنے والوں ہی کا کام تھا  
اور یہاں انسانی خدمات ہر وقت تمام امور  
سے اہم رہے ہیں اور ہر انسانیت فوار  
حق پرست انصاف دوست کا مقصد اعلیٰ  
مگر اس مقصد کا حصول ناممکن نظر آتا  
تھا اس لیے کہ خود حاکم وقت حاکم انسانیت  
سے باہر تھا فسق و فجور ظلم و جور یہی  
کفر شکاری ہستی میں مبتلا تھا بہر حال  
لوگ کیسے راہ حق صراط مستقیم پر چلتے اناس  
علی دین ملو کہم کوئی تو ایسا ہوتا جو اس  
صراط مستقیم کی بقا کو اپنی بقا پر ترجیح دے کر  
لوگوں پر دامن نہ کر دیتا کہ دیکھو اس راہ  
انسانیت کی حفاظت مقدم ہے خواہ کیسے  
ہی شدائد و مصائب کو جھیلنا پڑے بقاء  
دوام اسی راستہ کے بچاؤ کے لیے جان  
دیہتے ہیں اور اولاد کو قرآن کریم میں  
مضمر ہے۔ یہاں دو چیزیں سامنے آتی  
ہیں۔ یا حاکم کی سمیت کیجئے اور خدا شامی و  
انسانیت کو ختم کر دیجئے یا اپنی حیات کو احکام  
الہیہ (جو کا صحیح مفہوم انسانیت سے ایک حد  
تک ادا ہو سکتا ہے) کی بقا کے لیے نثار  
کر دیجئے روح انسانیت کو اگر باقی رکھنا

ہے تو اپنی مزہ ز زندگی سے انقاد ہو جائے۔  
حسین نے دوسری شق کو اختیار فرما کر  
ختم ہو جانے والی انسانیت کو بچا یا سخت  
سے سخت مصائب ناقابل تحمل شدائد کا مقابلہ  
کیا خدا شناسی شرافت انسانی کو زندہ رکھنے  
کے لیے سرکار سید الشہداء نے بہتر لگے کو اذیت  
اور لاکھوں سے مقابلہ کر کے بتایا کہ اکثریت  
اگر انسانیت کے خلاف قدم اٹھائے گی تو  
اقلیت زور حق کے سہارے نہ ڈرے گی نہ  
دبے گی بلکہ فتح یاب ہوگی کامیاب ہوگی بلکہ  
بامت عزت انسانیت دوست حق پسند افراد  
کے لیے ایسے آڑے وقت میں جان دے  
دینا ہوگا۔

چنانچہ شب عاشور حسین نے اپنے احباب  
سے فرمایا۔ اِنِّیْ دَآئِمٌ اَلْقَتْلُ فِی الْعِزِّ  
حیوانۃ و العیشی فی الذل نکل۔ اب زر  
سے کھینچنے کے قابل کلام امام۔ اسے گردہ  
ناس میں با عزت موت میں اپنی زندگی اور  
ذیل زندگی میں اپنی موت دیکھتا ہوں۔ مرنے  
جینے کا قاعدہ ایک جہد میں بن گئے ہی جہد  
امام مظلوم کا مدد و ترغیب و ہدایت ہے  
انہوں نے یہ فرمایا کہ جس جینے کے لیے تم مرنے  
ہو کہ فاسق و فاجر بدکردار بدشمار کے کہنے  
کو تسلیم کر لیا جائے اس سے با عزت مرنا بہتر  
جس نے کس کے تو اسے اور یہ اقدام  
جوان پر بلحاظ منصب فر فر ہو گیا تھا کیسے  
نہ فرماتے زمانہ وہ آگیا تھا کہ احکام خدا  
معطل تھے سنت رسول کو بدلا جا رہا تھا۔ اس قبیل  
کرنے کی خبر خود سرکار رسالت دے گئے تھے۔  
۱۰ خیر الو و بانی فی مسند کائنات الی الدر

دام سمعت ابی صلی اللہ علیہ وسلم یقول  
اول من یبذل منی رجل من بنی امیہ  
بھال نہ لڑا۔ تا مریخا مختلفا ص ۱۲۷  
سنت مجتبیٰ دہلی۔

روایانی نے اپنے سند میں ابو دردا  
سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے  
پنیر کی زبانی سنا وہ فرماتے ہیں کہ مرے  
طرفہ کو بے لخت والا نبی میرے پہلا شخص بڑا ہوگا۔  
قال صلی اللہ علیہ وسلم من احب  
احل المدینۃ ا خافہ اللہ و علیہ لعنة  
اللہ و الملائکۃ و الناس اجمعین دردا  
سلم، ارشاد نبوی ہے کہ جس نے اپنی نیکو ڈرایا  
خدا اسے ڈرے گا و اس پر خدا کی لعنت  
کی تمام ناس کی لعنت ہے۔ بھلا اس مستحق  
سنت کی وہ ذات کس طرح بھیت کرتی جس پر  
خدا و ملائکہ و تمام ارباب اسلام و ایمان صلوات  
و سلام بھیجتے ہوں۔ حسین نے بھت زید نہ  
فرما کر حق و عدالت و سنت و شریعت رسول  
کو قنات تک باقی رکھ لیا راست کرداری  
عدالت شجاری انسانیت نذاری کو اپنی شہادت  
سے (جہاں کا بچہ بچہ مرنے کی تمنا کرتا اور  
ماتیں جو قوم کھلا زندہ رکھنے کی دعائیں کرتی ہیں  
وہ اپنے جگر پاروں کے مرنے کی نیت مانگیں  
لگیں۔ دوبارہ جہالت مرحمت فرمائی ہذا  
جتنے افراد خلق جسم انسان کامل رسول کے  
راستہ پر سنت نبوی پر شریعت پنیر پر کل  
کر کے جنت میں جانے کا دعویٰ کریں ان کو  
پہلے حسین کے نام پر صلوات و سلام بھیجا  
فرمیں کہ جن کے برحق اقدام سے انسانیت  
آج زمانے میں موجود ہے و رتایا مات باقی



# دو نوے

(از ملا عبد المحسن اکمل سنہی کا مل شاہا جودین سپرنٹنڈنٹ مدارس القامتہ السیفیہ دہلی ضلع)  
(تالیف حضرت خیر کلمہ)

من کرتی تھیں با فوٹے مضطرباے کٹر دل جوں میرے اکبر  
اگر بلا لیں اسے میرے دلبر ہائے کٹر دل جوں میرے اکبر  
صبر شیر و خلق حسن تھا نہ ہر ذہرا تھا زدن تھا  
حسن میں تم تھے گو یا پیمبر ہائے کٹر دل جوں میرے اکبر  
حب تم آئے تھے لینے کو نعمت خیمہ گر میں باقی قیامت  
گاہ ہزارے میں روتا تھا مضطرباے کٹر دل جوں میرے اکبر  
رہ گئی میرے دل میں تمنا تم کو دھانے بھی نہ دیکھا  
دل ہو درد جدائی سے مضطرباے کٹر دل جوں میرے اکبر  
لے جواں مرد جواں باز غازی فوج حق کے ہڈوں - ستاری  
نیزے اعدا کے بڑے تھے تجھ پر ہائے کٹر دل جوں میرے اکبر  
تیرا بابا جوں کو سردھارا بے جاؤں نے آتش کو بھی مارا  
اب ستاتے ہیں مجھ کو سنگر ہائے کٹر دل جوں میرے اکبر  
ہم کو درے لگاتے ہیں ظالم بن میں درد پھراتے ہیں ظالم  
لے آگے جھین کر سے چادر ہائے کٹر دل جوں میرے اکبر  
نوحہ بانو کا سن سن کے اکمل دل میں جلتی ہو اک غم کی شعل  
اکتی ہو جب وہ روکے برابر ہائے کٹر دل جوں میرے اکبر

اٹھو بھیا بہن تم پہ داری  
اٹھو بھیا بہن تم پہ داری  
تم نے ہنوں کو یہ غم دکھایا  
اٹھو بھیا بہن تم پہ تم پوری  
سپاری صغریٰ کا خط ہو دکھایا  
اٹھو بھیا بہن تم پہ داری  
پائے جاہ میں پیری پڑی ہو  
اٹھو بھیا بہن تم پہ داری  
کس طرح ہو ہاری رہائی  
اٹھو بھیا بہن تم پہ داری  
ہا کب دوشن پاک پیسہ  
اٹھو بھیا بہن تم پہ داری  
اکل اب حشر چٹا ہو ہر پا

مناہی کتی مٹی رو رو کے دکھیا  
اٹھو بھیا بہن تم پہ داری

افضہ الزماں عالم دور اد حجة الاسلام فضلی آیتہ اللہ الکریم الحاج سید حسین الوجودی

## احسن الوسائل ترجمہ ناشر منتخب الرسائل

(۱) ادارہ علیہ ناصر العلوم کتب خانہ ناصر یہ کجھہ لکھنؤ  
(۲) ادارہ تحفظ حینیت شاہ گنج لکھنؤ

علامہ زمین مرزا احمد حسن انکالینی مدظلہ  
ادارہ علیہ ناصر العلوم  
کتب خانہ ناصر یہ کجھہ لکھنؤ  
قیمت  
۸

# نام حسین علیہ السلام

(از جناب سرودش شیخ آبادی)

یہ ممکن ہو کہ نبض گردش ایام رک جائے  
یہ ممکن ہو قضا آئے عروس زندگی بن کر  
یہ ممکن ہو گل از شمع پیدا قلب آہن میں  
یہ ممکن صبح دے خورشید شب کی رونمائی میں  
یہ ممکن ہو کریں چیتے بھی گلوں کی نگہبانی  
یہ ممکن اژدہوں کا سینہ دریا میں سکے ہو  
یہ ممکن ہو کہ گردش چھوڑ دیں گردوں پہ تیارے  
یہ ممکن ہو شب یلدا کے خساڑوں سے ضو نکلے  
یہ ممکن ہو گل امیر دشت نامراد می میں  
یہ ممکن ہو چلے فرمان دریائی سمندوں کا  
یہ ممکن ہو کہ گردوں خاک پر سجدے میں جھک جائے  
یہ ممکن ہو لبوں پر جھکیاں آئیں ہنسی بن کر  
یہ ممکن آگ لگ جائے حسین شہنم کے دامن میں  
یہ ممکن ماہ کا کنگن ہولمت کی کلائی میں  
یہ ممکن بھٹیروں کے فرق پر ہوتا ج سلطان  
یہ ممکن مچھلیوں کا تنگ غار نہیں شہین ہو  
یہ ممکن ہو چکنا چھوڑ دیں اکاش پر تارے  
یہ ممکن برف کے تودوں کی پیشانی سے کونکلے  
یہ ممکن راگ کے چشمے ہیں اشکو کی دادی میں  
یہ ممکن ہو زمیں پر راج ہونوئی درندوں کا

مگر ہو غیر ممکن چرخ چاہی خون برسائے  
کہ دنیا تھے حسین ابن علی کا نام بٹ جائے

# شیرستان وفا

(از جناب سید علی عباد صاحب رضوی جون پوری مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناصرہ یقون پور)

زیر نظر مقدمہ نہ صرف الاشیاء باضداد بل انسانی ہر چیز انہی ضد سے پہچانی جاتی ہے جو در ظلمت سے و حرارت و برودت سے افادیت و مصلابت سے مضد ہے، یا ماضی و ماضیہ سواد سے محبت و عداوت سے شجاعت میں سے سخاوت بخلی سے علم و جہالت سے متانت و ذکاوت ملاوت سے مصابحت و ملاحت متانت سے قناعت سے حرص سے یوں ہی اخوت و رفائقت بھی اس کے اعتداد سے معلوم ہوگی و رفاقت عالم پر از آدم تا انیدم تاریخی نظر ڈالتے ہوئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ

راخوت و اخوت کا کیا حال رہا۔ اندھی تلاش حقیقت و مجاہد کے فرق کو بھی بخوبی واضح کر دے گی اور لاخوت و سرست مصابیت و رفاقت شمع وفا کے کر دیکھ ڈالیے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ابھی صرف حضرت خاتم ادران کے آل اطیاب کے اصحاب پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ وہاں مصابیت نے کیا رنگ بدلایا اور کیسے کیسے روپ پہنے خود کہ تو مولیٰ سلام ہی کہ پیغمبر علی سے لے کر جناب انیسر بکر محمد صہب و نقار و صحابہ کے باقی سب اصحاب ایسے تھے کہ جنہوں نے اپنے مصاحب کے فنا و ہلاکت کو طرہ امتیاز سمجھا اور خود باطن فنا ہوئے اور یہی انحال ایسے تھے جن سے مصابیت نے عداوت کا جام پہنا اور مگر جہاں ایسے واقعات ملتے تھے وہاں ایک نادرویا و گار روزگار واقعہ یہ بھی ملتا ہے کہ جن میں مصابیت محل صد نداشت و انیاد ملا کہ جی وہ واقعہ کہ بلا ہے کہ جہاں مقدمہ مصحابی کا لہجہ صیح طبع پر صادق آتا ہے دراصل وہ اصحاب با وفا پیرو خدا و ہی کے نحو متا بندہ تھے

انہیں نے شعلہ ہمت روشن ہوئی اور الی یوم القیامہ انہیں کی مبادلت مصابیت لائق تذکرہ بنی۔ ذکر اصل وہ مصحابی تھے کہ جو خود منٹ گئے مگر جینے جی اپنے مصاحب کا دامن نہ چھوڑا۔ اندر آپ نے مصاحبات اپنے مصاحب پر آئینہ آئے دی ایسے ہی وفا دار تو تھے کہ امام نازاں ہیں اور فرماتے ہیں را مصحابی ادنیٰ من اصحاب محمدؐ نیز آپ کا بار ہواں تخت جگر سلام بھیج رہا ہے اسلام علیکم یا انصار الی حب۔ اندر اکسین بابی انتم ماضی ملتئم و ملاقات الا فی التی فیہا دنم جن طرح مصابیت کی تلاش فرمائی یوں ہی تاریخی سیر کرتے ہوئے اخوت و محبت کے افنانے بھی گذشتہ واقعات میں دیکھئے تو آپ کو سب اہم ترین مقدمہ اخوت باہل و تاجاں کا ہی کہ ایسی اخوت بھی نمودار تھی دوسرے برادران یوسف ہیں چنانچہ مطالعہ کتب تاریخ سے ملتا ہے کہ برادران یوسف نے مشورہ کیا کہ بد مذکر اور یوسف کو بہت چاہتے ہیں اس کا علاج کرنا چاہیے آپس میں مشورہ ہونے لگا بعض نے کہا کہ باپ سے یوسف کو جدا کر دو بعض نے کہا قتل کر دو بعد ازاں کہا کنوین میں ڈال دو تاکہ کوئی مسافر اس کو آکر نکال لے جائے گا اور ہمیشہ کے لیے باپ سے جدا کی جوتائے گی۔ اس کے بعد بد مذکر اور یوسف سے محبت فرمانے لگیں چنانچہ جب برادران یوسف کی رائے انیادارانی یوسف پر مستحکم ہو گئی تو وہ لوگ اپنے باپ کے پاس آئے کہ بد مذکر اور یوسف کو سب سے بڑا دشمن ابھی ہم چاہتے ہیں کہ صحران کی سیر کریں لہذا یوسف کو بھی ہمارے ساتھ بھیج دیجئے

چوں کہ جناب یعقوب نے خواب دیکھا تھا کہ دس بھیرے جناب یوسف کے گرد ہیں اور ان پر حملہ کر رہے ہیں اور ان میں جو بڑا بھیرہ یا ہودہ ملے ہوتا ہے بالآخر میں شکاف نہ ہوتی ہو اور یوسف اس میں غائب ہو جاتے ہیں اس خواب کی وجہ سے جناب یعقوب نے جواب دیا کہ تم لوگ حاکم و سرور یوسف کے بھیجے یہ بد مذکر نہیں بلکہ اس کو بھیرے کھا جائیں یہ سن کر ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ زبردست جماعت رکھتے ہیں بھلا بھیرے یا کنوین کو کھا سکتا ہے اس امر اور بھی جناب یعقوب تیار نہ ہوئے یہ جواب سن کر بد مذکر یوسف جناب یوسف کے پاس آئے اور ان کو شمع سیر دلایا اور طرح طرح کھلاؤں کا ذکر کیا اور یہ کہ کہ صحران میں بھول کھے ہیں درختوں میں نیوے لگے ہیں وہاں چل کر سنبھراؤ اور بھولوں کی سیر کریں گے اور نیوے کھا لیں گے یہ سن کر جناب یوسف رضی ہوئے اور اپنے جانے پر اپنے باپ سے اصرار کیا۔ جب جناب یعقوب نے حضرت یوسف کو آمادہ پایا تو مجبوراً دروغ باری گوار فرمایا اور ہر طرح سے جناب یوسف کو مزین فرمایا اور کھانا اور دودھ میں پانی اور شکر ملا کر ایک صراحی میں ہمراہ کر دیا اور فرمایا کہ تم چلو شجرہ اوداع کے نیچے ٹھہرنا میں بھی آتا ہوں۔ چنانچہ برادران یوسف جناب یوسف و حضرت ہودہ کو روانہ ہوئے اور شجرہ اوداع کے نیچے آکر ٹھہرے رہے کچھ ہی بعد جناب یعقوب وہاں پہنچے اور بہ ہزار وجوہات یوسف کو دواغ فرمایا جب برادران یوسف جناب یوسف کو کچھ دور لے کر پہنچے اور باپ کی

دودونوں کی پات چیت

پیشک ————— مایلی

دوسرا تباہی پر ہو۔ جہاں عمل اخلاق کی فراوانی ہو۔ اعمال صالح کی کمی نہ ہو جو نجات کی ذمہ داری صرف ایمان پر نہ رکھا ہو بلکہ عمل صالح کو بھی نجات کے لیے ضروری قرار دیا ہو جہاں مذہب کی عظمت و بزرگی کو عکس کرے، ملکیت اور تسخیر ممالک سے غرض نہ ہو نہ درو خواہر کے خزانے سے طلب نہ ہو اور جہاں پیچ کر اتفاقاً پر ہیبر کھائی کا نمٹہ حل ہو جائے عیب نبود کا مشکل مرحلہ صاف ہو جائے اور ہر نفس تزکیہ نفس سے لے لے گا ہے۔

لطیف - تو کیا اسلام میں یہ باتیں نہیں ہیں۔  
شکوہی - ہیں اور ضرور ہیں اگر اسلام  
میں یہ باتیں نہ ہوتیں تو اسلام سو برسوں کی قابلِ وقت  
یادداشتوں سے معین تہذیب و اخلاق کی گروہیں خم  
نہ کر دیتا اور لوگ باقی اسلام کی مسرورت کے سامنے  
سر بسجود ہو جاتے۔

لطیف - پھر آپ نے ان سب باتوں کو سمجھتے ہوئے میرے خیال میں اسلام کو خیر باد کہہ رکھا

شیریں سے ملے ہوئے لطیف نے کہا۔  
محسنی معاف! مجھے تو بہت اندوس ہو گیا ہے  
آج ہی مذہب کو ترک کر دیا۔“

شریف - معافی کی کون سی بات ہے۔ اپنا اپنا خیال ہی ضرور کہ آپ کو اس کا انوس ہوگا کہ میں نے اپنے آپ کو احباب کے طریقہ کا لحاظ نہیں کیا حالانکہ اس کے سائے عاطفت میں پرورش پائی لیکن سیتا بادی لطیف - کیا اس کے اصول آپ کے عقل و ضمیر کے خلاف تھے۔

تسلی ہے۔ اگر خائف نہ ہو تو میں اسے  
شرک سمجھتا ہوں۔

لطیف۔ برہان میں تو یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سی باتیں ہیں جن کی وجہ سے آپ نے اس رہنمائی کو چھوڑ دیا۔

تمہاری نفی - بھائی میں عرصہ سے ایسا  
رائے کی تلاش میں ہیں جو پریشان بھرتا تھا کہ جس  
میں روحانیت ہو۔ مادیت نہ ہو جس کی سادہدہنت

گی آج بانی سے اتر چوتے ہیں اس دن انہوں  
میں نہایت بے سرو پر گڑھا کھیں تے ہاتھ شانوں  
سے لٹائیں گے رنگہ رنگ کا خیال رکھیں گے حقیقت  
جیسا امام مظلوم نے فرمایا دیا ہی اس نیر سپر خزاں  
گرد کھلایا خود بانی نہیں پایا گڑھ رنگ کھر گزرات  
سے پایا کہ نہ تیار پہنچ جائے اور مظلوم نہ بھٹکتی  
کی بایں کچھ جائے مگر افسوس یہ حسرت پوری نہ ہوئی  
اگر خوراک اپنا بھانجا کا تیر شاہ کی روٹھی ڈالے یا  
مولائی ابی الفضل صلوات وسلامہ علیہم۔

سن غفلی سر پر رکھ کر کولے پہلے جلادی جھٹنے کی وجہ سے بانی جھلک جھلک کر آپ کے جسم اطہر پر دوسرے اقدس پرگہر اقبیہ بانی جو بیچ رہا ہے لے کر اپنے بھائی کی خدمت میں پہنچے جو ہیں امام مظلومؑ کے یہ اطاعت و فراموشی دیکھی نہ اندازہ روئے گئے اندر نہ کیا کہ اس وقت میری نظروں میں نہ ہو کر بلا اسکیا کہ جس طرح اس کی پانی لائے ہیں یہ ہیں بڑے میں بھی سقہ نہیں گئے اندر میں سوز کی چھوک و پائس میں میرے اطفال کے لیے خشک بھر کر لائیں گے گو ظالم و جور اسکیا سے غیبت تک دیو نیچے

نظر سے بالکل ادھل جہٹے بس نورِ جناب  
یوسف کو زہر میں پروا دل دیا اور کہا کہ ہم تمھارا  
بوجھ کہاں تک اٹھائیں اپنے پیسرے جلو جناب  
یوسف نہ فرمایا میرا کیا گناہ جو مجھے پیدل دربار  
پھونسیں بیچنے پر ہم کردار انھوں نے کچھ نہ سنا  
اور ملنا چہ رخِ صاحبِ جناب یوسف پر بارِ ادا اپنے  
آگے دوڑا یا تھا۔ کہ جناب یوسف کی جو تیاں ٹوٹ  
گئیں اسنو میں ان کو ننگے پاؤں کاٹوں پر دوڑا یا  
کہ پیسرے زخمی ہوئے اور جھگڑے جھگڑے  
بھوک و پیاس کی جس بھائی سے شکایت کرتے تھے  
ان میں سے کوئی ملنا چہ مازنا کوئی لات مازنا کھائی  
کان ملتا تھا۔ اسو میں جو کچھ جناب یوسف کے  
ساتھ وہ واقعات ظاہر ہیں جو بطولت ترک  
کرتا ہوں ایک اخوت جو ہم پلہ بہیت ہو  
جس کو سن کر لوگ انگشت بندہ ان رہ جاتے ہیں  
لیکن ایک اخوت وہ بھی کر بلا میں ملتی تو جس پر  
ہم خلاصوں کی ساری بھلائی جانی و مالی نثار  
جس اخوت کی وفاداری کا ڈنکا آج کیا ابد الکا  
تک بجتا رہے گا وہ کس کی اخوت جناب تمہاری  
ہاشم روحی داروداع المؤمنین لا الہ الا انت  
نے معیار اخوت کو اتنا بلند فرمایا کہ اس اخوت  
درجہ کا تصور محال ہو۔ کیا کہنا اس اخوت کا  
کہ بھائی کو کبھی بھائی نہ سمجھا بلکہ بیٹہ آقا کا گوا  
بھائی کو تمنا رہی کہ یہ وفادار بھائی کیجے بھائی  
کہہ کہ بیکار رہے مگر جب کہو تو آقا زندہ گی میں جو  
لحاظِ عبودیت و مولا یت کا تھا۔ نہ ہی بعدِ شہادت  
بھی رکھا بلکہ اب تک کیا قیام قیامت تک وہی حفظ  
مراتب رہی گا۔ چنانچہ اب بھی روضاتِ مقدسہ  
میں عبد و مولا کا نشان موجود ہے۔ عالمِ مختصر میں  
کی وفاداری کا حال صاحبِ سرِ زند المؤمنین تحریر  
فرماتے ہیں ایک روز جناب سید الشہداء اسمیٰ کو فدا  
میں رونقِ افزہ تھے آپ نے تیرے فرمایا کہ فدا  
پانی پلاؤ جناب ابوالفضل باوجود کسی یہ سن کہ  
خود دھوئے ادا ایک ظرف میں پانی بھر کر کھینچ

تشیعیت - معاذ اللہ! میں نے دیکھا ہے  
مجتہدین نے اس کے احکامات سے کنارہ کشی کی بلکہ کچھ  
جہاں سے حقیقی اسلام کا پتہ چل گیا وہیں سے اپنے طریقہ  
ورسہ کو بدل دیا۔  
طبیف - آپ کو حقیقی اسلام کا پتہ کہاں  
سے معلوم ہوا؟

تشیعیت - کہ بابائے یدان سے بنی ہے  
طبیف - کیا شیخ کے قبل اسلام نہ تھا  
تشیعیت - تھا مگر حضرت مصلیٰ کے بعد  
اسے آئینہ اسلام پس قدر کم ہو گیا تھا کہ عام نگاہیں  
اسلام کے اصلی خدوخال کو پہچان نہ سکیں اکثروں نے  
دھوکا کھا لیا کہ ان کے نزدیک مذہب دنیا طلبی کا ایک  
آلہ ہو گیا اور انھوں نے سمجھ لیا کہ جس مذہب کے  
تقیض قدرت میں دنیا کی زیادہ زمین ہو۔ زیادہ فائدہ  
ہو وہی بہترین و بزرگ ترین مذہب ہو گی کہ یا مال  
دنیا پر زیادہ تقبیض حقانیت مذہب کی دلیل ہو  
چنانچہ اسے دنیا میں ایسے افراد بھی گزرے اور مکر  
ہو اب بھی موجود ہوں جنہوں نے قرآن کی تفسیر کو  
بیں پشت ڈال دیا اور اس کی جگہ سیاست و  
ڈیپلومیسی (ریکاری) و غما بازی اور شرارت کے  
مذہب نام کو دے دی اور سرے سے اسلام ہی کو  
رماز اللہ! حضرت محمد کا ڈھونگ کئے و تباہ لگے  
طبیف - دیکھ کر میری سمجھ میں نہیں  
آ رہا ہے کہ یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔

تشیعیت - جی تو کچھ عرض کر رہا ہوں بلکہ  
صحیح عرض کر رہا ہوں۔

طبیف - آخر کسی ثبوت و دلیل سے یا لے  
و ہمہ کی قوت پر؟

تشیعیت - (مسکرا کر) وہمہ کیا ہے؟ وہمہ  
کی تلاش میں وہمہ کا کیا دخل۔ وہاں تو عقل و فہم  
کی ضرورت ہی اور صبر و سکون کے ساتھ صحیح رہنے  
کی تلاش کی۔ رہی دلائل و ثبوت۔ کیا میں نے فیہ  
دلیل و ثبوت کے اپنے اس آبا کی رہنمائی کو ترک کر  
کے آپ انرا ہم دوسری دریافت کر رہی ہیں

طبیف - خیر ذرا میں بھی تو آپ کے ان دلائل  
ثبوت کو سنوں

تشیعیت - شوق سے لیکن یہ تو زمانے کے حکماء  
قائمانے جن وہیں کو کس غرض سے پیدا کیا؟

طبیف - یہ کون سی بھی ہو رہا بات ہو۔  
مذہب اختلاف انجمن و اکائش (کہ یہ صحیفہ)  
گو وہ کہ باری قائلانے جن وہیں کو صرف اس  
لیے پیدا کیا کہ میری عبادت کریں۔

تشیعیت - جو یہ مقصد یہ پیش انسانی  
دینی معرفت، اطاعت انہی انہی اس کی اطاعت و فرمانبرداری  
سے ہے۔

طبیف - بیشک۔

تشیعیت - اب کئے کہوں کہ اسی معرفت و  
عبادت خدا کے تفصیلی احکام کا مجموعہ دین اسلام ہی  
اور دین اسلام کا لازم خود سے محبت رکھنا ہو۔

طبیف - ضرور "هل الدين الا المحبة"  
سے ظاہر ہو کہ دین اسلام محبت کے سما کسی دوسری چیز  
کا نام نہیں۔

تشیعیت - پس آپ اب مجھے بتائیے کہ دین اسلام  
کے رکھنے والے اس محبت خدا کے راستے پر کس روشنی پر  
چلیں اور معرفت و عبادت کا طریقہ کس سے سیکھیں؟

طبیف (خندہ می سے) سرور عالم محمد مصطفیٰ  
صلی علیہ وسلم کیو کہ خدائے تو خود کو دیا ہے کہ (قرآن)  
کنتم یحبون الله فانا نحبکم یعنی

اے رسول ان سے کہہ دیجئے کہ اگر خدا سے محبت  
رکھتے ہیں تو میری پیروی کریں چنانچہ اس کے ظہور

و انکشاف کے لیے حضور سرور عالم بعیت بیکرتے  
کئے اور ان کے بعد خلفائیں بھی ہی طریقہ راہ جاری

رہا اور حضرت نے ارشاد بھی فرمایا کہ "روا عن  
ما من و لیس فی عنفہ بیعتہ ما من

جاہلیتہ" یعنی جو شخص مرتد ہو جائے اور اس کی  
گردن میں کسی رئیس مذہب کی بعیت نہ ہو اس کی بقا  
کفر پر ہو گی جس کے راوی جناب عبد اللہ حضرت  
عمر کے صاحبزادے ہیں۔ اور آج تک یہ حدیث

کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۹ سطر ۲ میں لکھی ہو۔  
تشیعیت - بہر حال ہماری اور آپ کا اس  
تقریب کا خلاصہ یہ ہے کہ اولاد آدم کی پیدائش  
کی غرض خدا کی معرفت و عبادت ہی کے تفصیلی احکام  
کے مجموعہ کا نام دین اسلام ہی۔ اسلام کے دعویٰ داروں  
کو زین ہام کی اس کے قول و فعل میں پیروی اور  
اس کے ہاتھوں پر بعیت کرنا ضروری چیز ہی۔  
طبیف - بے شک مطلب ہی۔

تشیعیت - بس یہاں تک کہ طیف اس بنا پر جب  
یہ یہ تحت پر بیٹھا تو دنی سروری کا دعویٰ دار ہو کر  
اس نے حاکم مدینہ و مدینہ غلبہ کر لیا کہ زمین سے میرے  
نام پر بعیت لے اور اگر انکار کریں تو ان کا سر کاٹ  
کر بھیج دے۔ لہذا اب آپ ہی سوچ کر جواب دیجئے  
کہ یہ مدینہ کی شخصیت دنی سرور کی قابل مقلد جو زمین  
علیہ اسلام فاسر رسول ہوتے ہوئے اس کی دینی  
سروری تسلیم کر لیتے۔

طبیف - (ایک گہری غامبی دیکھ کر غور کے بعد)  
کیا یہ ایسا ان اوزاروں کا خلیفہ نہ تھا۔

تشیعیت - یہ کون کتا ہے کہ مسلمان نہ تھا۔  
معاذیہ جیسے اہل شام کا بیٹا تھا۔ ابو سفیان جیسے  
نام آور سرسبز دار کفر و تشریح کا پوتا تھا۔ ہندہ حبشی  
تقی انقلاب عورت کا خون (جو جناب حضرت حمزہ  
کا جگر تک کھانے سے نہ بچ سکی) رنگ و بے میں شل  
تھر و غلبہ سے جو ظلم کے دباؤ سے رسول اسلام کا جانشین  
یعنی خلیفہ بنا دیا گیا تھا۔ سیر و نکاح کا شائق تھا کفر و  
لفاق کا حامی تھا رقاب و سنت کا دشمن تھا وہ ساز  
پڑھتا تھا مگر شراب پی کھاتا تھا گمراہی اور  
بھڑکھڑ سے۔

غرض ان تمام خصال و مجموعہ تھا جو انسان کو  
جہو نبیت کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں لیکن خلاق کا  
اس قدر جوی تھا کہ "شراب" کو نبیہ لکھ نہیں پیتا  
تھا۔ محال ف کہ قتل کرتے وقت صحیفے الزام نہیں  
لگاتا تھا اور اپنے کفر کو اسلام کا حاتمہ پہنا نہیں کیا  
تھا اس نے بھرے دبا دیا اپنے عقائد کا اظہار کر دیا

تھا۔ للعت بنی ہاشمہ مالک والاک  
لا مالک جاعو ولا وحی منول

جس سے کفر عربان ہو کر میدان میں آگیا تھا سب  
آپ سے خواہ خلیفہ کھیں یا مسلمان رہیں نہ بھی  
سمجھنے پر مجبور ہوں کہ اس نے مسند خلافت پر بیٹھ کر  
حسینؑ کو بیعت کا چیلنج نہیں دیا اسلام کو چیلنج دیا کہ  
اسلام رسول پر مبنی اقوال و افعال کی بیعت  
کرے پس بتائیے کہ ایسی صورت میں حسین کیا کرتے  
ان کے سامنے تو دور ہمارا ستم کھلے ہوئے تھے، دولت  
کی زندگی یا عزت کی موت؟

لطیف۔ (دور کے ہی۔) بٹیک ایسی صورت  
میں اگر حسین بیعت پر دیکر لیتے تو یقینی اسلام ختم  
ہو جاتا اور مسلمانوں کا انجام خراب ہو جاتا ہرگز ہرگز  
یزید کی شخصیت اس قابل نہ تھی

تمولیف۔ چنانچہ یہی حسین علیہ السلام نے کیا کہ  
۶۱۔ میں مع بہتر عزیز و اقارب و انصار  
کے کربلا کے میدان میں تین دن کے بھوکے پیاسے  
مبارک و رحمن اور ملال کے اسلام کی خاطر گلا گھونٹا  
اور حق کو باطل سے اسلام کو کفر سے علیٰ وہ کر دیا۔

جس کا اعتراف درہ شیعہ کے مترجح عین الدین  
صاحب جیسری اپنی شہور باغی میں یوں کرتے ہیں کہ  
ناہ است حسین، بادشاہ است حسین  
دین است حسین، دین پناہ است حسین

سورادہ داد دست در دست یزید  
حقا کہ بنائے لالہ است حسین

لطیف۔ (اللہ اکبر میری آج تک اس دازے  
واقف نہ ہوا۔ مجھے تو یہی بتایا تھا کہ یزید خلیفہ  
تھا حسین نے اس کی بیعت سے انکار کیا اور برسرِ سربار  
ہوئے۔ مارے گئے۔ اب آپ کے بیان سے معلوم  
ہوا کہ یزید ملعون، مردود، بدکار و شراب خوار  
حد سے غافلان پنہیر تھا۔ اند اسلام کو مٹا دینا  
چاہتا تھا۔

تمولیف۔ بھائی۔ یہ میرا بیان نہیں ہے۔ بلکہ ان  
باتوں کا ایک ہلکا سا خاکہ ہی جو نہ ہمارے سچوں میں

یزید کی شخصیت کے متعلق لکھی ہیں۔

لطیف۔ کیا اس کی شخصیت کے متعلق اور بھی  
لکھا ہے؟

تمولیف۔ ہاں لکھا ہے کہ خانہ یزید پر لعنت  
کی کوئی تفل حسین سے بڑھ کر کوئی فساد نہیں ہو سکتا  
اور فساد کرنے والوں پر خرا سورہ محمد پر ۲۶ آیت  
۶۵۔ ۶۶ میں لعنت بھیج رہا ہے، صواعقِ محرقہ ۱۳۲  
مجاہد مصر)

رسول نے ایشاد فرمایا کہ سب سے پہلے شخص  
میرے دین کو بدلے گا وہ ایک شخص ہی امیر میں سے  
ہو گا جس کا نام یزید ہو گا۔ (تاریخ الخلفاء ذکر یزید  
مجاہد مجاہد کاں پور)

صحابی رسول پر دیکے پاس جب جایا کرتے تھے  
تو ڈرتے رہتے تھے کہ میں ہم لوگوں پر آسمان سے  
پتھر نہ برسے کیونکہ یزید اپنی سوئی ماؤں اور انجی بیٹی  
اور بہنو کے ساتھ مکہ کا لاکڑا تھا۔ تشرلی تھا، غار  
نہیں پڑھتا تھا، صواعقِ محرقہ ۱۳۲ تاریخ الخلفاء  
۱۳۲) صاحب المذہب خلفہ صحابی رسول رادی ہیں  
(جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔

۶۱۔ میں صحابہ میں سے حسن بصری کہتے ہیں کہ یزید  
نے مدینہ میں بہت سے صحابہ کو قتل کرایا۔ مدینہ لٹوایا  
اور ایک ہزار کنواری لڑکیوں کو بے عزت کرایا کیونکہ  
جب ان کے بے حد گناہ کی خبر اہل مدینہ کو ملی تو انھوں  
نے اس کی بیعت توڑ دی تھی۔ (صواعقِ محرقہ ۱۳۲  
تاریخ الخلفاء ۱۳۲)

علاء اسلام میں سے امام ابن حجر کی صواعقِ محرقہ  
۱۳۲ میں لکھتے ہیں کہ یزید نے مدینہ میں فساد عظیم  
برپا کیا بہت سے لوگوں کو قتل کرایا باقی ماندہ لوگوں  
کو قید کیا۔ اہل مدینہ کی جان عزت و مال کو تین  
دن تک اپنی فوج پر حمل کر دیا۔ تین صحابی رسول ہمارے  
گئے۔ سات سو قاتلانہ قاتلانہ اسے گئے۔ مسی جوئی  
میں کوئی شخص نماز کے لیے نہیں جا سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اس  
پر اسے اور بھڑے ہاکر منبر رسول پر تپا کر کے  
گئے۔ (صواعقِ محرقہ ۱۳۲)

یزید نے سرحد دیکھ کر جو اشرار بڑھے تھے  
ان میں سے آخری شعر کا مضمون یہ ہے کہ احمد  
یزید تو آسمان سے کوئی خبر کرتی تھی نہ وحی اتری  
تھی نہ اندیہ کلام صاف کفر تھے۔ (دوسیا انجاء ص ۲۹۹  
و صواعقِ محرقہ ص ۱۳۲)

اس کے علاوہ راجع المطالب کے صف ۲۹۴ سے ۲۹۵  
کے صف ۲ و صواعقِ محرقہ کے صف ۱۱ پر لکھا ہے کہ حضرت  
کی شہادت کے بعد چند اشرار بڑھتے ہوئے سن گئے  
جن کا پڑھنے والا دکھائی نہیں دیتا تھا ان اشرار کا کہنا  
یہ تھا (اے تن کرنے والوں حسین کو جہالت سے تم کو  
غداں اور ذلت کی بات ہو اور آسمان کے رہنے  
والے انبیاء۔ فرشتے۔ شہداء و سب، قہار ستم میں  
بد دعا کر رہے ہیں۔ اور تم پر لعنت ہو رہی ہے حضرت  
سیدان اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ۔

لطیف۔ رات کا ٹکڑا بس بھائی شریف  
بس مجھے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ اگر حسین شہید نہ  
ہوتے تو اسلام ہرگز ہرگز نہ بچا بلکہ ہنر فرات میں  
دوب جاتا۔ شاہ صاحب نے سب کا اصلی مضمون اپنی  
ربا کے آخری مصرع میں ظاہر کر دیا ہے۔

نیر اعلیٰ تھر تھر اٹھا۔  
تمولیف۔ میں انھیں باتوں پر غور و خوض کر کے  
میں نے اپنے آباؤی طریقہ کو ترک کر دیا۔ اور اس اسلام  
کو اختیار کر لیا جسے حسین علیہ السلام نے جان دے کر لیا  
میں کہ ملا کے میدان میں یزید بد بھاد کی فرعونیت سے  
بچایا۔ اب آپ کو اختیار ہی خواہ آپ یزید کی دنیا  
سواری کو قبول کریں یا اس راستہ کو اختیار کریں۔  
جو حسین علیہ السلام نے مشہور میں دکھایا۔

ہمیشہ  
نہن چائے  
فیض  
ایک، ذی

# حسینی انقلاب

(از جناب زاہد جعفری مالک راولپنڈی)



آجکا ہو دسریں ایسا بھی اک دوزخوں  
ہو گیا تھا کا گرگیاں بہ دولت کافروں  
تھا غرض من و عن میں جائز نوع انسانی کا خون  
عیش و عشرت عام تھی دنیا پڑی تھا جنوں

بندہ حرص و ہوس سرتاپا انسان تھا  
ملتیں منوم تھیں سارا جہاں حیران تھا

وقت کا راعی جو تھا وہ ذاتی و میخوار تھا  
فلق سے ناشائستہ مذہب سے وہ سیر تھا  
النس من بد بخت، بد انجام، بد کردار تھا  
شیب بندوں سے ہمیشہ دریغ آزار تھا

جام و مینا میں تھا اس کے آہ مزدوروں کا خون  
کانپ اٹھا تھا ستم پر اس کے چرخ نیلگوں

دیکھ کر نہو حال اٹھا ایک مرد حق شناس  
جس کو ہر اک سانس میں تھا ملت بیعتا کا پس  
اڑ گئے باطل کے جس کے سامنے پیش و حواس  
بربریت تھر تھرائی ظلم پر بھیا یا ہراس

ظلم کے بانی سنگر ٹھوکر میں کھانے لگے  
سانس اطمینان کے انسان کو آنے لگے

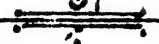
ملتیں زندہ ہوئیں پھر خوبی تقدیر سے  
ظلمتیں مٹنے لگیں اخلاق کی تنویر سے  
ایک عالم کانپ اٹھا لغزہ تکبیر سے  
گردن باطل کٹی اسلام کی شمشیر سے  
ظلمتوں میں ضلالت جو منبع تنویر تھے  
یاد ہی اسے چرخ کج رفتار وہ شمشیر تھے

آپ ہی کے دم سے انسان کو مل ہی لایا  
سامی دنیا ہو گئی روشن جبک اٹھا جہاں  
ملت بیعتا کا مقصد پا گئے پیر و خواں  
ظلم کے بادل چھٹے باطل ہوا اگر یہ کناں

کفر کے پنجہ سے آزاد ہوئی ایمان کو  
دولت داریں حاصل ہو گئی انسان کو

خود فنا ہو کر جلا یا مذہب اسلام کو  
سرسنگوں جس نے کیا آفاق میں ہمنام کو  
تورڈ الا گھر ہی کی تیغ خود آشام کو  
سٹ کے خود زندہ کیا اللہ کے پیغام کو

جان دے کر ملت بیعتا پہ جہاں کر گئے  
پر بہار اپنے ہوئے کشت ایمان کر گئے





# قصبات خارجہ ضلع بلندشہر کے

## مداحان اہلبیت

دنیا اور ارباب دنیا نظر نہ کرے  
اوشہرت پسند دانی ہوئے ہیں جن ایام ہیں  
سیرے ایک عزیز نے دلیفہ سادت سے  
کا جو بی، ہنر بڑی کا شہس سے شائع کیا نہایہ  
بہرہت ہر سیرت یخ شہس کی لائف محبت کے شائع  
کرنا چاہتے تھے۔ میں نے ان کو لکھا تھا کہ  
ابھی خارجہ میں کچھ ایسے چرانے لائے ہیں جو  
آخری دوسرے کراخوشی کے دلیہ میں  
کچھ ان سے کچھ ادھر سے کچھ دوسری کیم کرے  
خارجہ کی تاریخ اور اذکار شہس دلیہ میں  
ڈالو تو اب بھی ہوگا اور تھامی یادگار بن جائے  
سہیگی۔ لیکن

کون سنتا ہو خیر و شر  
عصہ ہوا کہ مسئلہ یا مسئلہ گذشتہ میں سیرت و شجر  
محرم مولوی سید ابن حسن صاحب نے اڑا آخری دلیہ کو  
دو سطروں میں خارجہ کے کچھ محل حالات و اذکار شہس کے  
تھے لیکن شاید وہ بچے بھی نہیں لکھے گئے  
جائیکہ کوئی مولوی دی ریخہ علی صاحب قلم درج  
جیسے حضرات کے مولویات لکھنا غائب

درجہ کو اسکا از رنگ کے کہہ دینے کے  
ایک دھو دھو کوئی جو علی صاحب قلم  
درجہ کا کہہ دینے کا حکم سیرت و شجر میں  
درجہ کا کہہ دینے کا حکم سیرت و شجر میں  
جس میں ایک بلند شہر کا لکھا ہے اب اللہ حکم  
سیرت و شجر میں خارجہ کی کیفیت  
ضرر ہندوستان کے علاوہ درجہ میں  
نکھو پکی۔ اب ہی اطراف عالم سے  
کبھی کبھی ایسی کٹلی کے خود خارجہ  
میں آجاتے ہیں لیکن ادا خاندان  
میں کوئی ایسی کٹلی کا لکھا ہے اب اللہ حکم  
بہرہاں یا بی بی کٹلی کے ہے جو  
مرہ دووں میں روح زندگی ہو پائی  
ہے اگر کٹلی دلیہ کے دل میں  
دلیہ کا دور ہو

ابھی سیرے بہت سے عزیز اور بزرگ اس  
خیال کے موجود ہیں۔ اس ذہنیت کی ابتداء  
غالباً سیرے دوا مرحوم کے خال زاد بھائی سیر  
گوہر علی خلیفہ سید کرامت علی صاحب سے  
ہوئی چنانچہ ان کے فخر خاندان فرزند چنا ب  
سید محمد مرتضیٰ صاحب بیان دین دانی مرحوم  
دلیہ ان کے پوتے سید ضیاء الاسلام صاحب  
عیان مرحوم نے تادم مرگ اپنے کو سیر جو لکھا  
حالانکہ یہ امر سہہ ہو کہ جو شخص جس شہس سے  
بزرگی اختیار کرتا ہے وہ شہس اس سے بھی زیادہ  
اس شخص سے بزرگ ہوتا ہے۔ چنانچہ  
دیکھا گیا ہے کہ جو شخص سنا کو چھوڑ دیتا ہے  
سنا بھی اس کو چھوڑ دیتی ہے۔

یہ کتنا عبرت ناک مقام ہے کہ چنا سیر  
گوہر علی اور ان کے فرزند بیان مرحوم کا سیر  
میں طوطی بولتا تھا۔ آج سیر بھٹ میں ان کی قبر  
کوئی فاتحہ پڑھنے والا بھی نہیں سیر صاحب  
قبلہ مرحوم کے آٹھ فرزند ہوئے اور سب  
لائق و ذائق لیکن کوئی کہیں جا بسا اور کوئی کہیں  
آج اگر ان بزرگوں کے مزار خارجہ میں ہوتے  
تو کبھی تو کوئی نہ کوئی نواب نامتہ ہو سچا دیتا  
سیر صاحب مرحوم کے خاندان سے بہت سے معزز  
افراد۔ اب بھی بنامہ میں پھیلے ہوئے ہیں لیکن  
دوسرے اگر شاید پوچھتے ہی چھریں گے کہ بیان  
صاحب کی قبر کہاں اور کون سی ہے اور اس کا  
پتہ نشان بھی کون کی خارجہ ہی کا فرود تباہ  
آؤ تباہ کیا۔

ساداتی نقطہ نظر سے ہندوستان کی دو  
سببوں کو میں خاص طور پر قابل ذکر سمجھتا ہوں  
ایک عروج میں عدیم المثال۔ دوسری تباہی  
میں۔ حالانکہ درجنوں مقامات کی زمین اور  
آب و ہوا مردم خیر رہی ہے۔ لیکن بلگرام  
رو بہ ترقی رہی اور سرزمین خارجہ رو بہ  
تشرل ہو چلا ہے خارجہ میں مولوی قاری  
سید جعفر علی صاحب قبلہ مرحوم اور شمس العلام  
مولوی قاری سید عباس حسین صاحب قبلہ جیسے  
عدیم المثال۔ علمدار اور حکیم سید محمد طاہر  
و حکیم سید علی دار حسین صاحب جیسے لمباے  
حافظ اور ڈاکٹر سید حامد حسین و ڈاکٹر سید  
اشفاق حسین صاحب وغیرہم جیسے ڈاکٹر  
گذرے اور حضرت بیان و چنا ب عیال مرحوم  
جیسے شاعر۔ لیکن آج کوئی یہ بھی بتانے والا نہیں  
کہ یہ حضرات کب پیا ہوئے اور کب وفات پائی  
خارجہ کی سب سے بڑی تباہی ویرانی کا  
سبب سادات خارجہ کی سرزمین وطن سے ریزائی  
ہی چنا بچہ نیویں خاندان اطراف ہند و سیرت و شجر  
میں ایسے جا کر رہے پھر خارجہ کی طرف رخ کر ڈالی  
نہی۔ بعض خاندان کے افراد اپنے کو خارجہ چو  
لکھنا بھی اپنا توہین سمجھتے اور نہ ہنوز کچھ ایسی  
مفہم ہستیاں موجود ہیں ایسے حضرات تو باہر  
جا کر جہاں ذرا سا عزت ہو ا۔ انھوں نے قطعی  
طوبہ یہ سمجھ لیا کہ ہمارا ترک سکونت وطن۔ یہی  
اقبال ہندی کا باعث ہے۔ اور مادر وطن اور  
اس کے حقوق کو بہت جلد بھول گئے چنا بچہ

مجھے صاحب کے ان ماحولان اہلیت کو شہساز  
کرنا ہو جنہوں نے دفتر کے دفتر کھڑے لیکن  
اطراف ملک میں تو کیا خود جارجہ والے ہی ان  
کو نہ جان سکے اور اس سلسلہ میں یاں صاحب  
اور سید محمد حسین و حکیم سید زبیر حسین و  
قانون گو سید محمد صاحب و منشی سید شفقت حسین  
صاحب و ٹھیکہ دار سید عوض علی صاحب جو ہر  
منشی سید محمد زکی صاحب زکی اور مولوی سید  
حسین صاحب طوبی مرحومین اور ابو سید محمد  
ایک صاحب و عزیز سید منظر حسین صاحب علیہ السلام  
و نہ نہ جاوید کا ذکر کرنا ہے اور صاحب سے پہلے منشی  
محمد زکی صاحب زکی تہذیب مرحوم کا تذکرہ مقصود ہے  
منشی سید محمد زکی صاحب تہذیب مرحوم غفلت  
حسین سید محمد تقی صاحب غفلت سید محمد تقی علی  
صاحب متصل چھٹی مسجد جارجہ کے رہنے والے  
تھے آپ کا سن پیدائش تو مجھ کو معلوم نہیں لیکن  
تقریباً چھپا سٹھ سال کی عمر یا کر ۱۹۲۷ء میں بمقام  
دہلی آپ نے وفات پائی اور مدفن گاہ سیدین میں  
سید و خاک ہوئے۔ اور اہل شباب کا زمانہ آپ کا  
بہ بلا دست و پا جس میں گذرا اور ۱۹۱۷ء  
کی جنگ عالمگیر میں بحیثیت ایک کلرک عراق وغیرہ  
بھی گئے جہاں زیادات سے شرف ہوئے آپ کا  
یہ گورنمنٹ آف انڈیا کے دفتر میں دفتری رہی۔  
اور دہلی ہندوستان۔ خادسی اور انگریزی کی پوری سہولت  
رکھتے تھے اور ہر زبان کی تحریر بہت مستعمل تھی  
سوز خوانی کے خوب ماہر تھے۔ مجھے مرحوم کا شب  
عاشقہ کی ایک مجلس کی سوز خوانی جو جنس اہلکار  
قاری سید عباس حسین صاحب نامہ مرحوم ابو فیہر  
علی گڑھ کا کچھ کی حویلی ۱۹۲۱ء میں فرمائی  
تھی آج تک یاد ہے اور یاد ہوگی اس بار نہ حاجت  
میں وہ پڑھنے والے ہی مدد نہ دیے سامعین۔  
مرتبہ اور سلام خوب کے ہیں اور متورک کے ہیں  
ت انصاف میں زیادہ تر انبا کلام پڑھتے تھے چھٹی  
تین روایت نظم و نثر مخلوط میں ہندو

صاحب مرحوم کی چار مجلس تھیں۔ خوب لکھتے اور سن  
پڑھتے تھے۔ اور ان میں ایک خاص درد تھا جو  
سوز خوانی اور تحت اللفظ خوانی میں کیاں لگا  
کرتا تھا مرحوم کی کوئی مجلس میں نے مل کا رسے  
خالی نہ دیکھی۔ ذکی صاحب کا کلام اگر ان کے لائق  
اور ہونا ضرور عزیزیم بابو محمد رفیع صاحب  
مرتب اور یک جا کر کے شائع کرادیں تو بجا بلندیہ  
صاحب مرحوم کے مستند و مختصر اندر میں ہونے کی  
حیثیت سے کہیں زیادہ مقبول ہوگا۔ لیکن نہ معلوم  
گذشتہ اگست دسمبر کی افتاد دہلی میں وہ کس قدر  
رفیع صاحب کے ساتھ گرجا جاسکا۔ مرحوم نے  
باید و شاید بھی تنزل کی طرف رغبت کی ہو جو بھی  
کہا وہ عاقبت مبنی پر مبنی اور بغرض ایصال ثواب  
اور قیادہ الکلامی کا یہ عالم تھا کہ مرزا داغ مرحوم  
ایک عشقہ غزل کا مطلع لکھتے ہیں۔  
جب اس کے مقابل مرے داغ جگر آئے  
خود شہید قیامت کو بھی تارے نظر آئے  
تا کیوں اس میں کوئی بھی پہلو مرثیت کا ہو لیکن  
ذکی صاحب مرزا داغ سے یہ مطلع چھین لیتے ہیں  
اور فرماتے ہیں۔  
سجاد حزین تیب سے جب چھوٹ کر آئے  
سب اہل وطن پر مس کو باہم لگا آئے  
عابد نے یہ دیکھ کر کہا اندا شک ہوا آئے  
جب اس کے مقابل مرے داغ جگر آئے  
خود شہید قیامت کو بھی تارے نظر آئے  
مرزا داغ دوسرا شعر کہتے ہیں۔  
کشتہ کو مرے کس نے دوبارہ کیا فزہ  
کیا جو رخ چہارم سے مسیحا اتر آئے  
حضرت ذکی مرحوم کی بلند خیالی ملاحظہ ہو۔  
اک لاش پر عید رخ قدم جب کیا و نغمہ  
فرمانے لگا تم اُسے مر جب کا کشتہ  
گویا ہوا جلد اٹھ کے وہ جوں برتن ہند  
کشتہ کو مرے کس نے دوبارہ کیا فزہ  
کیا جو رخ چہارم سے مسیحا اتر آئے

پھر مرزا داغ فرماتے ہیں۔  
حور دل سے ملائیں بھی اس شمع کو لکھتے  
اک دم کو اگر عرش سے جنت اتر آئے۔  
دیکھئے مرزا صاحب نے لفظ شمع لکھ کر کہیں بھی  
کوئی پہلو مرثیت کے لیے نہیں چھوڑا۔  
مگر ذکی صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔  
انصاف نے سر کی جو ہو اقلیم سعادت  
اور پیش نظر کی دو دامن بن کے شہادت  
دیکھا تو لگے کہنے یہ ارباب طریقت  
حور دل سے ملائیں بھی اس شمع کی شمع  
اک دم کو اگر عرش سے جنت اتر آئے  
اور سچے مرزا داغ کہتے ہیں  
کس تن سے فرماتے ہیں دل تو لکھتے شمشیر  
جان بازی کا دعویٰ ہو جسے وہ ادھر آئے  
ذکی صاحب مرحوم اس تنزل کو چڑھنا دیتے ہیں کہ ہوا  
لخت دل خورشید امامت مہ تو پر  
ہم شکل رسول عربی اکبر و لکھتے  
ہنگام رجز در دوئے فراتے بے پیر  
کس تن سے فرماتے ہیں دل تو لکھتے شمشیر  
جان بازی کا دعویٰ ہو جسے وہ ادھر آئے  
کا تذکرہ مہ کچھ کلام کے ہوگا۔ اس کے بعد اور انشاء  
نوا تین جارجہ کی مدح مرثیت  
خاک نشین فرحت رفعت  
نبین نبین نبین

# حسنی قاہ

بچوں کیلئے  
یہ قاہ ایک سال سے  
نایاب آج جو درد مرل  
بچوں کیلئے  
یہ قاہ ایک سال سے  
نایاب آج جو درد مرل

نام ہی۔ انسانیت کے خوش نما محمد ہران کے پاس نہ تھے۔ ماننا پڑتا ہی کہ جیسی شخصیت ان سب سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھی۔

کہ بلا کی جنگ میں دنیا جاتی ہی کہ فوج یزید میں بڑے بڑے جڑی تھے۔ مگر آج ان کے ناموں پر پودے پڑے ہوئے ہیں۔ انسانیت کے انمول جواہر میں سے ایک بھی ان کے پاس نہیں تھا۔

ایک مرتبہ بن محمد جس وقت حسین علیہ السلام سے کچھ گفتگو کے نصاحت کر رہا تھا اور فوجوں کے غل سے کان بچھتے جاتے تھے اس وقت حسین غمناک رہا کہ اے بن سعد! ان لوگوں کو خاموش کر دے تاکہ

بات حجت میں نہ آسکے جو کچھ اس کے حکم سے فوج پھانسی ہوئی ہوگی اور کیوں نہ ہوگا۔ فوج کا مالک تھا، سب ہی کچھ تھا۔ مگر انمول اور گھوڑوں کا شور و غل برابر جاری تھا۔ حسین نے کہا کہ اے بن سعد! ان جانوروں کو بھی خاموش کر دے۔ یقیناً جواب نفی میں ہونا چاہیے تھا ان کا خاموش کر دینا بن سعد کے بس کی بات نہ تھی۔

آخر کار حسین نے ایک حسرت دیاسی سے بھری ہوئی نظر ان پر ڈالی اور انکی طور سے سناٹا بھاگیا۔ ممکن ہی کہ وہ جدید میں شہید خیر انقلابات عقل بھڑایا جائے لیکن اگر انسان انسانیت کے جواہر کا مالک ہو تو دنیا کی ہر چیز اس کے تابع فرمان ہو جاتی ہو۔ جہاں جنگیں خاں و ظفر خاں ایسے ہمارے جنوں کے نام سن کر گھوڑے سمجھ جاتے تھے وہاں کیا حسین کی حسرت دیاسی بظلمی کو دیکھ کر باورِ خاموش نہیں رہ سکتے تھے۔

یزیدی افواج میں سیاست دان تھے شجاع تھے۔ اپنے زمانہ کے ستم تھے، ہر قسم کے لوگ تھے مگر ان نہ تھے۔ انسانیت تو حسین اور ان کے رفتار میں ساری دنیا سے سب سے کمراہت کر گئی تھی۔

لوگوں کا ایک امداد اعتراف یہ کہ جس وقت حسین کو حرم ایک مختصر فوج سے ملایا گیا تھا کہ اس وقت

حسین کے رفتار کافی تھے۔ اور اگر جاتے تو اس مختصر فوج کو زیر کر لیتے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حسین اس فوج کو زیر کر لیتے تو اس کے بعد کیا ہوتا؟ کیا اس وقت یزید کا حکومت دنیا کے ایک بہت بڑے عقیدے پر پھیلی ہوئی نہیں تھی؟ کیا وہ تہائی مالک اسلامی کا خلیفہ نہیں بنا ہوا نہیں بیٹھا تھا۔ دوسری فوج پھر حسین نے مقابلہ میں نہیں آسکتی تھی؟ آسکتی تھی اور ہنر کرتا

حسین نے انسانیت کو وہاں بھی مانتا نظر رکھا، اور یہ ظاہر کر دیا کہ تم ہمارے دشمن ہو، ہمارا راستہ رد کر رہی ہو مگر ہم تم سب انسان ہیں دنیا کی تواریخ گواہ ہیں کہ حسین نے حرا اور اس کے لشکر کے ساتھ

کس طرح انسانیت کا بڑا بڑا کیا جو ایک انسان کا دوسرا انسان پر فرض ہوتا ہی۔ اس سے بڑھ کر حسین نے کیا اور حج عرفہ کے رسول کی غار حرا کی غائی غائی کا ذوالفقار نے جو کام کیا اسلام میں کیا وہی ظلم کی

کی چادر نہ ہو دی کہ گھر میں رہ کر کیا اندوہنا حسین کی انسانیت نے کہا بلایں کام کیا اس طرف رسول و علی و زلمہ کے بٹے ہوئے مسلمان بھیلے اور ادھر

کہ بلا ہیں ایک ایسا دشمن جو حسین کو کہ بلا میں گھیر کر لایا تھا۔ دوست و شفق و مہمکار روحان شاد نظر آ رہا ہو مجھے کہنے کا اجازت دیجئے کہ رسول پتی و ظلمہ کے بٹے ہوئے مسلمان کچھ بچ گئے مگر حسین کی انسانیت سے متاثر ہونے والا انسان محض ایمان

بھی نہیں لایا بلکہ تاریکیوں میں بھی سب سے پہلا انسان جس نے شہادت کا جام نوش کیا۔ وہ حرا تھا یہ تھی حسین انسانیت کی شمع جس کی روشنی نے حرایے دشمن کو حسین کا گرو دیار بنا لیا۔

ذوین محرم کو غالباً حسین اور ان کے اعزاکل شہادت ہو جاتی تھیں آپ نے ایک رات کی ہمت اعدائی۔ ہاں کچھ تنگ نظر قویہ کہتے ہیں کہ حسین کی فوج کو بلانا چاہتے تھے۔ کہ وہ آئے تو اس فوج کا ہر کا مقابلہ ہو اور

عوام کے لئے اس سے مختلف تھی کہ حسین نے سوچا کہ اس آخری رات کو اپنے محمد حقیقی عبادت کر لیں۔

مگر میرے خیال سے یہ ایک رات کی عبادت ہی کیا تھا؟ حسین کی اتنی عبادتیں کیا کم تھیں۔ ہاں اس میں ایک رات تھا۔ وہ یہ کہ یزید کی فوجیں مسلسل حملی آرہی تھیں۔ حسین نے سوچا کہ جس قدر اس کی فوجیں آنا پر آئیں تاکہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کے سامنے میں اپنا انسانیت کا سبق دے سکوں یزید کی سلطنت جو کچھ بہت دیرمدوار مالک ملک تھی اس لیے فوجیں بھی دنیا کے ہر حصے سے آئیں۔ حسین ہی اس موقع پر غمناک کہ آج میرا پیام انسانیت صرف عرب ہی نہیں بلکہ تمام دنیا میں پھیل کر رہیگا۔ اور ہوا بھی ایسا ہی اس پیام آوری نے سلطنت یزید کو نیست و نابود کر دیا۔ اور انسانیت کے سب سے پیر وئے دنیا کی ہم دینی جان کر لی۔

جس وقت عباس نے دریا کا رخ کیا اس وقت حسین نے تم دلائی کہ عباس تم محض پانی لینے جا رہی ہو، یہ میرا نانا کی است ہی غصہ و غری سے مت لڑنا۔ دینا ان الفاظ کو ان انداز میں ادا کرتی ہو۔ اور میں کہتا ہوں کہ حسین نے عباس کو سمجھا دیا کہ انجی ہمارے دی شجاعت کے جوہر دکھا کر انسانیت کو باہال نہ کرنا۔ صاف ظاہر کہ حسین نے انسانیت اور صرف بقائے انسانیت کے لیے اس قدر پیش ہاتھ بازی دی کہ جس کا شہ تمام مذہب ملت کی توارق ہیں۔

ہم کو تو یہ نظر آتا ہی کہ کوئی رہنا ایسا نہیں گزارا جس کی یاد حسین سے زیادہ سنائی جاتی ہو، ہم روز مرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ کل خدا صاب عالم اپنا اکابر الگ ہوتا رہتا ہے مگر بغیر سلام کے محبوب ذرا سے حسین کی انسانیت اتنی بڑی اور بلند تر ہو کہ ہر فرد مذہب کے افراد حسین کی یاد مختلف عنوان سے تازہ کرتے ہیں۔ اور ہم ناخواند انداز میں کہہ سکتے ہیں کہ ہم کو ہر قوم سے تعاون حاصل ہو۔

حسین کا مقصد تو انسانیت کو بلند کرنا تھا ان کا پیام انسانیت کسی مخصوص فرقہ مذہب و ملت سے وابستہ نہ تھا بلکہ وہ رہنا کے انسانیت، عظماء کا ہم درو، فقر اور غلو اور مزدوروں کا پشت

# ”عباس وفا کی منزل میں رکھتے نہیں ہمسر کیا کہنا“

(از جناب سید محمد نقی صاحب نقوی چھپر دی)

ایمان کے پیکر کیا کہنا مظلوم کے یا در کیا کہنا  
عباس وفا کی منزل میں رکھتے نہیں ہم سر کیا کہنا  
دربانی ترائی پر اب تک قبضہ ہی برابر کیا کہنا  
وہ شیر کی چون کیا کہنا حیدر کے وہ نیور کیا کہنا  
دم بھر میں ترائی کو جینا اے شیر غنیمت کیا کہنا  
شانے جو گئے تو دانتوں میں تلوار دبا کر کیا کہنا  
دریا پہ گئے تھے لے کے جسے عباس دلاور کیا کہنا  
عباس بھیس سے قائم تھی آباد می شکر کیا کہنا  
کیا خوب ہو شان عشق و وفا عباس دلاور کیا کہنا  
خاتون قیامت روتی ہیں روتے ہیں پیمبر کیا کہنا  
بے خوف گناہوں سے رہنا الفت میں اگر صادق ہو نقی  
مخشر میں بلا میں گئے مولا تم کو لب کو نثر کیا کہنا

اے ثانی جعفر سر کیا کہنا حیدر کے گل تر کیا کہنا  
سرور کر کبھی عبا ئی نہ کہا آقا ہی کہا مرتے مرتے  
ہیٹ جائے تو ہٹ جائے گیتی حیدر کا لال ہے کوہ کو  
دشمن کی وہ فوجیں بھاگ چلیں ہیبت سے وہ کافر کیا  
دنیا کی نگاہیں دیکھیں تو اک پیا سے شیر کی ہمت کو  
کیا خوب لڑا ضرغام علی حیرت میں ہو دنیا آج تک  
یہ مشک ہو پیا سے بچوں کی یہ فوجیں بھرا رہے  
بتیس کا ٹرپنا کہنا ہو نقتل کی اداسی کہتی ہے  
ہمراہ سروں کے دیکھو تو ہدیہ ہو کٹ ہاتھوں کا بجا  
کچھ کام کیا ہو ایسا ہی اے ثانی جعفر جو تم کو

## تبلیغ حق

(مداح آل نبی حضرت شیخ احسان علیہ تعویٰ حیدری جنرل کٹریری انجمن صغریٰ شکار پور)  
ضہد بلند شہر

دین حق کے نام پر سب گھر کو قرباں کر دیا  
اس طرح سے امتیاز کفر و ایمان کر دیا  
راہ میں ایمان کی مرنے کو آساں کر دیا  
پر تو خون شہیداں سے درخشاں کر دیا  
جن کی خاطر آپ نے سب گھر کو قرباں کر دیا  
حنبط نے آخر ہر اک سختی کو آساں کر دیا  
کوئی نہیں شیر نے سب ختم تیراں کر دیا  
ایہ بیت مصطفیٰ نے سر بھی عریاں کر دیا  
قتل رن میں بھوکا پیا سا بے مہاں کر دیا  
کیسے ایمان والے تھے برباد ایماں کر دیا  
یوں محمد مصطفیٰ کے گھر کو ویراں کر دیا

اے شہید کربلا کا رسایاں کر دیا  
دے دیا سب سے سر پر بیت فاسق نہ کی  
تو نے ثابت کر دیا مخلوق حق ہوتا نہیں  
نقش دھند لا ہو گیا تھا مذہب اسلام کا  
اللہ اللہ کس قدر محبوب تھا دین رسول  
منزل صبر و رضا میں یوں رہی ثابت قدم  
سر کے کٹ جانے پہ بھی جاری رہی تبلیغ حق  
جب نہاں بے پردگی میں معنی لقا اسلام کی  
اے مسلمانوں ہمیت ہو یہی اسلام کی  
ہو زباں پر کلمہ نانا کا نذا سے پرستم  
صبح سے تا عصر سب کو کر دیا امت نے قتل

اے ثروت تاحشر روئے گا جہاں شیر کو  
سرنگار گھر لٹا کر دین پہ احساں کر دیا

# لڑائی کے بعد

(سید محمد زبیر حیدر جعفری چھوٹا امام باڑہ سیتا پور)

لوٹائی کے بعد فاتح سر بلند اور مفتوح  
سڑیگوں ہو جاتا ہے۔ جیتنے والی جماعت یا قوم  
ہارنے والوں پر مسلط ہو جاتی ہے۔ ان کے  
ملک پر قبضہ کر لیتی ہے۔ ان کی حکومت کو اپنی  
مرضی کے مطابق چلاتی ہے۔ غرض کہ ان کو طرح  
سے کم زور کر دیتی ہے کہ وہ پھر اپنا سر نہ اٹھائیں  
یکہلی جنگ کی تباہ کاریوں کا اثر ابھی تک دنیا  
کے ہر حصے میں پایا جاتا ہے۔ انگلستان۔ امریکہ  
روس اور ان کے طرفدار جیتنے۔ جرنی جاپان  
اٹلی اور ان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی۔ جیتنے  
والوں نے ہارے ہوئے ملکوں پر قبضہ کر لیا اور  
انہی مرضی کی حکومت قائم کی۔ صرف یہی نہیں ہوتا  
بلکہ مفتوح جماعت میں زندہ بچ رہنے والوں  
پر بہت زبردست ذہنی اثر پڑتا ہے۔ ان کو اپنی  
طرز زندگی۔ نظام حکومت اور سیاسی جنگی  
رہنماؤں کی کمزوریاں اور برائیاں نظر آنے لگتی  
ہیں اور فائجین کی سوسائٹی کے طور طریقے انہیں  
اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے  
قوم و ملک کی خاطر اپنی جانیں تکہتر مان کر دیں  
اب تو ہی سیر نہ نہیں بلکہ ملک کو مصیبت میں مبتلا  
کامیاب سمجھتے ہیں۔

جیہ ذہنی انقلاب کسی ملک یا قوم کی تاریخ  
میں بہت اہم ہوتا ہے۔ یکہلی جنگ کے بعد ایسا  
ہی ہوا۔ جاپان والے انہی پرانی طرز حکومت  
کے خلاف آزاد بلند کر رہی ہیں۔ جرنی میں جہاں  
شخص پہلے فائزیت کی تعریف کرتا تھا۔ آج

فائزیت کی شہرہ عام پر برائیاں کی جاتی  
ہیں اور یہ برائی کرنے والے وہی لوگ ہیں جو پہلے  
فائزیت کے طرفدار تھے اور ہمارے کو جرنی  
کامیاب دہندہ سمجھتے تھے۔

اس کے علاوہ فائزین مفتوحین کے ان  
لیڈروں کو جو زندہ بچ جانے میں یا جن سے زندہ  
کمی قسم کا خطرہ ہوتا ہے گرفتار کر لیتے ہیں ان کو  
موت یا قید کی سزائیں دی جاتی ہیں۔

نہیں نہیں نہیں نہیں

حکمرانوں کی لڑائی مختلف ملکوں کے

رہنے والوں کے درمیان نہ نفی کو نہ لڑنے  
والے سوائے چند کے سب عجب تھے۔ ہاں یہاں  
جنگ میں نہ ایسی جماعتیں نہ برائیاں تھیں جن کی زندگی  
کا تحلی مختلف تھا ایک جماعت ایسی تھی جو دنیا کے  
عیش و عشرت سے لطف اندوز ہو رہی تھی یہ دنیا  
کو جنت سمجھتے ہوئے تھی۔ مال و دولت حکومت و  
خودت عزیز کرتی تھی۔ زانی۔ شراب خوار اور  
بدکار تھی۔ دوسری جماعت اس عیش و عشرت کی زندگی  
کو فانی سمجھتی تھی۔ اس کے لیے دنیا میں ایک جلی خاند  
کے نفی اس گروہ کو رہائے الہی کے سامنے اور کھلی  
چیز نہ سمجھتی تھی۔ یہ زیادہ دیر پس گزار تھی۔ یہی جماعت  
کا سرور پرورد تھا جو عباد کے کے شرانگہ کے خلاف  
تحت خلافت پر بیٹھا تھا دوسری جماعت کے سرور  
حضرت امام حسین علیہ السلام تھے  
نہیں نہیں نہیں نہیں

لوٹائی ختم ہوئی۔ فتح پرید کی ہوئی حضرت

امام حسین مع اپنے جان شادوں کے شہید ہوئے  
اب بردوں میں حضرت زین العابدین علیہ السلام  
باقی تھے ان کے علاوہ کچھ عورتیں اور کچھ بچے تھے  
یزیدی فوج میں فتح کے مشا دیانے بہانے جابر کو  
تھے۔ کچھ فوجی ان کے خیموں کو لوٹ کر ان میں  
اچھ لگانے میں مصروف تھے۔ جب ایک خیمہ جل  
جاتا تو پردہ دارلی بایں دوسرے خیمہ میں پہنچ جاتی  
تھیں۔ پس پر بھی اٹھانے کو کہ مصیبت کی ماری  
بی بیوں کی چادریں پھینا شرم کر دیا۔

یہ تھے وہ بہت شکن حالات جو زندہ  
ہمارا مصیبت زدہ بی بیوں کی ذہنیت میں انقلاب  
پیدا کرنے کے لیے کافی تھے اور اگر یہ نہیں تو یہ  
بے جا رنگ کا عالم انہیں دشمن کے سامنے سر تسلیم خم  
کرنے کے لیے کافی تھے اور ان کی اطاعت قبول کرنے  
کا باعث ضرور ہو سکتا تھا اس کے ساتھ ہی ساتھ  
کہ ہلاکی زبردست کامیابی سے یزیدی ہمت  
بڑھ جانا چاہیے تھی اور اسے ان لوگوں کو جواب  
اس کی حراست میں تھے طبع کرے اور اسے اپنی بات  
منو کر اپنی مکمل کامیابی کا اعلان کرنا چاہیے۔

نہیں نہیں نہیں نہیں

جیہ وہ پس منظر ہیں جن کے پیش نظر ہمیں کھیا  
ہو کر لڑائی لڑائی کے لجا کر ہوا۔

حضرت امام حسین کا خاندانی شیوہ فقر و  
فاتر تھا لیکن اس دنیا میں وہ محرو صاحب کے مانند  
تھے۔ جھگڑا اس بات پر ہوا کہ یزید کو جیہ سے  
تحت خلافت پر قابض ہو گیا اور یہ چاہتا تھا کہ حضرت





# سلام

(از تئجہ فکر خباب ٹھا کو سیہ امیر حیدر صاحب امیر موحوم قلعہ دار بعد از صلح شے بلی)

شہب فرسوں آرہی ہی ، دماغ اپنا تھک رہا ہی  
 کلیم اب ارض نینوا پر وہی کا جلوہ تھلک رہا ہی  
 یہ شاخ سہ پہر عنذ لب محل رسالت چٹک رہا ہی  
 ہمارے اشکوں کا قطرہ قطرہ مثال گوہر مک رہا ہی  
 تھڑ پہ پیاسوں کی جائے پانی یہ جرخ شہنشاہ رہا ہی  
 کسی جگہ خاک اڑ رہی ہی کہیں پہنہرہ لہک رہا ہی  
 تمام عورتاں میں ہی ماتم صغیر خد سب کا تیک رہا ہی  
 غضب ہی قاسم نے پہ اندک مثال اثر دریا رہا ہی  
 نہ کوئی عالم میں ہوگا ایسا نہ کوئی زیر ملک رہا ہی  
 چلے ہی عباس سوئے دریا علم کا پوچھ چک رہا ہی  
 بخون عباس ابن حیدر ہر اک دلا دریا رہا ہی  
 کہیں سکینہ بڑپ رہی ہی کہیں یہ صغیر ملک رہا ہی  
 زمین کے نیچے ہر ایک ناری بخون محشر جھجکا رہا ہی  
 فلک کا سرخسہم ہی سیرے آگے مرا سارا جھک رہا ہی  
 حسین پانی کو جیسا ترسا نہ کوئی ترسا بھی ایسا ترسا  
 حسین صغیر کو سوئے تھقل چلے ہی لے کر میں تھک رہا ہوں  
 امیر ہر دم مدد آسان تم نے آتو تیک رہا ہے

سلام پیاسوں پہ لکھ رہا ہوں ام میں کوثر چھلک رہا ہی  
 بھلائیے یاد طوبی سینا کہ ضو فنگن یاں ہی ماہ زہرا  
 حسین مختار بارش جنت خدا نے کی ہی خود انکی مرحمت  
 حسین پیاسے پہ مگر یہ کرنا یہ ایک امنی سی کا ہر نہ ہی  
 اٹھائے سولہ ہر چو صدے زمین آغوش میں لیے ہی  
 عجیب ہی شیرنگی زمانہ کوئی ہی خدا ہی کوئی ہی گزریاں  
 حرم میں اک طور لعش ہی کھڑے ہی شہبیر سر تھکائے  
 کہا یہ نعت نے آگے کیے میں بل پیاں سب دعائیں مانگیں  
 کھینچی ہی شہبیریں قاتلوں کی سائر شیریں ہر رہی ہی  
 سوار د بیدل میں کھلی ہی ہلکیں احمد امین تھوہل رہی ہی  
 غبر جو ہو چکے کہ آ رہا ہے دغا کو شہبیر کا برادر  
 تمام آل نبی پہ سولہ ہر سے شہادت یہ پیاس کی ہے  
 خدا کے پیاروں کو قتل کر کے کھلی لحد میں جو آنکھ جاکر  
 زمین کرب دہلا ہی نازاں کہ مجھ میں یہاں ہی ماہ زمہ  
 حسین پانی کو جیسا ترسا نہ کوئی ترسا بھی ایسا ترسا  
 حسین صغیر کو سوئے تھقل چلے ہی لے کر میں تھک رہا ہوں  
 امیر ہر دم مدد آسان تم نے آتو تیک رہا ہے

(از صنیف کنیر سکینہ) سلام (انفلس پس ترغ ازہوا)

یوں اشک علم ہی دیدہ گمیاں لیے ہوئے  
 رو میں نہ شہر یہ گویوں ملک و جن و انس کو  
 آقا ز صبر حضرت ایوب سے ہوا  
 محبت تمام کرتے کو جانے ہی شاہ دیں  
 لائے عباد اڑھا کے جو صغیر کو رن میں شاہ  
 جاتے ہی جھٹ کے قید سے عابد سوئے وطن  
 جاتے ہی شام سید سجاد اے ترغ  
 راندوں کو ساتھ با سرعیاں لیے ہوئے



# محرم

(از ابن محمد حسن نیو تھی)

محرم کا مہینہ جہاں انجی عظیم الشان و انواریت سے ساتھ ایک اہم واقعہ کی یاد تازہ کرتا ہے وہاں اپنی بعض خاص تاریخوں کے دامن میں ایسی ہیستیوں کی یاد دلاتا ہے جنہوں نے کربلا کے پرانا شیر و آئینہ کو فضیلت اور اخلاقی حقیقت سے بلند و بلند تر بنایا۔

مسل میدان کربلا میں شہید ہونے والوں میں سے کسی بھی ایک ہی کے کردار کی بھی غلط نظر سے دیکھ کر بحث کر لی جائے ایک ذات بھی ایسی نہ ملے گی جس نے اپنے کردار سے کہیں بھی کم زردی کا اظہار کیا ہو شہدائی تاریخ شہادت و قت کے عقوڑے عقوڑے و قتل کے ساتھ ایک ہی لیکن بعض تاریخی شخصوں کو دیکھیں انہیں جس سے ایک تاریخ محرم کی یاد رہی ہے ذات سے وابستہ ہو جس نے واقعہ کربلا کی تصویر کے بونا شخصیت کے روپ میں اپنے پاک خون سے رنگین کر دیا۔ اور محرم کی آٹھ کی صبح نمودار ہوئی اور ہمارے خیالات نے ایک نئی کر دہائی ہمارے ہاتھوں نے دبیداروں کی مخصوص باعث کے سپہ سالار کے نشان کی شبیہ اٹھالی ہمارے زبانوں نے

کہا عباس نے ہو گا زمانہ ہر کو غم میرا  
بڑوں کا ذکر بچے اٹھائیں گے علم میرا  
ڈھکھک فضاؤں کو غم انجینئر بنایا اور ہم اس شخص کی یاد میں سر پا ڈوب گئے جس کو دنیا ابو الفضل عباس کے نام سے یاد کرتی ہے۔ اور کبھی بھی جن کی یاد سے ہمارے جسم مردہ میں تازہ خون دوڑنے لگتا ہے جناب حضرت عباس میں نہ یہ کہ شجاعت و دلیری کے لحاظ سے اپنے پدر بزرگوار حضرت علی کا دگم نمایان تھا بلکہ صحت سے بھی ہم شبیہ عید کرار تھے آپ حضرت

امام حسین علیہ السلام کے بھائی تھے لیکن یہ چیز رشتہ کی حد سے آگے نہ بڑھی کیونکہ حضرت عباس نے کبھی بھی اپنے کو اس نظر سے نہ دیکھا کہ آپ امام کے بھائی ہیں بلکہ ہمیشہ اپنے کو غلام سمجھتے رہے اور امام انام کو سہا، آقا کے لقب سے اندکی نام سے نہ پکارا جب ہی تو امام نے آپ کی نزع کے وقت اپنے زمانہ پر سر رکھ کر آپ سے بھائی کہنے کے لیے فرمایا تھا۔ دنیا کے مصنفات تاریخ میں ایسے واقعات کی کمی نہ ہوگی جن میں کہ بھائیوں نے اپنے فرائض کو بخیر و خوبی انجام دیا ہو لیکن سیرا یہ دعویٰ ہو کہ ان واقعات میں ایک واقعہ بھی حضرت عباس کی دنیا کو نہیں پہنچ سکتا۔ انفوس کر میرے قلم میں انہی کو نہ علمی کا دھبہ سے اتنی توت نہیں ہو کہ میں حضرت عباس کی شخصیت کے ہر پہلو کو اجاگر کر کے پیش کر سکوں صرف مختلف پہلوں پر روشنی ڈال کر اپنے معنوں کو غم کر دوں قوت برداشت۔ امام حسین علیہ السلام کے خیمے مدیا کے کنارے نصب ہو کر ان کا بن زیاد کا نظر سے حکم آتا ہو کہ خیمے میں ان پر نہیں نصب ہو سکے دیر شجاع بھائی کو پیش آتا ہو ہاتھ تلوار کے قبضہ پر پہنچ جاتا ہو ایک طوفان ہو کہ اٹھنے تیار ہی نہ تھا وہ آقا کا حکم عطا ہو۔ خیمے میں ان سے ہٹا دیے جائیں فضیلت کا کل ہو کہ میں دقت انجی عزت کی خاطر کسی بھی ذریعہ میں جوش پیدا ہو چکا ہو تو وہ ہر اس ہستی سے خلاف نجات کر دے گا جو کہ ایسے وقت میں اس کو ٹوٹے گی۔ مگر نوراً بیان نظر آئے سپہ سالار جانتے ہیں کہ ہاتھ قبضہ ہی برک جاتا ہے۔ ذات امام کے خلاف ہو نا کیا سیرا ایک غلط بھی زبان سے نہ نکلا حکم امام کا لایا گیا۔ نیچے گرم ریت پر نصب ہو گئے۔

ضبط الحسن۔ نوجوں کو ہٹا ہوا علی کا شیر حسین پر چم اڑائے ہوئے اپنے گھوڑے کو فرات کے پانی میں اتار دیتا ہو جھک کر چلو میں پانی بھرتا ہوں میں دن سے عطش کی آگ سے کیچو کیاب ہو رہا ہو باغوں میں ٹھنڈا پانی ہو فرات کی لہریں تدم جوم رہی ہیں مگر وہاں سے عزم و استقلال کے مالک نوراً خیالی آتا ہے۔ کیا پاس سے بگلتے ہوئے معلوم بچوں کی طرف جاتا ہو۔ نفس کی بڑھتی ہوئی خواہش پر غور کر پڑتی ہو۔ چلو بھائی پیاسے لبوں کو تر کے بغیر فرات کی لہروں میں مل جاتا ہو

پیاسے ہی لڑے پیاسے ہی مرے قبضہ ہو کیا دریا بھی لیا  
عباس یہ تیرا منزل تھی یا نہ پیدا اور بات رہی  
الہاء عہد۔ حضرت عباس الہا حرم کی  
آس تھے اور خصوصاً حضرت سکینہ کو تو چچی سے پوری  
امید تھی کہ وہ ان کو ضرور پانی ملائیں گے حضرت عباس  
انہی جھپٹتی سے وعدہ کر کے جاتے ہیں "پانی اچھا آتا ہو"  
وعدہ پورا ہوا "پانی آیا" لیکن پیاسوں کی تقدیر نے  
دھوکا دیا۔ آپ بھڑکاتے ہیں مگر۔

ایک انسان کی لاکھوں سے لڑائی کب تک  
ہاتھ قلم ہو جاتا ہے۔ جھپٹکی کی پیاس کا خیال ہے چھینکے  
ہوئے خشک دانتوں میں آتی ہو اور غورہ آس بھی ٹوٹ  
ہی جاتی ہو خشک پیر تیر پڑا ہو اور آپ کی قوت جواب تھی  
جو فرس زمین پر کشرب لاتے ہیں "آٹا دقت مدد کو آواز  
دیتے ہیں امام مظلوم آتے ہیں۔ وصیت کا فراموش ہوتا ہو  
وصیت کرتے ہیں ان اور ہر جانہ دلی بیوہ کیسے ہیں بلکہ  
اپنے وعدے کے دغا نہ ہونے کی وجہ سے آٹا میرا لاشی کو  
(دفعہ صفحہ ۲۳ پر)

## نوحہ

از جناب فرحت صاحب رضوی (ادیہ کامل)  
(ارود پشین پتھر)

چھری حسین کے دل پر چلائی جاتی ہو  
جواں پسر کی جوانی مٹائی جاتی ہو

خلیل دیکھ لیمے کہ دولت اولاد  
خدا کی راہ میں کیوں کھوٹائی جاتی ہو  
سناں شباب میں کھا کھلے اپنے سینوں پر  
گنہ گاروں کی بگڑی بنائی جاتی ہے

چراغ ماں کی امیدوں کا بجھنے والا ہو  
کشمکش دین محمد جلائی جاتی ہو  
کہا یہ ماں نے کہ اکبر تلیاں تو نہ دو  
بسمجھ چکی ہوں حقیقت چھپائی جاتی ہو

اُجاڑ کر مری دنیا بے آرزو پیارے  
میں جانتی ہوں جو بستی بانی جاتی ہو

بالا لورہ ضد پہ فرحت کو شاہ کے جانی  
کہ داں غریبوں کی بگڑی بنائی جاتی ہو

## نوحہ

(از ساجدہ بیگم ساجدہ ڈبائی ضلع بند شہر)

لے نئے مجاہدان کے اب بانو کو کتنی دے جاؤ  
بے چین ہو ماں زنداں میں بہت تم خواب میں مٹتے دکھلاؤ  
ہر وقت تڑپ کر کتنی ہو اور شام دس بجے یہ نوحہ  
اب اصغر مہر و آن کے تم۔ مادر کے گلے سے لگ جاؤ  
جب ہو کہ سی دل میں اُٹتی ہو۔ رورو کے بیاں یہ کرتی ہو  
کس طرح مٹاؤں گلو پسر۔ بس روٹھ چکے آؤ  
آغوش میں دادی کے پایا۔ آرام کچھ ایسا نعمت جگہ  
مان کب سے ممدائیں دیتی ہو۔ اب جلد توجہ فرماؤ  
کتنی بوسہ رو کر۔ اصغر بھی نہیں۔ بھولا بھی نہیں  
میں یاں نہ اکیلی تڑپو ساگی عباس چچا جاری آؤ  
کیوں مشک کو لے کر کاندھے پر۔ دریا کو لے کر تھلے لے گئے  
پانی کے لیے اصغر تڑپا۔ مگر پانی نہیں۔ تم آ جاؤ  
تھے ہجر میں ہر دم مدد کو ضروری کی زباں پر یہ نالے  
ہم نکل بھی تو آتے نہیں اسے نئے مسافر تم آؤ  
بیار بڑی ہو ایک طرف سناٹا ہو گھر میں بھاپا ہوا  
کس طرح بے گنا اُجڑا گھر اسے لوگوں کوئی یہ بتلاؤ  
ہوں مشکلیں سبک ساں میری ششما ہو کا قہر لے یارب  
ہے عرض شہید حق سے یہی ساجدہ کی مدد اب فرماؤ

(صفحہ ۱۳ کا بقیہ)

خیر میں نے جانیے گا مجھ سکینے سے شرمندہ ہو کہ کہہ  
جان بحق تسلیم ہوتے ہیں یہ نہیں شہادت کے بعد بھی جبکہ  
آپ کا سر مبارک تید خاؤں شام میں دیا جاتا ہو تو زرد  
میں پہنچتے ہی آنکھیں بند فرماتے ہیں، یہی آج دنیا میں کمی  
تاریخ کے صفات پر اپنی مثال کو جس میں اپنے عہد کا اتنا

دعویٰ شہید شہادت کے بعد بھی جبکہ  
آپ کا سر مبارک تید خاؤں شام میں دیا جاتا ہو تو زرد  
میں پہنچتے ہی آنکھیں بند فرماتے ہیں، یہی آج دنیا میں کمی  
تاریخ کے صفات پر اپنی مثال کو جس میں اپنے عہد کا اتنا

# سلسلہ

از جناب قاضی بکر صاحب نسرین قاضی  
 آؤ دکھائیں ہم تمہیں مجبور یوں کی حد  
 نسرین  
 ماکڑے وفا کے آنکھوں سے دیکھا کیا کوئی

یوں تو جان نثاران حسین بی بی  
 خصوصیات کے کر دنیا سے سدھارے لیکن  
 میرا موضوع تجرید اس وقت "حسینی لشکر"  
 کے پہلے اور آخری شہید سے ہے۔  
 اول الذکر سیر و سیراب تھا آخر اللہ کریم کا  
 پیاسا پیلے نے اپنا بدلہ خود سے کھایا اور  
 دوسرے کا انتظام قدرت نے لیا۔ سزا  
 ہجرت سے مل کر داتا گولہ تاج بڑے بڑے  
 انقلاب آئے جنہیں اس وقت کے لوگوں نے  
 دیکھا اور آج ہم تاریخ کے صفحات پر دکھا  
 کرتے ہیں دنیا والوں نے رسول کی خلافت  
 کو کروٹھ دے کر یزید تک پہنچا دیا تھا  
 اسی کا یہ نتیجہ تھا کہ وہ حسینؑ کے شخص سے  
 اپنے حق میں دینیت کا طلبگار ہوا غفلت حسین  
 کے متعلق صرف اس قدر کافی ہو کہ  
 جس وقت تین مہینہ غرض بھی نہ ہوتی تھی  
 آسمان کے آویستے سارے شاہد ہیں کہ کبھی  
 ناز صبح تھا نہیں ہوئی دنیا کو دشمنی دینے  
 والا آفتاب جانتا ہی کہ ظہر اور عصر کے فریضے  
 کبھی نظر انداز نہیں کیے گئے مظلوم ہونے  
 والا آفتاب اور جگمگاتے ستارے گواہ ہیں کہ  
 مغرب و عشا کی نماز فراموش نہیں کی کچھ نہیں  
 روزے رکھے اور اپنے جھگڑے کا کھانا مسکینوں  
 بیتوں اور اسیروں پر اپنے ماں باپ کی

طرح تقسیم کر دیا یہ اتر اس دوش اور آغوش  
 جس میں آپ کی پرورش ہوئی تھی ماں بتول  
 رسول افضل النساء اور باپ جس کو  
 قدرت نے محض اس خیال سے کر قاضی کی دشمنی  
 نہ ہوا اپنے گھر پیدا کیا  
 ورنہ شخصے لامکان راخانہ کے باشندہ  
 کی دنیا اس سے بہتر کوئی جوڑا دکھا سکتی ہو؟  
 کہ رسول کے گھر کی بیٹی اور خدا کے گھر کا بیٹا اور  
 ان کے بچے جن کو بانی اسلام نے متعدد بار اپنا  
 بچہ کہا جو حضرت عیسیٰ کی طرح ماں کی طرف سے  
 صلب رسول میں داخل ہوئے جن کو رسول  
 عربی نے اپنی زبان چسپا کر سینے پر سلا کر اندھوں  
 پر چڑھا کر لایا ان بچوں کی لندی کا کیا گناہ  
 جناب حسنؑ نے دنیا خالی ہو چکی اب صرف  
 حسینؑ کا دم تھا اس نے بھی مطالبہ ہجرت ہو رہا  
 ہو کر نامائے کفاروں کے سامنے پر صرف کر چھوڑا  
 تھا اور خدا سے "مسلمانوں" کے سامنے پر  
 دین بھی چھوڑا اور کہ بھی جو حسینؑ نے  
 دارالاسلام میں بھی اپنے لیے پناہ نہ دیکھی تو  
 عراق کا رخ کیا جہاں سے کثرت خطو  
 آپ کے پاس آچکے تھے۔ جب آپ کے سے  
 روانہ ہوئے تو دین داروں کے ساتھ  
 ساتھ دنیا داروں کا بھی اچھا خاصہ جمع  
 آپ کے ساتھ تھا جو شہادت مسلم کی خریدنے

کے بعد کم ہونے لگا حضرت حسینؑ نے کئی منزلوں  
 پر اپنے ساتھیوں کو اپنے مستقبل کا آئینہ دکھا کر  
 صاف صاف کہا کہ میرا ساتھ وہی دے جو موت  
 کو نہ لگی پر ترجیح دیتا ہو مجھے چھٹا رہا اور  
 قاضی بڑھتا رہا یہاں تک آپ منزل اشراق  
 تک پہنچ گئے سرزمین عراق کا یہ مقام سید  
 سرسبز و شاداب تھا اس منزل کو چھوڑنے سے  
 پہلے سرور روح زہراؑ نے اپنے ساتھیوں کو حکم  
 دیا کہ بانی کثرت کے ساتھ رکھ لیں اور کوئی  
 شکیں خالی نہ رہے حکم کی تعمیل ہوئی شکیں  
 بھر گئیں قاضی روانہ ہوا۔ جنت کے سفر پر اپنی  
 منزل طے کر رہے تھے آفتاب ڈھل چکا تھا  
 اتنے میں آپ کے ساتھیوں میں سے ایک نے  
 بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اس صدا کو سننے پر  
 سیدہ کے دل نے کہا بے شبہ وہ ذات عظیم و  
 بزرگ ہو لیکن اس وقت فریاد تکبیر کا مقصد؟  
 اس نے جواب دیا الحمد للہ رسول ہم کسی آبادی  
 سے قریب ہوتے چاہتے ہیں دور پر گھوڑوں  
 کے ذریعہ نظر انداز ہے آپ نے کہا نانا آگے  
 بڑھ کر غزوہ سے دیکھو مجھے تو گھوڑوں کے کان  
 ہوا میں اڑتے ہوئے نیزوں کے پیر پر معلوم  
 ہوتے ہیں اذن امام پاکر وہ سوار دور سے  
 گئے اور جگہ دہاں آکر کہا "غزوہ کا خیال  
 ہر ہادی طرف کوئی بڑا لشکر نہ تھا جو آ رہا ہو"

یہ شکر آپ نے ساتھیوں کو قیام کا حکم دیا تھا میں  
 غیر دی گئیں محضوں سے اتنا کر پر وہ  
 میں پہنچا دیئے اب اصحاب حسین نے اپنے مجھے  
 کا مشورہ کیے یہ تھکے سفرانے آرام کا انتظام  
 کر رہا رہے تھے کہ ایک ہزار رسوا دی گئے تھے  
 آپ پہنچا لیکن اس ہیئت سے کہ وہ اوداس کے  
 ساتھیوں کی پیاس کی وجہ سے زبانی خشک  
 ہر نشت پہنٹاے ہوئے جبروں پر گرد و ماس  
 پر آگندہ اور انتہائی پریشان نہ معلوم یہ لوگ  
 کے کھیرے جیسے تھے کہ گھوڑوں تک کی زبانی  
 کل آئی تھیں جس کے آپ نے اپنے دشمنوں کو  
 جلد اس حالت میں کیوں کر دیکھ سکتا تھا  
 کل آئی تھیں جس کے آپ نے اپنے دشمن  
 کو شربت پلایا تھا اس کا بیانا اپنے دشمنوں کو  
 جلد اس حالت میں یہ کیوں کر دیکھ سکتا تھا  
 آپ نے اپنے بھائیوں کو آواز دی جاس ہوں  
 عبداللہ عثمان ان لوگوں کی حالت بھروسے  
 دیکھی نہیں جاتی انھیں جلد سیراب کر دینے  
 ہی مشکوں کے دھالے گولہ دیئے گئے رجال شکر  
 کر تو کیا گھوڑوں تک کو اچھی طرح پانی پلایا  
 گیا اس خدمت خلق میں امام خدا شریک تھے  
 مصمم پر یہ الزام رکھنے والے حسین خود چلنے  
 گئے تھے ان مخالف کو جاننے کے بعد اپنے نفس پر  
 کریں اور یہ سن لیں کہ اگر حسین جنگ ہی کے  
 ارادے سے چلے جوتے تو صبح حاشور سب سے  
 پہلے اپنے بھائی جاس کو اذن مجاہد دے کر رخصت  
 کرتے جو فوجی حرب و ضرب میں اپنی نیکر آپ تھے  
 اس دھوی کا ثبوت یہ ہو کہ عمر بنی ہاشم کے سکھائے  
 ہوئے بچے قاسم اکبر نے حضرت اوزق اور بکر  
 ابن حاتم جیسے جلیل دیہہ سپہ سالاروں پر فتح پائی بکر  
 کو اور میں سوت کر جب یہ یہی لشکر میں جا پہنچے  
 تو کوثر و شام والوں کو چھٹی کا وہ یاد آئی  
 علامہ ابن کثیر رحمہ وقت سے دنیا میں حکومتیں

تفہم ہو جس اور ان میں جنگ کا سلسلہ شروع ہوا اس وقت ہے آج تک کسی جنگ کسی کٹھن کے لئے انچا دشمن فوج کے ساتھ یہ سلوک کیا ہو کہ اپنا پانی اُسے بلا دیا ہو ہمارے آنکھوں نے دنیا کی اس عظیم ترین جنگ کے دور میں جو مسلمانوں میں ختم ہوئی آخروں میں بڑھا ہو کہ جس وقت جرمنوں نے یوکرین کے علاقے میں پوری قوت کے ساتھ ردیوں پر حملہ کیا تو وہ فضیلتیں جو تیار ہو چکی تھیں انھیں خود روسیوں نے تباہ کر دیا تاکہ دشمن کو غلے سہولتیں نہ حاصل ہو سکیں۔ دنیا پورے انگریزی فوج نے اتنی سی بات پر ہتھیار رکھ دیے تھے کہ جا پانیوں نے صرف پانی کی سپلائی بند کر دی تھی۔ اگر حسینؑ اورادہ جنگ نے کر بیٹے ہوتے تو آئین حرب کے خلاف اپنا پانی دشمنوں کو نہ دیتے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس وقت عربوں کے اخلاق اتنے نیست ہو چکے تھے ان کی ذہنیتیں اتنی ذلیل ہو چکی تھیں کہ ان ایک ہزار میں عاشور کے دن ایک نے بھی یہ نہ کہا کہ "اے حسین ایک دن آپ نے ہم پیاسوں کو سیراب کیا تھا آج ہم آپ کو پانی پلاتے ہیں۔ لیکن ایسا ہونا اس بات کا کھلا ثبوت ہو کہ اس زمانے نے ماحول نے انسانیت کے معیار کو اس منزل پر پہنچا دیا تھا کہ صحیح معنوں میں ہزار میں ایک ہی انسان "رہ گیا تھا اور وہ تھا جس نے نہ صرف پانی کا بدلہ اپنے خون سے ادا کیا بلکہ سیاست پر یہ پروہ جو تہ مارا ہو جس پر تاریخ کی قیامت تک تفتھے لگائی رہے گی۔

یہ بڑی رسالے کا پہلا جواب وودانہ  
کے سیر و سیراب ہو یہ یقین کر لینے کے بعد کہ  
اب شہادت عین "اٹل ہو اپنے لشکر کو چھوڑ کر

حصینی بہا میں شامل ہو کر انھیں نے جنگ کراہا  
جن میں وہ اب تک تھا اور جس سے ساتھی جن  
میں غلام بھی تھے تین دن کی جنگ پیاس میں بھی  
اگر یزیدی فوج کا رخ کرتے تو ارادہ حرب  
اور جذبہ شہادت کے حصین نے یزیدی لشکر کے  
کسی سپاہی کو اپنی حرط آنے کی ترغیب نہیں دی  
بکلاف اس کے یزیدی فوج کا سالار اعظم  
شمس بن زیاد اگر نہ کو نہ کا تحریری فرمان لیکر  
سپاہ حصین کے کمانڈر ابجیف کو عزت و وقار  
زدہ گی۔ اور عہدے کا باج دے کر یزیدی  
انشاء میں شامل ہونے کی ترغیب دیتا تو  
لیکن عباس بن علیؑ اس تحریری سند کو پڑے  
پڑے کر کہ شمر کے حملہ پر بھینکے تھے ہیں تاکہ  
سحائی کا دامن نہ چھوٹے مائے۔

ایک نے حسینؑ کو پانی پنی کرنا چاہا تو بھایا  
دوسرے نے حصول آب کے لیے اپنی جان دی  
پانی ایک تھا دریا ایک تھا لیکن یہی پانی  
جب تک حسینؑ کے پاس رہا اس کی کوئی قیمت  
نہ تھی اور یہی دشمنی کے قہقہے میں آنے سے پہلے  
اس کی قیمت بلکہ نہ دل سے بوجھے یا سب سے  
جنہیں ایک خلیس پانی لانے میں جان کی بازی  
لگا تا پڑی۔ پہلے لڑے پھر برقعہ کیا پھر پانی  
بھر کر خشک کو کھینچے لگایا جسے ٹھگے میں حاصل  
کیا اس طرح میں اور کئی پلٹیں دیر کی سمت  
آجکی تھیں پھر گھٹان کارن پڑا دو دنوں بازو ط  
نے خرم کا ساتھ چھوڑا مگر عباسؑ خوش کوششیں تو  
سلامت ہو بباد کو جان کی پروا نہیں انہوں نے  
احساس نہیں فکرمند ہو تو یہ کرمتم لکھا ننگے اور  
پانی بچوں تک پہنچ جانے۔ لیجئے حوطلے اس  
ارادے کو کچھ لیا اور ایک تیسرے اُس دیا جس  
میں لقمہ کر دی دیا۔ تیر مشک کو چھید کر عباسؑ  
کے سینے میں پروست ہو گیا جس سے عباسؑ کا دل ڈوبا  
بچوں کی اُس ٹوٹی نیس زادوں کا سہارا ٹوٹا

# سکرام

از جناب اقبال حسین مسد اقبال

نظر بدل گئی بنی زلمنے کی

مٹائی شانے تو تیرا اس گھر لٹکی

جناب احمد رسل کو وقت حلت بھی

تھی نکرامت مای کے سجنو انے کی

بکھی نہ شمع صداقت کبھی کبھانے سے

جلی ہزار مخالف ہوا زمانے کی

تھاری لاش پہ اکبر وہ ہائے شوکی

تنتا تھی جسے دوا تھیں بنانے کی

نظیر دوسری عالم میں اور تہی نہیں

وفا جو بھائی سے عباس با وفا نے کی

حسین آپ اقبال کو ملے تو نیت

دی اکی راہ میں گمراہیوں شانکی

کہ ہی بہترین ریاست تھی کہ خود کو خدا و سما کر  
یہ بھی مٹ جائیں اور ان کے پاک و جو دے ختم  
ہونے سے دنیا کو حسین اور دین کو بقا حاصل ہو  
اور یہی ہوا بھی فاتح ابھی اطمینان کی سانس  
نہ لینے پایا تھا کہ اس کے خلافت وہ شورشیں وہ  
جناوٹیں وہ ہنگامے شروع ہوئے کہ بڑی رورو  
دیا اب گریہ لاجل تھا کون کہ مقم حقیقی نے مختار  
کو اپنے قمر کی صورت میں قاتلان جلیں پر مسلط کر دیا  
تھا۔ اس خون ناحق کا بدلہ میں نہیں ختم ہوا بلکہ  
پشتا پشت تک چلتا رہا جب بنی عباس کی حکومت  
پہونچی تو جس طرح یزید نے شراب کو جان بڑھا کر  
طرح بنی عباس نے یہ ابید کے خون کو اپنے اوپر  
حلال کر لیا تھا۔

اس دور میں زندوں کا یہ ذکر سلاطین بنی امیہ  
کی مردہ لاشوں کو قبر سے کال کر چلایا گیا اس  
سلسلے میں طبری جیسا مورخ لکھتا ہے کہ جب یزید  
کی قبر کھودی گئی تو اس کی ہڈیاں جلی ہوئی نکلیں  
تھیں اور یہ تھا انسانی ہڈی کے گرد مٹا تو رست کا  
تاریخ اپنے کو دہرائی ہو دہرا رہی ہو اور  
دہرائی رہے گی۔

زمانے والے جلائیں گے اس طرح کو  
تھیں نے چاند لگا۔ انہیں اس فنانے میں  
قالمیہ میگم فشی فاضل

## پانچ مٹی گلہ سے

حسینی فنانہ، ..... ۳۰  
حسینی آواز ..... ۳۰  
دانشان مظلومی ..... ۱۶  
افسانہ بے کسی ..... ۱۵

تیار ہو گئے  
ریاست مکتوب مشین مل لکھنے جو طبع  
بیوقوف ہوئی ہو۔ ریاست مجید ہو گئے۔

اور حسین مظلوم کی کمر توئی اب یہ عالم ہو کر  
کچلے کا خون تیریں تیر شک میں اور شک سے  
بتنا ہوا پانی دیکھ کر جناب عباس نے اپنے گھٹنوں  
بازوؤں کا کام لیا راتوں سے بازوؤں کا کام لیا  
راتوں سے دبا کر گھوڑے کا رخ بدلا اور گھنوں پر  
جا بڑے جب تک تلوار کا قبضہ دانتوں میں رہا  
مرد و نیکار رہے آخر حکم ابن ابی لیل کے آہنی  
گھڑے بند ہو کر غازی کو گھوڑے سے زمین تک  
انے کے لیے مجبور کر دی دیا اور اس طرح یہ محبت وفا کا  
جان دیکھ صبر میں عذاب ہو گیا۔ اگرنا ابیدی کی  
تھانہ بھا جاتی اور پانی کسی طرح نیچے تاک ہیو پ  
ہی جاتا تو میرا دل ضمیر اور ایمان یہ کہتا کہ  
حسین کے بچے اس پانی کو نہ پیئے جس میں جاک تیرگی  
راہ سے عباس کا خون بھی مل چکا تھا۔ یعنی ایمان کے  
انہ سے یہ بھی کہتے ہیں کہ اس قتل و غارت کی ذمہ داری  
معاذ اللہ حسین کی کہ وہ ریاست تھی وقت اور  
مصلحت کا یہ تقاضہ تھا کہ آپ اس وقت بیعت  
کر لیتے اور مدینے جا کر ایک بڑا لشکر جمع کر کے پھر  
یزید کا مقابلہ کرتے چیز ایک ہی، تو نام بدلے  
ہوئے دوزخ کے اجہنم۔ آخر اس دہی ہو کر حسین  
رٹانے چلے تھے مرنے انشا کا گھماؤ ہو۔ اس کے جواب  
میں ظالم گروہ کے عقیدت مندوں سے مجھے اس قدر  
مزہ کہہ ہو کہ اگر ریاست نام ہو کر کربیب جھوٹ  
اور وفا کا تو بے شبہ امام حسین ایسی ریاست سے  
اواقف تھے اور اگر ریاست نام ہو اس فعل کا جو  
وقت کے مطابق شریعت کی پابندی کے  
ساتھ انسان سوچا سمجھ کر کرتا ہو تو جو کچھ حسین نے  
کی، بالکل ٹھیک تھا اس لیے کہ دشمن کو خواب میں  
لٹنے کی دہی صورتیں ہیں ایک صلح دوسری جنگ  
حسین کی نگاہیں دیکھ چکی تھیں کہ باپ نے دوسری  
طاقت کے ساتھ انھیں دبا مانجا ہوا اور نہ بولے بھائی  
صلح کی کہ اخلاقی حیثیت سے آپ پر قابو پا جا اور  
نہ پا سکے جب یہ دونوں اصول بنے تو پھر حسین

# زمین کر بلا

(از جناب سید محمد نقی صاحب نقوی چھاپری)

تو نبی مافین خدا کے خاص بندوں کے لیے  
 قلب ایساں کے درخشاں ماہ یاروں کے لیے  
 موت پر چڑھ آنے والے جاں نثاروں کے لیے  
 غم بھری قلب کے بہتر جانداروں کے لیے  
 روشنی جن سے ملی ہر مطلع تنویر کو  
 زندگی جن سے ملی اسلام کی تصویر کو  
 دین ہی تجھ میں وہ خالص خدا آمینہ رو  
 راہ حق میں مر کے جیسا جن کے دل کی آرزو  
 ہو گئے محبوب حق جن کے سجدے و دعو  
 ہی فرشتوں کی بیسیں میں آج تک جو  
 کر گئے قائم جہاں میں جو شعرا زندگی  
 سونپ کر تیرے سب ہمارے زندگی  
 یاد ہو گا تجھ کو وہ پیاسوں کی مہمانی کا روز  
 جدہ شوق شہادت سر کی ارزانی کا روز  
 دودمان مصطفیٰ کی پیاس بن پانی کا روز  
 جی کی قرباں گاہ اور پیاسوں کی قربانی کا روز  
 ہر مگر گزار احمد تجھ پہ جب پا مال تھا  
 تیرا دامن جب شہیدوں کے لہو سے لال تھا

ہاں وہی پروردہ آغوش ختم المسین  
 مگر نہ قلب علی غیر النسا کا مہربین  
 مظلوموں کا شف اسرار رب العالمین  
 ذمہ دار ملت حق ہادی دین مبین  
 اے زمین کر بلا ہی آج تجھ میں محو خواب  
 تیرے سینے میں آتر آیا ہی گریا آفتاب  
 تیرے دیرانے کو ہو کس نے بنایا خواب گاہ  
 سچ بتا کیوں تجھ میں اترے آری میں مہر و گاہ  
 کیوں نہیں جیتی ترے رخ پر کوئی باطل نگاہ  
 کیوں بنی ہی دونوں عالم کے لیے توسعہ گاہ  
 تیری نور افشاں تجلی عکس ہو کس نور کا  
 بن گئی ہی تو جو اک جہل فرد رخ طور کا  
 اے امین گو ہر شیخ حبیبی ہیں  
 ہی تری آغوش میں مہربانیت کا نہیں  
 تیری رفعت کو بھلا پائے کہاں عرش بوی  
 جس قدر بھی نا ذکر زیبا ہی تجھ کو لے زمین  
 جلوہ گر تجھ میں ہی وہ شہید خدا کے نام کا  
 جو محافظ تھا مہر میں کشتی اسلام کا

\*(۷)\*

کوہ استقلال کو ہوتی بھلا جنبش کہاں  
 لاکھ ٹکرائی رہی آس کے موج استہاں  
 ہاں مگر دیا فلک جب لاسخ لرزہ جواں  
 لے چلا رن سے اٹھا کر کوئی پیر نیم جواں  
 چہرہ محروم پہ چڑھ آپا تھا رنگ انفعال  
 بیکی روتی تھا پر بیکی کا چہرہ تھا سب ل

# حجۃ علی بن القلاح

حضرت علامہ مولانا سید بسطام صاحب فاضل ہنوی

آج شہید ذی الحجہ شہید کا دن ہے تقریباً تیرہ سو سات برس پہلے ہی دن اور تاریخ مئی جب حضرت سید الشہداء نے احقاق حق و ابطال باطل کے لیے کمر سے لڑنے کا سفر اختیار فرمایا تھا۔

اس خیال کے آتے ہی میں اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھا اور یہ ارادہ کیا کہ مجھوں کا دن ہے شریک مجلس و ماتم ہونا چاہیے۔ اسی مشغلہ میں دن ختم ہوا۔ ناذ مغربین کے بعد قلعہ محمود آباد کی دیوہلوں میں شریک ہوا۔ پہلی مجلس جو مسجد میں مولانا شہید کو ہوتی ہے شریک ہو کر مولانا سید نجم الحسن صاحب فیض آبادی کے بیان سے محفوظ ہوا۔ اس مجلس کے بعد بارہ درمی میں مجلس ہوئی جس میں سید محمد محمود آبادی نے ذاکری فرمائی۔ یہاں سے کچھ ایسا متاثر ہوا کہ تقویٰ کر کے بلا لگا ہوں کے سامنے پھرنے لگی۔ سال گذشتہ آج کی رات حرم سید الشہداء میں تھا انہوں نے کہ اس وقت اتنی دور ہوں۔ شب صرفہ کے اعمال اور زیارات سے فارغ ہو کر ستر پر لیٹ گیا اور سوچنے لگا کہ سید الشہداء حسین بن علی علیہما السلام کی شہادت مغلی دنیا نے انسانیت کے لیے حیار حق و باطل ہے۔ شہید کر بلا ہی کی ایک ایسی ہستی ہے جو اختلاف دور و آخرات کے امتیاز کو مٹاتی ہے عصب اور افترقہ، ایشاد و راکہ، بربر و ظلم کا رسخ و الاہی قوی و دنیسی عصبیت کو ترک کر کے

اور اپنے ذاتی عقائد و رجحان سے کہ روکش ہو کر حسین کی مدد و ثنا کرنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے یوں تو ہر زمانے میں واقعات کر رہا اور حالات امام حسین میں کتابیں لکھی گئیں لیکن آج میں فقط نظر و زاویہ نگاہ سے دھمکے اور کر رہا ہے کہ موضوع پر کتابیں تالیف کی جا رہی ہیں اس سے قبل کبھی نہیں تالیف ہوئی۔ اساتذہ فن و مفکرین دانشمند کی بہترین تالیف و تصنیف زیرِ قلم سے آراستہ ہو کر جاری ہو گئے ہوں گے۔ ان کتابوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ فضا سے تعصب و بھل کا تاریک بادل دور ہو رہا ہے اور اب وہ وہ وقت آ گیا ہے کہ "عظمت حسین و منزلت آل محمد" کا آفتاب درخشاں دنیا کو نور و روشن کر دے۔

انہیں خیالات میں تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو گیا۔ عالم رو دیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ تاریکی شب دور ہو چلی ہے افق مشرق میں تابندگی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ اسی روشنی میں کچھ لوگوں کی صورتیں لگتا ہوں کہ سلسلے آری ہیں جن میں سے بعض کو پہچانتا ہوں اور بہن کو نہیں کہ دفعتاً آقاؐ شہاب پور مدینہ فوراً دانش بلگیر ہوئے اور کہنے لگے "وہ دیکھو۔ دانش مند بزرگ آقاؐ کی مہذابیں میری کمر لہرائی صاحب دائرۃ المعارف علوی (۲۴ جلدات) و مولف کتاب "مقتادہ ووق

دیکھ" موسوم بہ "منہر شجاعت" ایک مجھ کے ساتھ تشریف لے رہے ہیں، میں نے کہا "جی ہاں ان کے ہمراہ آقاؐ عبدالحسین الامینی النجفی اور آقاؐ عبد اللہ السبئی بھی ساتھ کتابوں کے نفاذ آ رہے ہیں یا ان سب حضرات سے میں واقف تھا ہی چاہا کہ بڑھ کر ہر ایک کی شایان شان پذیرائی و تعارف کر دوں لیکن آقاؐ شہاب پور نے ایسا کہنے سے مجھ کو باز رکھا اور کہا کہ ذرا اس طرف توجہ نہ کرو معروشاں کے اساتذہ و علما کا بھی ایک گروہ مع اپنے متبعین کے آ رہا ہے۔ اس گروہ کی قیادت الاشاذا علماتہ الشیخ عبد اللہ الاعلائی الحنفی اموی فرما رہے تھے جن کے سامنے ہر ایک بنائیت ادب سے اپنے سر کو جھکا دیتا تھا۔ یہ وہ عالم اہل و عتق اکمل ہے جو دین سے علم و تحقیق کو اپنے آثار و قلم کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ کبھی یہ

جلدات "سیرت علی" مینی

۱، تاریخ علی ایما

۲، تاریخ علی انصافی

۳، تاریخ علی فلسفی والادبی

کو پیش کرتے ہیں اور کبھی جملات سیرۃ الامۃ کی

طرف متوجہ کرتے ہیں اور کبھی بنائیت ہذا شہد و حیک

ساتھ جملات سیرۃ الحسن اسبط مینی

۱، سیرۃ الحسنی فی سیرۃ الذات اور اشتمہ من

حیۃ النبی



(۲) تاریخ الحسین، صفحہ ۷۷، نقلاً عنہ

(۳) ایام الحسین، عربی و قصص

کو دنیا کے سامنے پیش کر کے حیثیت کی شخصیت بلند  
کا قیام کرتے ہیں۔ علامہ عبد اللہ اعلمی

کے ہمراہ اس پر عیسائی اٹھارہ صاحب  
مقام بنی ہاشم و کتاب شہید کر با، الاماں  
جس انتقاد اٹھائی صاحب جعفریہ الامام و ابوالشہید

بھی ہیں یہ سب حضرات بہت بڑے آگے  
بڑے رہے تھے۔ میں نے چاہا کہ آگے بڑھ کر  
اسلامی کورڈوں اور ان کی تقریر سے مستفید

ہوں لیکن ہمارے دوست آقا شہاب پور کو  
خبر ہو کہ خاموشی کے ساتھ ایک جگہ پر کھڑا  
رہوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ترکہ بزرگ خلیفہ

کا ہاں پہنچے ہوئے نہایت ہی تانت و تار سے  
آ رہے ہیں۔ موصوف کے ہاتھ میں ایک کتاب  
کھلی تھی جو ترکی زبان میں تھی کتاب کے سرورق

پر عربی حروف سے لکھا ہوا تھا "تشریح و خاکہ  
در تاریخ آل محمد" تین صفحہ و مورخ شہیر قاسمی  
زنگہ زوری "ان کو دیکھ کر مجھ میں سے ایک شخص

نے بڑھ کر بلند آواز سے کہا دوستی علی الاطلاق  
تھی علی الاطلاق، جب لوگ ان کی طرف متوجہ  
ہوئے تو یہ کہنے لگے "آپ سب حضرات اسی

مقام پر رک جائیے آقا بیہوش بہت آندھی  
قاسمی زنگہ زوری آپ حضرات سے کچھ کہنا چاہتے  
ہیں: آقا شہاب پور خاموشی سے میرے کان  
میں کہنے لگے "یہ مادی کرنے والے نوجوان

ہمارے دوست آقا مرزا مہدی ادیب ہیں  
اب مجھے سمجھ کر ایک مقام پر جمع ہو گیا تھا اور قاسمی  
دنگہ زوری باوجود ضعف اور پیری کے بلند و بالا  
آواز سے تقریر فرما رہے تھے۔

"امیر آپ سب حضرات پر انجیل اور

روح شہید کہ تمام مسلمانوں پر اہلبیت عصمت و

جہارت کی نجات و مودت لازم و واجب ہے  
اہلبیت! چار کے سوا بیخ حیات و سیرت و اعمال  
کا جاننا بھی ہم سب مسلمانوں کا ایک اہم فریضہ ہے

لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے  
کہ اس وقت تک مسلمانوں نے اپنے اس فریضہ کا  
اساس نہیں کیا۔ کیا یہ حقیقت بھی ہے کہ علماء

اسلام کی غفلت و سستی پر بڑی بڑی ضخیم کتابیات  
و تصنیفات موجود ہیں لیکن خانان نبوت کے حالات  
پر کوئی مفصل کتاب نہیں لکھی گئی جس سے ان حضرات

کی زندگی کا جو کہ چارہ سارے سامنے آئے۔ بیشک  
"آل سامان"، "آل سلوک"، "آل یوم"  
"آل ہجرہ"، "آل عثمان" کے حالات و تواریخ

پر بڑی بڑی ضخیم تصانیف ہیں لیکن تواریخ  
آل محمد کے متعلق آج تک کوئی کتاب سا شان  
نہیں لکھی گئی۔ کیا یہ امر حادث افسوس نہیں ہے

(مجھے بیشک بیشک، علماء اسلام نے کسی مضمون  
پر اتنی محنت نہیں کی جس قدر تاریخ و احوال و  
تراجم و حال پر لکھے۔ ابن خلکان، ابن خلدون

ابن ابی شامہ، ابن جریر، ابن جوزی، ابن حجر  
مسعودی وغیرہم کے کارنامے موجود ہیں۔ ان  
کی کتابیں سیرے دعویٰ کو ثابت کرتی ہیں۔ ابن

مساکر نے اسی عہدات میں تاریخ دمشق لکھی،  
طییب فہرست کی تاریخ مسد اپنے ذیل کے (۲۷)  
جلدوں میں تین جلدوں۔ اسلافہ اور مستحقاب

وغیر ذلک کی کسی کتاب میں حالات اصحاب میں  
موجود ہیں بقات و رحال پر بکثرت کتابیں ہیں  
لیکن مقام شرم ہے کہ تاریخ آل محمد و سرگزشت

ابن بیت کی طرف کوئی متوجہ نہ ہوا۔ قاسمی ابو بکر  
(شاگرد ابو حنیفہ) کے حالات معلوم کرنے کی  
فکر تو ہم مسلمانوں کو خدیوہ پرانی لیکن امام موسیٰ کاظم

علیہ السلام کی طرف مطلق توجہ نہ کی گئی اور ان  
شرم شرم، قصب کی عینک اتار کر وحدت کی  
نگاہوں سے دیکھتے کہ جو کچھ صحابہ رضی کر رہا ہوں

وہ بالکل صحیح و درست ہے۔ کتب تاریخ میرے  
دعا کو ثابت کر رہا ہیں کسی قدر مقام افسوس ہے  
کہ مشہور مورخ طبری جن ہم واقعات و تاریخ

حقائق کو نظر انداز کر لکھے وہ شلالہ نبوت سے  
متعلق ہیں لیکن پیروہ و خرافات امور کو اپنی تاریخ  
میں جگہ دیتا ہے۔ کیا نہیں دیکھا کہ وہ نمرود کو گناہ

پر سوار کر کے آسمان پر اڑاتا ہے اور عیون بن  
قوق کے سر کو بادلوں سے ٹکراتا ہے۔ افسوس  
تو اس پر ہے کہ صرف مورخین ہی نے نہیں

یہ غفلت برقی بلکہ محدثین و فقہاء نے بھی یہ غلط  
طریقہ اختیار کیا۔ معلوم شریہ پر صد ہا کتابیں لکھی  
گئیں لاکھوں حدیثیں منط و موثبات اخبار و احادیث

میں کوئی خبر و حدیث ان آئمہ اطہار سے نہیں روایت  
کی گئی، امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد  
جوئے کتب فقہ میں ہزاروں جگہ ابویوسف،

محمد بن حسن شیبانی وغیرہ کے نام پر ایہ آتھیں  
لیکن امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا  
علیہم السلام کا ایک جگہ بھی نام نالی نہ ملے گا کیا یہ

حضرات خاندان نبوت سے نہ تھے (مجھ بیشک یہی  
ہیں آل محمد ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے)  
بیچ بخاری میں نو ہزار صحیح مسلم میں گیارہ ہزار

حدیثیں ہیں جن کی صحت کا مجھے اقرا ہے لیکن  
ان احادیث میں ایک حدیث بھی آئمہ اطہار سے  
مروری نہیں ہے۔ کیا ان روایات کے سلسلہ

استاد مجھ باقر، صادق، کاظم، رضا کے مقدس  
ناموں کا نہ آنا افسوس کے قابل نہیں ہے (مصری  
حضرات کی آوازیں، ولیمیا) قاسمی دنگہ زندہ

مجھے حضرات قاسمی دنگہ زندہ ہوا

”آجے اس اہم ہونے پر ذرا کچھ روشن  
ہو سے نظر کریں!

”یہ امر بالکل واضح اور محقق ہے کہ  
صدر اسلام میں جب کہ خلافت اپنے حال طبعی و  
بھراے اصلی سے منحرف ہوئی اسی وقت سے آل  
محمد کے حقوق پامال و برباد ہونے لگے خلفاء  
کا دور کچھ زیادہ دنوں تک نہیں رہا حالات  
بد سے بدتر ہو گئے جس کے نتیجہ میں حکومت  
ظالمانہ و سلطنت غاصبانہ بنی امیہ وجود میں  
آئی۔ وہ لوگ جن کی دیانت و بصیرت خودی نہ تھی  
معاویہ کے گرد جمع ہو گئے۔ حقائق پر کمرہ فریب  
جبر و تشدد و ظلم و جور کے ذریعہ بد دے ڈال  
دیے گئے۔ نور و ظلمت اختیار ہوا بلکہ دریا  
ایتیانہ رہا۔ تلخیص و تلیس کی گرم نازاری ہوئی  
زیادہ انفس تو اس پر ہے کہ وہ اصحاب جو  
ناظر حقائق تھے انھوں نے دیدہ دانستہ حق کو  
چھپایا ہی نہیں۔ بلکہ وہ بدعت و باطل کے  
پیروی کرنے والے ہو گئے۔ ذرا کچھ اور واضح  
کروں دیکھئے مشہور صحابی ابو بکر صدیق جو حضرت  
رسالت پناہ کے دربار کے حاضر و حاضر تھے جن  
نے اکھفرت کی لاکھوں احادیث کو روایا سے کیا  
وہی بزرگ معاویہ کے شاہی دسترخوان کے  
ریزہ خوار ہو جاتے ہیں اور حق کے ساتھ یہ  
کہتے ہیں۔

الصلاة خلف علي اتم و بباط معاوية ادم  
ناز تو صدر علی کے پیچھے تمام و کمال کو پہنچتی  
ہے لیکن معاویہ کا دسترخوان زیادہ رنگین ہے۔  
ابو ہریرہ جو یہ اقرار کرتے ہیں کہ ناز علی  
کے پیچھے بہتر ہے وہ معاویہ کے الوان نعمت  
سے ایسا جتلائے فریب ہوئے کہ خدا پرستی کو  
چھوڑ کر شک پرستی اختیار کر کے معاویہ کا مین و

مدگار بن جانا ہے، جس زمانے میں معاویہ  
نے یہ چاہا کہ مسلمانوں سے اپنے بیٹے زید کی  
بیت لے اہل مدینہ نے اظہارِ ناخوشی کیا۔  
معاویہ نے اہل مدینہ کے پورا شجرہ  
میں مشہور ظالم و خونخوار، دشمنِ دین و ایمان  
بشر بن اوطا کو ان پر مسلط کر دیا جس نے  
تین دن تک مدینہ میں قتل و غارتگری کا بازار  
گرم کر رکھا اور سات سو اصحاب و مول کو  
قتل کیا مثنیٰ سوسلمان و عورتیں معید کی گئیں۔ اس  
زمانہ میں ابو ہریرہ بشر بن اوطا کا مین و  
مدگار رہا۔ مدینہ کو تاراج کرنے کے بعد  
جب بشر مین گیا تو اس نے اپنے رفیق کار ابو بکر  
کو اپنا قائم مقام و حاکم مقرر کیا۔ ملاحظہ فرمایا  
کس قدر رشتہ و ناث ہے۔

”منیرہ بن شیبہ جو مشہور و معروف صحابی  
پسینہ اس کے اعمال بد کردار و زشت سے  
دنیا سے اسلام اچھی طرح واقف ہے۔ اس نے  
خلافت دوم کے زمانے میں جب کہ وہ دربار  
خلافت سے دھوکا دہا لی تھا اہم جہیں عاسری  
کے ساتھ ازسکاب زنایا تھا، جو معاویہ کا  
خوشنودی کے پیلے بر سر منبر آل رسول و سرغن  
ولایت پر سب و شتم کیا کرتا تھا۔

”میں ان مثالوں کو پیش کر کے واقعہ  
نگاری نہیں کر رہا ہوں بلکہ ان مثالوں سے  
مقصود یہ ہے کہ ایسے زمانے میں فضائل آل  
محمد کا بیان کرنا اور ان کے حالاتِ اخبار کا  
محفوظ کرنا بہت مشکل کام تھا۔ بنی امیہ کے  
زمانہ حکومت میں حق و حقیقت کے آثار مٹ  
گئے تھے۔ اہل حق کے حالات پر دلائل مکرر  
قرب میں پیدا دیے گئے تھے۔ اہل خزانہ  
کا ارشاد ہو ”واعتقاد اهل السنة

تذکرۃ صحیحہ اصحابہ و الشہادہ علیہم بہت  
کا اعتقاد تمام صحابہ کو پاک سمجھا رہا ان کی مدت  
شنا کرنا ہے انفس حجتہ الاسلام خزانہ نے  
اپنے افادہ تذکرہ صحابہ، کی طرف انتفا ت نہیں  
فرمایا۔ لاکھوں انسان صحابیت کے لباس  
فاخرہ کو زیب تن کئے ہوئے ہیں۔ فقط تجس  
صحابہ کا اختراع ہے کہ ان سب کو ہم پاک و  
پاکیزہ یا دوسرے افادہ میں معصوم سمجھیں۔  
مدینہ میں حجتہ الاسلام سے دریافت کر سکتا  
ہوں کہ ”حذیب“ جو ہاجرین و صحابہ اولین  
سے تھا اس کے متعلق کیا فرماتے ہیں وہ حذیب  
جو مشرکین و کفار کا مدینہ میں ماسوس تھا۔ جس  
نے رسول اللہ کے ارادہ فتح مکہ کی خبر کفار کے  
کو دی تھی۔ حذیب بن زہیر باد جودیکہ  
اصحاب بدر سے تھا لیکن حذیب ہر دین میں  
خوار ہوا۔ مرتب ہی نہیں بلکہ کئی ہزار صحابی  
فرقہ خوارج میں شامل تھے یہ وہ لوگ ہیں جو  
باترار امام خزانہ دین اسلام سے خارج ہیں۔  
میں خود جماعت اہل سنت سے ہوں میں اس  
قسم کے عقائد سے اہل سنت و جماعت کو بری  
سمجھتا ہوں میں ہر اس شخص سے جو سنت و  
طریقہ رسول کا مخالف ہے خواہ وہ صحابی ہو  
یا غیر صحابی بیزار ہوں

آزاد کہ دوستی علی نسبت کا فرات  
گوزارہ زیادہ و گویا راہِ با ش  
(منج سے آدازیں بلند ہوتی ہیں و لیما افادہ  
زنگہ زوری قاضی زنگہ زوری زندہ باد)  
”یہ صحیح ہے کہ حضرت رسول خدا نے اہل  
فرمایا ہے ”لا تستبوا صحابی، ہا سہ اھا  
پر ”سب“ مت کر۔ لیکن افادہ اعمالی  
خشیع کی تنقید کرنا ”سب“ (گالی) نہیں ہے

صورتِ اجماع پر سب سے پہلے کرنا نہیں بلکہ کچھ پر بھی نہ سب سے پہلے کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر متقدم اعمال کو سب سے پہلے سمجھا جائے تو کسی شخص کے اعمالِ قبیلہ کو معرضِ بحث میں لانا نکتہ چینی کرتا جائز نہ ہوگا۔ اس قسم کا عقیدہ سراسر لغو ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ہر شخص کے افعال بغیر کسی امتیاز کے قابلِ تحسین و قبیح ہیں۔ البتہ ہر یہ اور ان کے امثال صحابی ہونے کی حیثیت سے قابلِ رحمت، لیکن معاویہ و مردان کے افعال کا اور بھروسہ اس طوطا کے رفیق کار ہونے کی وجہ سے ہم مزدور نفرت کریں گے میں اس غلط نظریہ دخلائے بزرگانِ گرفتارِ حاکم کی بناء پر چشم پوشی نہ کروں گا۔ چاہے تمام علی و تاریخ سے چشم پوشی کریں (جمعہ بالکل صحیح بالکل صحیح) مگر کیوں کی جزا ملنی چاہئے تو اعمال یہ کی سزا بھی ٹھیک پڑے گی۔ علامہ عمر النبی اپنے عقائد النبی میں معاویہ و غیرہم کے افعال کو اجتہاد پر محمول کر کے ان کو مستحقِ ثواب قرار دیتے ہیں کوئی پوچھے کہ حق وہی بن نہ میر کے اعلیٰ و افعال کو اجتہاد پر کیوں نہیں محمول خلیفہ املا کیا جواب دیا جائے گا؟ اصل یہ ہے کہ حق وہی اپنے مقاصد میں ناکامیاب رہا اس لیے بڑا ہے۔ ”میرے کو مارے شاہ دار“ معاویہ اور اس کے ساتھی کامیاب رہے اس لیے وہ اچھے اور درود و فائز کا مستحق ہے۔ اعمال و کردار دونوں کے کیا ہیں۔ سچ ہے نبی امیر کا اقتدار ان کے اعمال پر کامیاب ہو رہا ہے۔

”ابو سلم خراسانی نے یقیناً ایک انقلاب پیدا کیا اور بنی امیہ کا در حکومت مزدور ختم

ہو رہا بنی عباس کی حکومت قائم ہوئی آل محمد کو ان کا حق نہ مل سکا آل محمد جس طرح بنی امیہ کے ہمدظم میں مقتول و مجسوم اور آوارہ وطن در بدر رہے اس طرح ہمدانیک بنی عباس میں بھی مجسوم و مقتول اور عقیدہ و شہر بدر رہے۔ دراصل یہ ہمدان بھی آل محمد کی تباہی کا زمانہ تھا۔ اس زمانے میں کوئی آل محمد کی خبر کیا لینا نام لینے کی توجہات ذہنی ایسے علماء و مجتہدین و محدثین جو آل محمد کی طرف نسبت رکھتے تھے ان کو لوگوں نے جوڑا اور اپنے پسندیدہ لوگوں کو منہ علم و اجتہاد پر بٹھایا۔ باقر کاظم، ربیع آل محمد کے ساتھ غدر و ظلم کیا گیا۔ اولادِ طاغوت کو یہ الزام دے کر کہ یہ مدعیِ خلافت و حکومت ہیں فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ آل محمد کے حالات کو بنظر غور دیکھتے تو صدمہ ہو گا کہ ان ذواتِ مقدسہ کو یا تو مجسوم دکھایا گیا۔ یا مرنے لگے۔ درحکومت بنی عباس بھی آل محمد کے لیے مساعد و موافق نہیں ہوا۔ اس زمانے میں کون جتنا جو ان حضرات کی سیرت و حالات کی طرف متوجہ ہوتا۔

”ساتویں صدی ہجری میں چنگیز خاں کے حملہ کے بعد دنیا کے اسلام میں طوائف الملوک کا کھود و سدورہ ہوا۔ اگرچہ ہمدان زیادہ دنوں تک نہیں رہا لیکن یہ قلیل زمانہ فکر آزاد کے لیے ضرور مساعد ہوا۔ اس زمانے میں جو علماء پیدا ہوئے وہ نسبتاً متقدمین سے بہتر تھے۔ تحقیق و تدقیق سے نزدیک تھے وہ اندھی تقلید نہیں کرتے تھے اس زمانے کے سلاطین بھی مثل سلطان حسین بایقرا کے نسبتاً حق و حقیقت کے طرفدار تھے۔ منجملہ دیگر علماء کے جن کی نشو و نما اس بادشاہ کے عہد میں ہوئی محمد بن خاوند شاہ، مولانا ابوالفضل ہے۔ وہ روضۃ النفا میں کے انداز پر

”صنۃ الاحباب“ تالیف ہوئی۔ لیکن اس دور نے ختم ہونے کے بعد اگلے حالات پر لپٹا کئے۔ پہلی سیاست دوبارہ رونما ہوئی، تقصیب بجا کا دور دورہ ہوا اور حق و حقیقت کو کھمچ پر دھخائیں رکھا گیا۔ ان دولتِ عالیہ خانیہ کی تاسیس ہونے کے بعد ظاہری کا ظلمت بھی سلطان سلیم اول نے زبیر تن کیا۔ سلطان نے اتحادِ ممالک اسلامیہ کے پردہ میں بڑی جنگیں کیں۔ اس اتحاد کے لیے اس نے وہی قہر و غلبہ اور جو تشدد کے نامناسب طریقہ کو اختیار کیا۔ ہمارے فاتح اعظم کے مقابلہ میں حوریت آباد شاہ مملکت صوری تھا۔ یہ دونوں جہانگیری کی آرزو رکھتے تھے۔ ان میں سے ہر ایک نے نفوذِ حکومت و وسعتِ سلطنت و مملکت کے لیے میدان کارزار گرم کیا۔ سیفِ قلم سے بھی کام لیا گیا۔ اپنے اپنے مقاصد و مرام کے لیے کتنی کھوئی گئیں۔ اختلافِ امت کی حد نہ رہی۔ آہ کس قدر سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید بنا کر پیش کیا گیا کس قدر دروغ و افتراء سے کام لیا گیا۔ علماء نے اپنے وجدان و بصیرت کو سیاستِ سلاطین کے نذر کر دیا ہزار کتبِ مجاہدہ تائیدِ دین کے نام سے تالیف ہوئیں جو ہم تک بطور میراث کے پہنچیں۔ ان سین و سان کے زخم مندمل ہو گئے لیکن جراثیم قلم سے ابھی تک خون چمک رہا ہے۔ واقعہً بظاہر بھی کتابِ تالیف ہونے کا ظاہر مولف نے کر بلا کے ساتھ دوسروں کی ناشائستگی ہے لیکن ذکرِ معاصرت کے پردے میں یہ زہرِ پلید اور اس کے تابعینِ عنید کی طرہِ فداکاری کی گئی ہے۔ وہ کھتا ہے کہ فدا کے قیامت حضرت فاطمہ زہرا عرشدہ عنہ ہیں اپنے فرزند کے پیرا بن خون آلود کو انہوں نے لے کر

تشریف لائیں گی اور اپنے چہرہ بزرگی و حضرت رسالتؐ سے فریاد کریں گی۔ حضرت رسول اکرمؐ ارشاد فرمائیں گے، اسے دختر آگ کا دن روز شکایت نہیں ہے، یوم شفاعت ہے، ہاری امت کے تمام گناہگار تمہارے فرزند کی شہادت کے عوض داخل بہشت ہوں گے، ملاحظہ فرمایا کہ مولف اسی ضمن میں یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دے کہ یہ روزِ شرف و عمر سعد و ابن زیاد کے لیے بھی ساقیِ عفو و بخشش فراہم ہے، ہم ان کو کیوں دوزخی سمجھیں۔ حالانکہ امتِ محمدیہ کے یہ وہ ملامت ہیں جن کے لیے امکانِ عفو و بخشش نہیں نہ صرف یہ لوگ، بلکہ وہ لوگ جو شہادتِ حسینؑ پر مسرور ہوئے ان کے لیے بھی بہشت کے لیے آتشِ جہنم ہے۔ فرزند کسی زمانے میں بھی تاریخِ آلِ محمدؐ کا جوئے نہیں کھلی گئی۔ اگر کوئی تابع اس موضوع پر موجود بھی ہو تو وہ صابِ دینیت کے ساتھ توبہ کر لی گئی ہے۔ ہر دور میں تاریخِ آلِ محمدؐ کو اخراج و تعصب کے پردے میں چھپایا گیا، اسلام کی کتابوں کو اخلاف کی رہبری کا سبب ہونا چاہیے، ایسی گت میں جو اخلاف کو دورِ تاریکی میں مبتلا کر دیں اور بکھڑ و مبہم کے لیے نئے عنوان پیدا کریں کس کا کی ہیں۔ چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر ذرا گہری نظر ڈالوں۔ ملاحظہ فرمائیے کہ اسلام میں تاسیس دولت و حکومت کے سلسلہ میں جو سیاست کارفرما تھی اس سے کتنا عظیم نقصان پہنچا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

”عبد الملک بن مروان کے عہد میں جب عبدالعزیز بن زبیر نے مکہ معظمہ پر قبضہ کر کے ادعائے خلافت کیا ہے اس وقت عبد الملک بن مروان نے بیتِ اللہؐ کی مرکزیت کو ختم کرنے کے لیے دمشق میں ایک گھر بنا دیا اور اس کو کعبہ

مصنوعی کی زیارت و حج کے لیے تمام لوگوں کو حکم دیا۔ دیکھا آپ نے خلیفہ وقت نے کتنی بڑی جبارت کی۔ کعبہ مقدسہ کو جو ارکانِ اربعہ اسلام سے ہے اس کو بھی تبدیل کیا جا رہا ہے۔

”یہ اموی حکومت کا کارنامہ ہے۔ اب عباسی حکومت کا اقدام ملاحظہ ہو۔ جس وقت ابیہ نے منصور عباسی کی خلافت کو نہیں قبول کیا بلکہ خاندانِ نبوتؐ کے ایک محترم بزرگ محمد بن عبداللہ سے بیعت کی، اس موقع پر منصور ایک طرف تو جناب محمد بن عبداللہ سے مصروف جنگ تھا اور دوسری طرف رومہؐ رسول خداؐ و کعبہ مقدسہ سے مسلمانوں کو منحرف کرنے کے لیے ہندو میں ایک عادتِ تہذیبیہ نغزائے نام سے نمبر کرائی اور لوگوں کو کھائے کپہ کے اس ریتِ ملعونہ کے طواف کا حکم دیا۔

یہ ہے بیتِ اللہؐ کی چنگِ حرمت! اب دیکھیے کہ خلفاءِ عباسی عباس آلِ محمدؐ کی ہے احترازی میں کس قدر کوتاہی رہتے تھے۔ حد ہے کہ شہزادہ کا جنازہ و انعام آلِ محمدؐ کی بچو کر پھر دیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ابان بن عبد الحمید نامی شامی بکچی برکی و نہیر اردن و شہید کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا کہ وہ وزیر کے توسط سے دربارِ خلافت تک پہنچیں گے۔ یہی برکی نے شام سے کہا کہ خلیفہ کے دربار میں رسائی اس شرط سے ہو سکتی ہے کہ تم علیؑ اور اہلِ باطن علیؑ کی بچو کرو پہلے تو شاعر نے کچھ مذر کیا جب مذر قبول نہ ہوا تو اس لمون شاعر نے اہلِ بیتِ رعاتؑ کی تحویلیں ایک نظم لکھ کر خلیفہ کی خدمت میں پیش کی جن کے صلہ میں شاعر کو تقرب کا درجہ ملا اور خلیفہ کے بعد صحن میں سے ہو گیا۔ کون تھا جو آلِ محمدؐ کی منزلت کو ظاہر کرتا ان کے حالات

دنیا کے سامنے پیش کرتا۔ تم نے یعقوب بن سہیت مشہور عالمِ ادب کا نام ضرور سنا ہوگا۔ یہ عالم ایک مرتبہ خلیفہ متوکل کے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ پسر ابنِ خلیفہ ”المعتد“ اور ”المعتز“ وہیں آگئے۔ خلیفہ نے باتوں ہی باتوں میں پوچھا کیوں یعقوب یہ دونوں میرے پسر اشرف ہیں یا فرزندِ علیؑ ”حسن و حسین“؟ یعقوب نے جرات سے جواب دیا۔ خدا کی قسم اہلیت کا خاتمِ تہذیب سے اور تہذیب سے اشرف و افضل ہے۔ یہ سن کر متوکل غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ ابھی نہ رآ یعقوب کی گڈوسی سے زبان کھینچ لی جاوے خلیفہ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور یعقوب شہید ہو گئے۔ ملاحظہ کیا کیا تارکِ زمانہ تھا۔ کون تھا جو آلِ محمدؐ کے حالات و سیرت کو ظاہر کرتا شمسِ حقیقت تارکِ بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ یہی وہ متوکل ہے جس کو وہ خطوں نے بھی افسوس کے عقب سے یاد کیا ہے۔ یہ سنت کا زندہ کرنے والا تھا جس نے میلہ شہداء و اہلِ ایمان حسینؑ کی قبر مسلم کا نشانہ شاد دینا چاہا تھا۔

کون حسینؑ؟ (مجھے ایک ساتھ چلا کر کہتا ہے ہمارے نبی کا فاسد، ہم کو ساحلِ بنی تہک پہنچا نہ والا)

”اس لیے ہے کہ چشمِ روزگار نے علیؑ لیا باپِ فاطمہؑ ایسی ماں اور حسینؑ ایسے فرزند کو نہیں دیکھا سلام اللہ علیہم اجمعین۔

موتِ سلمان ہی نہیں بلکہ علومِ افرادِ فہم میں سے کون ہے جس نے حسینؑ کا نام نہ لیا؟ کیا پیارا نام ہے۔ دنیا کے گوتے گوتے میں کس محبت سے یہ نام پیا جاتا ہے تمام کفر و زین پر تمدن و دنیا نام حسینؑ کس احترام سے لیتا ہے۔ یہودی نصرانی اور دوسرے مذہب و ملت کے

بہ حضرت و محبت نہ ہونے کا درجہ ہے یہ اختلاف و افتراق صرف اسی صورت سے ہو سکتا ہے کہ مرکز اتحاد ہم سب جمع ہو۔ یہ مرکز اتحاد عزائے حسینؑ میں انشراکِ علیؑ ہے آؤ ہم سب مل کر حسینؑ کا ماتم کریں تاکہ تفرقہ و اختلاف مٹ جائے اور ہم میں اتحاد و اتفاق پیدا ہو۔

”بے شمار اعمال و احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ معائبِ اہلبیتؑ میں اندوہ ناک و مزاوار رہنا واجب ہے مثلاً کہ سابعیہؑ اخفی جو بزرگوارِ تابعین میں سے تھے اور امام ابو حنیفہؒ کے محترم استاد بھی تھے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز امیر المومنین علیؑ علیہ السلام کے حضور میں امام حیثیؑ تشریف لائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ یا محمد بن عقیل! بعدی و تنکی علیک السلام والارض اے فرزند تم من قریب شہید کیے جاؤ گے اور زمین آسمان تم پر گریہ کریں گے۔ اس حدیث سے ہمارا مدعا ثابت ہے۔

”کوئی شک نہیں کہ امام حسینؑ نے کفرِ نبوی سے اسلام کو بچانے کے لیے اہل کوفہ کی دعوت کو قبول فرمایا اور اپنے مستند چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو خود روانہ ہونے سے پہلے کوفہ روانہ کیا اور اس کے بعد آنحضرتؐ بھی مائے اہل و عیال عزیز و اقارب، دوست و احباب، عازم کوفہ ہوئے۔ جناب مسلمؑ کے کوفہ پہنچنے پر تمام اہل کوفہ نے مسلم بن عقیلؑ کی اطاعت قبول کی۔ یزید نے جبید اللہ بن زیادؑ کو اہل کوفہ کے قتل کا حکم فرمایا دے کر کوفہ کا اختیار والی مقرر کیا۔ وہ کوفہ آیا اہل کوفہ نے ابن زیادؑ کے پہنچنے پر حضرت مسلمؑ کے ساتھ بیوفائی و غداری کی۔ آپ کو بے ظلم و ستم شہید کیا اور آپ کی نشپاک کو دار پر لٹکا دیا۔ (واقعاتِ زندگِ نبویؐ میں یہاں تک پہنچے تھے کہ ان کو

ساجدِ اعظم سیدان میں آگیا۔ یہ نفوس کا مختصر جماعت کے ساتھ چالیس ہزار لشکر کا مقابلہ کیا۔ حضرت سید الشہداءؑ نے ہر قسم کی قربانی پیش کی، حمان و مال، اہل و عیال، اصحاب و اقارب، برابر و اولاد ابھی کو قوت داکیا۔ بظاہر خود فنا ہو گئے لیکن نور ایمان و روحِ قرآن کو بقا و دوام بخشا ایسے محسنِ اعظم کی تعظیم و احترام و غمِ دالم نہ صرف عالم اسلام بلکہ تمام عالمِ انسانیت کا فریضہ ہے۔ ان یہ جلیل المرتبہ حسینؑ اعظمؑ وہ ہے جس کا جد بزرگوار تنہا عرب و قریش کی ہدایت کے لیے نہیں مامور تھا بلکہ اس نے انبیاء حق و انہارِ حقانیت تام دنیا کے لیے کیا اور جس نے امرِ حایت کے انجام دینے میں طاری سے ہر قسم کے معائب کو برداشت کیا۔

”یہ حسینؑ خدا کا بزرگ علیؑ ایسے بڑے مرد و سہان کا بیٹا ہے جس نے عمر و بن مہرود کا تنہا مقابلہ کیا جس کے سامنے جاتے ہوئے ہزار باصحابہ ڈرتے تھے۔ علیؑ کو ذرا بھی خون و ہراس نہ ہوا۔ ذاتِ حسینؑ میں غیرتِ احمدی و صولتِ حیدریؑ نے جلوہ کیا تھا اسی لیے تو اساس اسلام کو مستحکم کرنے میں ایسا بے نظیر اہتمام کیا۔ عمومِ ملتِ اسلامی کے مفاد کے لیے حسینؑ نے تمام معائب برداشت کیے۔ اس لیے حسینؑ کا ماتم تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ حضرت کا روزِ ولادت ہر ایک کے لیے روزِ عید ہے اور یوم شہادتِ یوم غم ہے چاہے کہ حسینؑ کا غم قومی حیثیت سے تمام عالم اسلام میں مٹا جائے۔

”ہر امرِ باطلِ مصلحت سے ہے کہ مسلمانوں کے تفرقہ و فتنائی کا اصلی سبب اہلبیتؑ ظاہرین کی توہین و تمغیر و ان کی منزلت کو گھٹانے، اور ان

لوگ اس محترم نام کی عزت کرتے ہیں۔ یو۔ پ۔ ایشیا، افریقہ، امریکا، ہر براعظم کے حاجانِ کمال نے آلِ محمدؑ کے اس مجاہدِ اعظمؑ کے کارناموں اور بے مثال قربانی پر کتا میں لکھی ہیں۔ بیٹک اسم مبارکِ حسینؑ چار د انگ عالم میں مشہور ہے اور جو حالِ گزرتا ہے اس نام مقدس کو اور زیادہ پائیدار حاصل ہوتا ہے۔ عالم اسلام جو چالیس کروڑ افراد پر مشتمل ہے وہ روزِ عاشورؑ انہارِ غم و الم کرلے گا کوئی ہو، غم بہم ملت، نسل و خاندانِ عالم و مہاجر، شہری و دیہاتی، مکتدہ نہیں ہر ایک حسینؑ کا غم مناسبت ہے۔ ”نوحہ دامت“ کر کے ”واحیدنا“ کی صدا بلند کرتا ہے۔ نصفِ صدی قبل ہم اہل سنت و جماعت مراد اہلِ حسینؑ میں شاملی کرتے تھے امتدادِ زمانہ نے ہمارے نقیب کو ہم سے دور کر دیا ہے۔ اب اہلسنت و جماعت بھی حضراتِ شیعہ کے ساتھ شریکِ عزائے حسینؑ ہوتے ہیں (قاضی زنگہ زوری اپنے مالک کے متعلق یہ فرما رہے ہیں) ہمارے نقطہ نظر سے تمام افرادِ اسلامی کا ماتم حسینؑ میں شریک ہونا واجب و لازم ہے اس کے اثبات کے لیے دلائلِ عقل و نقل موجود ہیں۔

”پیغمبر اسلامؐ نے ۲۳ سال میں جس زحمت و مشقت سے امرِ ہدایت کو انجام دیا اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ حمایتِ حق میں معائب و آلام برداشت کے سرکشانِ عرب سے جہاد فرمایا اور کلامِ اسلام کی نشر و اشاعت فرمائی۔ بالآخر قرآن و سنت کو مسلمانوں کا دستورِ اعلیٰ قرار دے دینا سے ارتحال فرمایا۔ ”نورِ با شمی“ کے بجائے ضلالتِ امویؑ نے جگہ لی ”علمِ محمدیؐ“ سے ”ہولِ نبویؐ“ نے مقابلہ کیا، اساسِ دینِ پامال ہوئے۔ ہمارے متروک اور نواہی کا رد و اح ہوا، ان حالات میں خدا کا برکت، یادگارِ غیرتِ محمدیؐ، ”د حسینؑ“

مگر یہ گلوگیر جو ادب سے اختیار ہو کر رونے لگے یہاں تک کہ روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔  
 آقائی شہاب پور نے مجھ کو مجبور کیا کہ مجھ پر نشان نہ ہو اس لیے سلسلہ تقریر کو منقطع نہ ہونے دو۔  
 اودم حضرت مسلم کے حالات کو بیان کر دہم قاضی صاحب کو ہوش میں لا کر تقریر کو تمام کراتے ہیں۔ میں نے ذرا سی خاموشی کے بعد یوں اپنی تقریر کو قاضی صاحب کی تقریر سے مربوط کر دیا۔  
 ”جناب مسلم بن عقیل جن خصوصیات کے حامل تھے نبی اکرمؐ میں دیا کوئی دوسرا نہ تھا۔ علاوہ اس کے کہ آپ بارگاہِ امامت سے ”نقیضی علیہا“ کی سند حاصل کر چکے تھے آپ تیسری مملکت و امور سیاست کا بجز یہ بھی رکھتے تھے۔ اس وقت کے مسلمانوں کی نگاہوں سے جناب مسلم کی خدمات اسلامی پوشیدہ نہ تھے سب جانتے تھے کہ وہ بجاہ اور مرد میدانِ دغا ہے جس کی کوششوں سے براعظمِ افریقہ کا وہ خط جو قدیمی جغرافیہ میں ”البحینا“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جو دریائے نیل کے مغربی سرے ”میدانِ ادفی“ میں واقع ہے اسلامی فتوحات میں داخل ہوا اور جہاں حضرت مسلم نے مرمر تک بحیثیت گورنر کے حکومت فرمائی (فتوحِ ابھنا محمد بن محمد المزملی ص ۱۲)۔ طبعی بیٹی، امام حسینؑ نے ایک شجاع فاتح اور مدبر کو اپنا نائب بنا کر کوثرِ روانہ کیا تھا۔ ان خصوصیات کے ساتھ حضرت مسلم احکامِ شریعت کی رعایت انتہائی فرماتے تھے۔ حضرت مسلم نے اپنے کردار سے ثابت کر دیا کہ امتِ محمدیہ اور شریعتِ اسلام کا محافظانِ رسالت ہی ہو سکتا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے دو مثالیں کافی ہیں۔

” (۱) جب کوفہ نے جنابِ مسلم سے غداری کی امداد آپ اپنی بنی مروہ کے مکان میں مسطور تھے

شریک بن امیہ بھی اپنی گئی پہلی مہم تھے شریک بیار ہوئے۔ ابن زیاد کو جب معلوم ہوا تو کبلا بھیجا کہ میں شریک کی عیادت کے لیے شام کو آؤں گا۔ شریک نے جنابِ مسلم سے کہا انا شام کو یہ مردود میری عیادت کے لیے رہا ہے جب وہ آکر بیٹھے تو آپ نکل کر اس کو قتل کر دیجئے شریک نے قتل کر کے کے لیے بار بار تاکید کی اور کہا کہ کامیابی کا اس سے زیادہ ہر شے سے نہیں مل سکتا۔ شام کو ابن زیاد آیا لیکن آپ اس کو قتل کرنے کے لیے حجرے سے اتر نہ سکے۔ شریک یحییٰ بن ہریرہ شہر بڑھنے لگا۔

ما تظفون بلسلی ان تجبوا حنا

اسقونی حنا و احکات بھا نفسی  
 ”میں سلسلی کو سلام کرنے میں اب تمہیں کیا انتظار ہے مجھے میرا پر کو چاہے میری جان بھی کیوں نہ جائے“ شریک بار بار شہر کو دہرا رہے تھے ابن زیاد اس کے سوا اور کچھ نہ سمجھا کہ یہ ہزاروں تک رہے ہیں جب ابن زیاد چلا گیا اور جنابِ مسلم باہر تشریف لائے تو شریک نے کہا آپ نے کیوں نہ قتل کیا ایسا موقع کہیں ملتا ہے۔ آپ نے فرمایا ”ہم کو دھوکا اور فریب دینے کی تعلیم نہیں دی گئی ہے۔ مہارے جد حضرت محمد مصطفیٰؐ نے ارشاد فرمایا ہے ”ان الایمان قیلہ لافعلہ“ دھوکے سے قتل کرنے کو ایمان مانے سے سونہرے ہوتے ہیں۔

(۲) کوفہ کی گلیوں میں جنابِ مسلم دشمن کی فوج کا مقابلہ نہایت جرات و بہادری سے فرما رہے ہیں۔ ہزدل دشمن چاروں طرف سے گھیر کر تلواروں اور نیزوں سے حملہ کر رہے ہیں یہی نہیں بلکہ بہت سے دشمن مکانوں کی چھت پر چڑھ کر آپ پر پتھر اور دھتورتی پھینک رہے ہیں

برسار ہے یہاں آپ زخموں سے چور چور ہونے لگے تھے۔ بے ہوش بن بھی تمہارے زخمی ہو چکے تھے۔ اور وہ ان مبارک لٹے گئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ برابر شہر زنی فرما رہے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔

”اذا مات ائکنا ہا و غوا“۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ جھوٹ بولیں گے یا مجھے دھوکا دیں گے۔“

ایسا ہی ہوا دشمنوں نے جب دیکھا کہ باغی شیر پر غلبہ آپ کا مشکل ہے الا مات الاکمان کی آوازیں بلند کرنے لگے۔ محمد بن اشعث نے بڑھ کر کہا ہم آپ سے لڑتے ہیں آپ حالت امن میں ہیں۔ آپ نے تلوار نیام میں کر لی پھر کیا تھا دشمن آگے بڑھے اور آپ کی تلوار لے لی اس کے بعد آپ کو قحرا لمارت لائے۔ جنگ کی قہر، اگر کی شدت اور شدتِ جراحت یہ وہ اسباب تھے جس کی وجہ سے آپ بہت زیادہ پیٹا سے تھے۔ پیٹے کے لیے پانی طلب فرمایا۔ سلم بن عمرو باہلی نے کہا دیکھو یہ کتنا ٹھنڈا پانی ہے واٹھاؤں میں سے ایک قحور بھی نہ ملے گا۔ شربتِ عاشق سے آپ یحییٰ بن عمر و بن حویش نے اپنے غلام سے پانی منگو کر ایک کٹورے میں آپ کو دیا۔ آپ نے چائے نوش فرمائی کہ اس میں آپ کے زخمی بے دردہن کا خون شامل ہو گیا اسلئے شربتِ محمدؐ کا لحاظ خون ملے ہوئے پانی کو کیونکر نوش فرما سکتے تھے پانی کو پھینک دیا۔ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ جب آپ کو خالص آبِ طاہر پیئے کو ممکن نہ ہوا تو فرمایا  
 لو کان من الزرق لمقوم بشر جند  
 اگر یہ زرق مقوم ہوتا تو پیتا۔  
 یہ کہہ کر کٹورے کو ہاتھ سے دے دیا۔



”کیونکہ دوسری مثال دی جا رہی تھی کہ  
سب سے شریعت کے احکام پر عمل کیا گیا ہو۔  
امام حسینؑ کے سفر حضرت مسلم کی یہ سیرت دنیا  
کو بتا رہی ہے کہ حسینؑ کس پاکیزہ مقصد و مرام  
کو حاصل کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے۔ یہ  
مقصد انبیاء قرآن و سنت تھا۔

(میں اپنی تقریر کی اس منزل تک پہنچا  
تھا کہ آقاؑ شہاب پور نے بیٹھے کا اشارہ  
کیا کیوں کہ قاضی زنگ زہدیٰ تقریر کرنے کے  
لیے کھڑے ہو گئے تھے۔ موصوت نے فرمایا۔)  
”جناب مسلمؑ کی شہادت کے چند دن بعد  
امام حسینؑ و مار و عراق ہو کر دریائے فرات  
کے کنارے افواج یزید و امین زیاد کے زہر  
میں گھر گئے۔ امامؑ کے ہمراہ ہفتادو دو تن تھے  
جن میں اٹھارہ نفوس مقدسہ خاندان نبوت و  
آل ابوطالب سے تھے۔ دریائے فرات کا پانی  
بند کر دیا گیا اطفال اہلبیتؑ بیاس سے زہر پنے  
لگے جن دن تک کسی کو ایک قطرہ پانی کا چکھنے  
کے لیے بھی نہ مل سکا۔ آپؑ کے اصحاب و انصار  
اور اعزاد و اقارب نے یکے بعد دیگرے حتا  
تھکی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اب حضرت  
دشمنوں کے زہر میں تہنارہ لگے۔ اسدینہ  
حیدریؑ و علمدار حسینؑ تہران بزرگ صحنہ کربلا  
حضرت ابو الفضل عباسؑ، شہید پیغمبر علی اکبرؑ  
قاسم بن مسلمؑ، عون و محمدؑ، اب کوئی بھی دھکا  
نہ لکھ سکے نہ پانی نہ کھڑا نہ انا سے

نہ قاسم نہ علی و اکبر نہ عباس

صرف ایک ششہ ہر طفل خیر خدا علی اصغرؑ  
کی گود میں پیاس سے تڑپ رہا تھا آپؑ نے  
چاہا کہ اس چھ مہینہ کی جان کے لیے پانی طلب  
کرے۔ بچے کو دم تھوں میں لے کر اشیاء کے

ساتھ تشریف لائے اور ایک جرئت آپؑ کو  
لیے طالب ہوئے۔ آہ! امت ظالم نے اپنی  
کا ایک قطرہ بھی نہ دیا بلکہ طفل خیر خدا کو اپنے  
زہر کو دیر کا نشانہ بنایا۔ مظلوم امامؑ نے  
اتمام حجت کے بعد میدان شہادت کا ارادہ  
فرمایا۔ آپؑ یاد خدا میں مشغول تھے کہ تین دن  
کے بھوکے اور پیاسے امامؑ کو قاتل نے بظلم  
و ستم پشت گردن سے ذبح کر دیا۔ شہادت  
کے بعد اشیاء نے جام مطہرہ کو تاراج کر کے  
ہر گنگادی۔ دختران رسول و مخدرات  
اہلبیتؑ کے سروں سے چادریں اتار لیں اور  
شتران بے کبادہ پر سوار کر کے کوفہ اور  
کوفہ سے شام قیدی بنا کر لے گئے۔ سراسر  
کونیز سے پر بلند کر کے دیار بے دیار پھرایا  
گیا اور پھر دربار میں بہ طور نذر پیش کیا  
یہ سہ حرمت و احترام جوامت نے اپنے  
پیغمبرؑ کے خاندان کے ساتھ برقی ضعیف  
الذین ظلموا اعدائے منقلب یثقیلوت۔  
”امام حسینؑ کی قبر مطہرہ کربلا میں ہے جو  
عالم اسلام میں حریم کے بعد دوسری زیارت  
گاہ ہے ہزاروں کیا لاکھوں کی تعداد میں  
زوار آتے ہیں اور سعادت زیارات سے  
مشرقت ہوتے ہیں۔

”اجازت دیجئے ایک امر اور مرغن کرنا  
چاہتا ہوں۔

”ہماری جماعت اہل سنت و اہل ایمان  
اور تہذیب مشائخؑ کی زیارت کرنا لازم و  
ضروری سمجھتی ہے۔ یہ امر باعث ثواب و بخشش  
ہے۔ ہم اہلسنت میں سے بہت سے لوگ  
بہاء الدین نقشبندیؑ کی زیارت کے لیے بخارا  
شیخ اکبرؑ کی زیارت کے لیے مصر، حلب، الدین

رومی کی زیارت کے لیے قونہ، یہاں تک کہ  
مقابر مشائخؑ کی زیارت کے لیے اناطولیہ تک  
جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو بغداد، اجیر  
گلبرگ، ملتان وغیرہ بھی جاتے ہیں لیکن انہوں  
سے کہ اہلسنت کربلا سنی و ائمہ اہلبیتؑ کی  
زیارت کو بہت کم جاتے ہیں۔ آخر جب ہم  
شہر مشائخ کرام کی زیارت حصول ثواب  
کے لیے کرتے ہیں تو پھر ہم مشائخ آل محمدؑ کی  
زیارت کے لیے کیوں نہیں جاتے۔ ۲۰ سالہ  
مشائخؑ و ادویا و میں کس کا فیض ہے؟ یعنی  
فیض محمدیؑ، فیض علویؑ کسی دوسرے کا فیض  
نہیں ہے ان لوگوں کو جو تہذیب بھی ملا ہے اسی  
بارگاہ سے ملا ہے اگر یہ اہلبیتؑ کے کثرین  
چاہر بھی ہوں تو بڑی بات ہے سب کا اتفاق  
ہے کہ ارباب طریقت کے استاد حقیقی  
و فیض رساں امیر المؤمنین علی کرم اللہ ہے  
جب ایسا ہے تو ہم ان کی زیارت کے لیے  
کیوں نہیں جاتے۔ میرے خیال میں یہ اہلسنت  
کے عوام کی غلطی نہیں ہے یہ غلطی علماء و فقہاء  
کی ہے جو اس جماعت پر حکومت کر رہے  
ہیں۔ علماء نے محبت اہلبیتؑ کا بیج جو امام  
کے دلوں میں نہیں پویا۔ مشاہد کی زیارت کے  
کے لیے متوجہ نہیں کیا یہ اسی قوم سب کا نتیجہ  
ہے جو آل محمدؑ کے لیے اسلاف نے اختیار کیا  
اور آج تک ہم سب اسی میں مبتلا ہیں جس کے  
نتیجہ میں افتراقی میں مبتلا ہوئے۔ اسے کاش  
ہم اہلسنت و عبادت عالیات کی خاک کو  
سرسہ چشم بناتے اور دلالت زیارت سے  
مالا مال ہوتے اگر ایسا ہو جائے تو مسلمانوں  
کی کامیابی و فلاح کی روشنی صبح بھی نمودار  
ہو سکتی ہے۔“



یہ کتھے آخری فقرات جو قاضی زنگہ زوی نے اختتام تفرقہ میں کہے مجمع میں بڑا جوش تھا موصوف کی تقریر کے ختم ہونے کے بعد چند معری نوجوان جو جامہ ازہر کے "دبوم" سلوم ہوتے تھے کھڑے ہو گئے اور ایک ساتھ ہم آہنگ ہو کر معری لہجہ میں استاد عالمی کی نظم کے یہ اشعار پڑھنے لگے۔

قیامک بلا کہنت الالباب مجتہدا  
دیا کو بلا کہنت المطولة واللا  
یا کو بلا قد حلت نفسا بیلہ  
وصیوت جسد الیوم رمز الی الہما  
دیا کو بلا قد حلت قلبہ کل ذی  
نفسی تضا غیوت مبدئھا الدنا  
للہم الہی شحاذ مقدس

ہما قبتان للصلاة وللاء بلا  
فاکرم بیت کمان للناس شومہ  
وینتقا من خلقتہ اللیل والنفی  
اسے کہلاتا تو یکرامت بلند اور مجسمہ غیاث  
د بزرگی کا جائے قرار و قیام ہے۔  
اسے کہلاتا تو ایک روح اعظم و نفس نبوی  
کو لیے ہوئے ہے اب تیری بلندی آسمان  
سے بھی پر ہے۔

اسے کہلاتا تو ہر ایسے شخص کا قبلہ ہے جو اپنے پاک مقصد تک ارادے کے سامنے زمانہ کو ہیچ و پوچھ سمجھتا ہے۔ مسلمانوں کا شمار مقدس اور قوی ترانہ تو میں یہی ہے کہ وہ دوقبلہ رکھتے ہیں ایک کعبہ ہے جو قبلہ نماز ہے اور دوسرا کہ بلا جو بلند ہمت اور دتار نفس کا قبلہ ہے تنظیم و اکرام کرد مشہد کربلا کی جو لوگوں کے لیے مہاج

دو صراط مستقیم ہے اور جہاں سے کائنات و فضیلت اور ایثار و دند اکاری کے چہنچہ اجاتے ہیں۔

مجمع سے صدائے تحسین و احسنت بلند ہو رہی تھیں کہ ایک مرتبہ سو ڈن بج نے انداکبر کی صدابندی۔ میں گھبرا کر فریضہ و بیج ادا کرنے کے لیے اٹھ بیٹھا۔

اس مضمون میں قاضی زنگہ زوی آفندی کی تقریر خود انھیں کی کتاب تشریح و محاکمہ در تارکح آل محمد سے ماخوذ ہے جو مطبوع ہے

## صفحہ ۲ کا لقیہ

پناہ تھا، ظلم و جبر و ستم و غمور کے خلاف آپ کا سینا

تھا۔ آپ نے پوچھ یہ بحیثیت فرد و اس سے جگہ نہیں کی تھی بلکہ اس کے ہوسوں کے خلاف جو انسانیت کے لیے باعث نفع تھے۔

حقیقت تو یوں ہو کر ابھی انسانوں کی عقلوں پر پورے پورے ہوئے ہیں۔ جو ان کو نام نہاد بیچارہ ہوتا جائے گا۔ حسین کی حیثیت یا دوسرے الفاظ میں حسین کی انسانیت کا تاکی ہوتا جائے گا اور پھر شاعر انقلاب جو شمع آبادی کے یہ الفاظ۔

کیا صرمت مسلمان کے پیامہ ہے حسین  
چرخ نوح بشر کے تارے ہیں حسین  
انسان کو بے وار تو ہو لینے دو  
ہر قوم بکارے گی ہمارے ہیں حسین  
بالک صاف آئیں گے۔  
انشاء اللہ

عالیجناب افسر اطباء حکیمید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ دارالاحیاء

امراض

معدہ

کا

واحد

علاج

در دھم

تخمہ

دو گدہ

حمی اشتہا

نفخ

لو اسیر

اختلاج

قراقر

ہسٹیریا

اسہال

ورم معدہ

ورم کبیر

آلہ

پیشہ دہشک

مینجر کوئی فیہ سٹری مرتضیٰ حسین و اولاد

# پردہ کی عظمت اور حسن کی تعلیم

از جناب سید شیرین صاحب مابدی تھامس اسپتال آگرہ

← پیڑ →

تعلیم دو طرح سے دی جاتی ہے ایک زبانی اور ایک عملی۔ مگر حسین نے عملی تعلیم دی ہے حسین ہی نے تعلیم نہیں دی بلکہ، عورتوں اور بچوں نے بھی تعلیم دی۔ مگر آج کل منفریت تمام دنیا میں چھائی ہوئی ہے۔ ماں بہنوں کو بے پردہ رکھنا لوگ فخر سمجھتے ہیں جس کی بناء پر آوارگی اور بے حیائی بڑھتی جا رہی ہے لوگ بے حیائی کی طرف مائل ہو رہے ہیں اسلام کے اصول کو چھوڑ کر کفر کی جانب لپیک کہہ کر بڑھ رہے ہیں اور مجلس حسین میں آنا اپنی بے مروتی تصور کر رہے ہیں اس لیے وہ اہل بیت کی بے پردگی پر کیا آنسو بہائیں گے ان کی ماں بہنیں تو بے پردہ ادھر ادھر گھول کر رہی ہیں وہ پردہ کی عظمت کو کیا جائیں۔ اللہ اللہ اس پردہ کا سبق لوگوں کو حضرت سکینہ سے سیکھا چاہئے جو سن بلوغ تک نہیں پہنچی صرت چھ سال کی جان کا دیکھے جب امام حسین شہید ہو چکے لاشہ اہل ہلال سم اسباب ہو چکا۔ حیوں میں آگ لگا دی گئی نیچے لوٹے جا چکے تب حضرت زینب جناب سید شہاد کے پاس تشریف لائی ہیں سید شہاد تب کی حالت میں غش میں پڑے پھر سٹے ہیں جناب زینب سید شہاد کو پکارتی ہیں بیٹا سید شہاد اب تمام وقت ہوتا ہے

جل رہے ہیں بتاؤ ہم لوگ باہر نکل جائیں یا اسی میں جل کر مرجائیں اور اپنی جانوں کو قربان کر دیں سید شہاد نے فرمایا پھوکی جان چھا جائیں کہاں ہیں کہ ملوؤں کو اتنی ہمت ہو گئی کہ وہ یہاں تک آگئے اور انہوں نے فیوض میں آگ لگا دی۔ فرمایا بیٹا۔ وہ دریائے فرات کے کنارے دونوں شاد کٹائے ہوئے سر پر گزر گراں کھائے ہوئے آرام سے سو رہے ہیں پوچھا کہ بابا کہاں ہیں فرمایا کہ ابنا! میرا شہید ہو جا چکا سر جسم اقدس سے جدا کر کے نوک ساں پر بند کر دیا گیا لاشہ پائٹال ہو چکا ہم لوگوں کے سروں سے چادریں چھین لی گئیں۔ نیچے لوٹے جا چکے اب مردوں میں سواڑے تمہارے کوئی نہیں۔ بھرا گھر ہمارا خالی ہو گیا۔ سید شہاد نے کہا پھوکی جان آپ جان بچا کر باہر نکل آئے مگر رادی بیان کرتا ہے کہ بیسیوں کا یہ عالم تھا کہ جب ایک خیر جلتا تھا تب دوسرے میں، جب دوسرا جلتا تھا تب تیسرے میں اپنا منہ چھپایا کرتی تھیں مگر جب سب نیچے جگے تب بیاباں باہر نکل آئیں اپنے بالوں سے منہ چھپائے ہوئے مگر یہ عالم تھا کہ ایک بلالی دو مری بلالی کے پیچھے اپنا منہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھیں

اور اتنی بدحواس اور پریشان تھیں کہ ایک کا دوسرے کو حال معلوم نہ تھا کہ اسی آٹھ میں ایک بچی کے کرتے میں آگ لگ گئی کانوں سے خون جاری تھا رخساروں پر ٹپا پتوں کا نشان تھا۔ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے منہ چھپائے ہوئے تھی۔ اس بچی نے ہنر کی جانب منہ کر کے کہا اے چچا عباس، تمہیں بابا کی منہ اب مجھے بچا لیجئے میرے کرتے میں آگ لگ گئی ہم جل کر مرجا دیں گے کیا بابا کے مرتے ہی تم نے بھی آنکھیں پھیر لیں پہلے تو روتا نہیں دیکھ سکتے تھے آپ بچپن ہو جایا کرتے تھے لیکن آج کیا ہو گیا رادی بیان کرتا ہے کہ لاشہ جناب عباس کو حرکت ہوئی مسلم ہوتا تھا کہ جناب عباس اٹھنا چاہتے ہیں مگر ایک غیب سے آواز آئی۔ عباس اب وقت ختم ہو گیا اب آرام کرو۔ ناگاہ ایک مخدومہ کی نظر پڑ گئی دوڑ کر آگ کو بچھایا۔ بچی کہنے لگی کہ پھوکی جان آپ لوگوں نے تو اپنے بالوں سے اپنے چہرے چھپائے ہیں لیکن ہمارا بال تو بہت چھوٹا ہے ہم کیسے اپنے چہرے کو چھپائیں نا محرموں کا مجھ سے اور چادریں ہمارے سروں پر نہیں ہیں جناب زینب سے رہا نہ گیا نجف کی جانب رخ کیا اور فریاد کرنے لگی یا

امیر المؤمنین آپ سب کی مدد کرتے ہیں اب  
کونینے اور اپنی بیوہ بیٹیوں کو دیکھ کر ملا میں  
کے مجھ میں گرفتار ہیں اور نامحرموں کی نظریں  
ہم پر پڑ رہی ہیں۔ آپ کا بار پوتا پ کی  
حالت میں ہے جس کے گلے میں طوق سلاسل  
ہاتھوں میں تھکڑیاں پیروں میں بیڑیاں  
پہنائے ہوئے ہیں۔ جب اس کو نقش آتا  
ہے تو کوڑوں سے اذیت دے کر  
امٹاتے ہیں ناگاہ سر حین سے آواز آئی  
بہن صبر کرو تمہاری فریاد سے باری خالی  
کو غمنا نہ آھا دے اور ساری محنت برباد  
نہ ہو جاوے ایسا کام کرو کہ نانا کی امت  
بخش دی جاوے حسین کا آنکھوں سے  
آنسو جاری تھے۔ جناب زینب کا دل بیٹھ  
گیا اور خاموش ہو گئیں۔ مختصر یہ کہ لٹا ہوا  
تافلہ کو نہ میں پہونچا ۷ وہ کو نہ تھا کہ شہزادوں  
سے غلامیوں کو ملنا ہوتا تھا وہ درخواست  
دیتی تھیں جب منظور ہوتی تھی تب عورتیں  
جانے پاتی تھیں۔ اور وہی شہزادیاں  
کو نہ میں قیدی کی حالت میں لائی جا رہی  
ہیں بازار آراستہ مجھے غیور۔ بیمار کر بلا  
ہونٹوں کی سار بان کر رہے تھے۔ اگر  
غش آ جاتا تھا تو کوڑوں سے برش میں  
لایا جاتا تھا پاؤں سو جے ہوئے، بھار  
شدید چڑھا ہوا یعنی آپ کا جو تھا امام  
کوڑے کھاتا ہوا اگر تا ہوا اس شان سے  
کو نہ کی دازدوں سے گزر رہا ہے جناب  
زینب کو غصہ آ گیا آپ نے ایک فصیح و  
بلین خطبہ ارشاد فرمایا لوگوں کو یہ معلوم  
ہو ا تھا کہ حضرت علی خطبہ ارشاد فرما رہے

ہیں مجھ میں سکوت کھلا تھا علی کی بیٹی  
نے ارشاد فرمایا کہ اے کوئیوں کیا تمہیں  
شرم نہیں آتی۔ کیا تم لوگ رسول و  
آل رسول کے رتبہ سے واقف نہیں ہو  
کیا تم نے علی کا زمانہ بھلا دیا کیا تم لوگوں  
نے خط کلمہ کہہ کر جان نہیں بلایا۔ کیا تم  
لوگوں نے حسین کو غدا سے کہ شہید نہیں  
کیا۔ کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم لوگ  
آل رسول کی بے حرمتی کر رہے ہو کیا تم  
لوگ نہیں دیکھ رہے ہو کہ ہم لوگوں کے  
سروں پر چادریں نہیں ہیں۔ کیا علی نے  
تم لوگوں کو پردے کی بابت ہدایت نہیں  
کی کیا رسول کی شریعت کو بھول گئے۔ کیا  
تمہیں نہیں معلوم کہ ہماری ماں کا خاڑہ  
شب میں اٹھا تھا۔ شرم کرو اور آنکھیں  
بند کر لو۔ کوئیوں کا یہ عالم تھا کہ نظریں  
پچی کیے ہوئے زار و قطار رد رہے تھے

یہ رسول کی آل کا سبق تھا اے مسلمانوں  
کیا میں تم لوگوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا  
ہی پردہ کی اہمیت ہے جو آج کل  
پردہ اٹھایا جا رہا ہے تو کیا وہ لوگ  
مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں جو رسول  
و آل رسول کی تعلیم کے خلاف نافرہ بلند  
کر رہے ہیں قرآن و حدیث سے ہی ثابت  
ہو رہا ہے جو قرآن و احکام الہی کے خلاف  
چلیں اور رسول و آل رسول کے خلاف  
چلیں وہ مسلمان نہیں ہیں ہی وجہ ہے کہ  
مسلمانوں پر ہر طرح کی آفت ناگہانی نازل  
ہو رہی ہے میں سچ کہتا ہوں کہ پرہیزگار  
نے تھوڑا سا عذاب مسلمانوں پر نازل  
فرمایا ہے تاکہ مسلمان سنبھل جائیں مگر  
صدافوس کہ مسلمان گناہوں کی طرت اور  
بڑھتے جا رہے ہیں اور احکام الہی کو  
بھولتے جا رہے ہیں۔

## مشردہ

### ایک زرین کتاب کی اشاعت دوم

صدیقہ معزا حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کی سوانح حیات (دثانی زہرا) جو علامہ المصطفیٰ  
زبدۃ المحققین عالی جناب مولوی محمد صادق حسین صاحب بی۔ اے (علیگ) کے قلم و دماغ کا گوشہ  
و کاوش کا نتیجہ ہے۔ واقعات پر موزاد تبصرہ، علمی طرز نگارش اور فلسفہ شہادت و اسیری میں  
کتاب کو بہت بلند کردہ ہیں اور فاضل معنی نے جس پر اس اشاعت میں اضافہ کیا ہے وہ بھی  
نیکو پر ہندستان کے باہر سے بھی اظہار خیال کیا جا چکا ہے۔ حجم ۲۷۵ صفحات۔ ۱۸۰ روپے کا مکتبہ  
دیدہ زیب کتابت ————— قیمت ————— علاوہ محصول ڈاک  
المشتر مرزا کاظم حسین خاں۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ وکیل بخاری ٹولہ لکھنؤ  
سید اختر حسین اور سید گنج ہر دوئی کے  
سید قائم حسین بلگرامی اور سید گنج ہر دوئی

شہدائے کربلا

پیش کی  
تشیع  
سہ روزہ کی

راز قلم حقیقت رقم

سرکارِ اعلیٰ علامہ جناب لاناہید محمد رضی خدا قبلہ تدریجی پوری العالی  
پیش

موصوف نے یہ مستند رسالہ جو کتب خانہ رام پور کی ہزار کتابوں  
سے مدد لے کر چھ ماہ کی لگاتار محنت میں تحریر فرمایا تھا، عزت  
خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی مدظلہ کے حسب ارشاد  
نظارہ کو مرحمت فرمایا تھا جو دلی شکر یہ کے ساتھ ابو الفضل العباس  
ممبر کا ایک اہم حقہ بنا کر شایع کیا جا رہا ہے

ناچیز فضل

حِمَايَةِ الْعَطْشَانِ  
و  
نَضْرَةِ الظَّمَانِ  
حَامِدٌ أَوْ مُصَلِّئٌ

علم، دنیا میں اکثر دیکھا گیا، و کہ عجب انسان  
مسلمات و متواترات کے خلاف رائے اختیار  
کرنا ہو تو نہافت و مناقص کی کشمکش اس کے  
لیے وجہ عیلت بن جاتی، یہ مسئلہ زیر بحث ہے  
تو اثر و قطعیت کے مرتبہ پر اوجھڑنے پھٹنے سے  
اس کے انکار و صریح میں فطری طور پر جھجک  
پیدا ہوتی، یہ اہم اعتراض و دعوای غرض آنا کہ  
مسلم الثبوت حیثیت کے انکار پر مجبور کرتے  
ہیں اس سے ذہنی اضطراب کی حالت پیدا ہوتی  
ہے اور عقلی توازن برقرار نہیں رہتا لہذا کوئی  
محقق رائے دنیا کے سامنے پیش نہیں کی جاتی  
عہد حاضر میں کتاب "تہمید انسانیت"  
کے مؤلف مولف نے اپنے طرز عمل سے اس مسئلہ  
دنیا کی نہایت واضح مثال پیش کی ہے سید الشہداء  
احمد حسین علیہ السلام اور آپ کے اہلیت و تہذیب  
پر تعین و ن بانی بنا کر دیکھ جائے گی وجہ سے  
عجائز انتہائی شدت عطف گزر رہی ہے و حضرت امام  
زباں زور خامی و عام اور متواترات و مسلمات  
میں دنیا کی دیگر لائق موفقت کی جارت توازیہ  
نے تھا تا کہ سن فخرت کی بنا پر بیخ عاشر امام  
کے فضل فراموش اور آداب طہارت بجا لانے  
کا تذکرہ نہ سب سمجھیں اس پر تذکرہ کی ضرورت  
و اہمیت آپ کی ذرا سی آغوش سہل سنی ہو اور  
اعادہ کا معاف نہ کرتے ہوئے اس کو بار بار دہراؤ

چونکہ یہ افسانہ حیات و تازگی سے جمالی نہ تھا  
 اصداغ ایک ایسی زبان قلم سے نکل کر منظر عام پر آیا  
 تھا جس کے ذہن و ذوق تحقیق سے عبید قوم  
 کے اکثر تنجید و تذہیب انداز ادیبان و ادیبہ  
 رکھتے ہیں اور جس کی ہر نظر فریبہ و دشمن  
 پر نہ رہی تاثرات رکھنے والے دماغوں کو یہ  
 دھوکا ہوتا تھا کہ وہ ضرورت و وقت کو پورا  
 کرنے والی ہوگی لہذا اشتاق و تجسس نگاہوں  
 سے مخفی نہ رہ سکا۔ اس کی جدید و لذیذ پہچان  
 ہے مگر استفسار کا کلیہ ہی جو اشتہار سے محفوظ  
 نہیں رہ سکتا کیا وہ مقام ہر جہاں کا اندیشہ  
 و شجرہ کار کا کی ضرورت ہو کر رہی ہے؟ کیا وہ  
 (بہ یہ حدت طرازی اہل ذوق کے لیے بجا ہے)  
 لذت بخش و سنسکے باعث تنبیح کامی ثابت ہوگی  
 جس پر وہ صبر و کد کے اوج طرے سے اجتہاد  
 و تخلیق کا خفاہ و شرمع ہو گیا۔

لاٹوق تولف اور ان کے سرگرم متوقفین  
 کہ یہ دعویٰ ہے کہ کتاب "دشمنہ ادا نہایت" (راہد  
 اس کے طبع و اشاعت و بیع و شرمع کے تمام  
 مراحل کے کو چکی ہے) ہنوز مختصر اندیشہ کتاب  
 نہیں ہے کہ نصف مہرہ اصداغ کی خاک، خاک و  
 بذر غنیمت و آب و ہوا طرازی و اشاعت کی گئی ہے  
 میرا خیال ہے کہ یہ سوال محض اصطلاح سے  
 متعلق ہے اور ہر شخص کو اس کا محاذ ہونا چاہیے

کہ وہ حسب مرضی اصطلاحات قائم کر سکے اگر  
مین الاقرامی اس وقت اور عام نریواری کے  
لج بھی اس کتاب پر از روئے اصطلاح نہ ہو  
ہی کا اطلاق کیا جاتا ہو تو کسی کو اس سے تعرض  
نہ کرنا چاہیے۔ ہر سائنس کا اگر اصطلاحی  
طود پہ لامتی ایڈیشن کے مقابلہ میں مسودہ  
اور غیر مختتم کہنا جائے تو ارباب سنی کو لغتی  
جوش میں اچھو کر وقت ضائع نہ کرنا چاہیے  
بان وہ محض مسودہ ہو اور غیر مختتم ابتداء کی  
جائے کہ جو لغتیں استصواب و مدیانیت اور وضاحت  
شیں کیا گیا ہو مگر پھر بھی یہ بات کہنے میں ضرور  
آج کی سبب اشاعت مسودہ کا لغت بالین  
مستند اور ان خیالات کا معلوم کرنا ہی تھا تو تمام  
اصطلاحات معترضاات کا علین مقصد اس  
آب مقصد کے غیر متبدل کرنا چاہیے تا عرض  
استصواب پر ہی جھڑپا ہی اہل ذوق اسے  
اپنے قیالات و آراء کا اس سے تین پر جوش  
انوار کو روئے تھے اس لیے مناسب تھا کہ تمام اصطلاحات  
اور کتب تینہیل کو پر کون جذبات کے ساتھ تینہیل  
کر لیا جاتا۔ اور ان کی مدنی میں کتاب (یعنی مسودہ  
اور ابتدائی خاکہ) کا وہ حسب ضرورت اصطلاحات  
در نیم کردی جاتی جو ارا طلبی کا اصل مقصد تھا  
مگر انیسویں صدی کے ایسا نہیں ہوا بلکہ کثرت و محکومہ  
مراوی حال کا آغاز کو یہ کیا گیا کہ ان کی اصطلاحات

تاریخ ہونے سے قبل دنیا ہر کتب کا یہ تشریح  
 چھوڑا کہ اس کا تعلق غرض و غایت پر ہی نہ  
 ہوگا۔ بلکہ اس کا تعلق مولف کا تمام نکتہ چینیوں کو سامنا  
 کرنا و تعلیم و تہذیب کے لئے دنیا غلط تھا امدہ میں غلطی  
 نے غیر تھا ہی غلطی کا سلسلہ قائم کر دیا اس میں  
 شہد نہیں کہ اہل کھنڈ کی خوش قسمتی ان کے یاں پہا  
 تقریب و سامان دل چاہی ہر شے میں رکھی ہو کر تہذیب  
 کی جبل پہل ہر زمانہ میں ارباب ذوق کے لئے شوق  
 بیکاری امدہ تقریب کا سامان اپنے اندر  
 فراہم کرتی رہتی ہو کچھ لکھ لکھ دوسرے مقام  
 کہ ان تمام علمی و ادبی حلقوں کو جنہوں نے  
 سزا جبراً اشد سزا دینا نہایت ہی اصلاح کی  
 ضرورت تھی انہی اہل علم و ادب کے لئے بن سب  
 دنیا اور ہر حرف و شہد انسانیہت یہ کہتا  
 مالی ظرف و وسیع ان خیال و انانیہت کو فروغ دینا  
 چاہیے تھا کہ اپنے حریفوں کے اعتراضات پر بھی  
 سفید گشت خود نہ مارتے اور مباحثات کے جاہل  
 نہ پڑتے اور دعوات نہ کورہ کا نہایت نہ دے سکے کی  
 وجہ سے صورت حال پیچیدہ ہو گئی۔ جہاں تک  
 شہد انسانیہت کی غلطیوں کا تعلق ہے یہ بتادیں  
 لیکن تھی کہ سور سیرتہ دنیا دار امدہ نہایت کون  
 میں دخل نہیں وہ ظلم و اہتمام کا نتیجہ یا سحر کی  
 گئی اور جذبہ شہرت طلبی کے بے اعتدالی کا فقرہ  
 یہی امدان کی اصلاح کی جا سکتی ہے مگر اس کے  
 بعد جو رساں امدہ پھلت ماس اس شاپ کے لئے  
 یہی اور جو معانی میں اخبار میں لکھے گئے ہیں  
 وہ ہر طرح کے علمی مواد سے خالی اور افغانی  
 قلم نہایت سے بیگانہ ہیں۔ نا حق خاندانہ بے جا  
 ہزاروں بے عمل خود داری کو قائم عوام شہد  
 کی قربان گاہ بنایا گیا ہے اور یہ صورت ان طوائف  
 کے لئے بھی قابل ہر بدشگونی نہیں جس سے موا  
 اہل پسند و حافظیت کو شوق میں امدہ مال و متدال  
 رہنا ان کا نظریہ خاص ہے۔ نا مناس مولف کی کتاب  
 میں جو نظر بکھر چکا ہے کیا گیا ہے ان کو بڑھتے سے یہ

ظاہر ہوتا ہے کہ کتنی دنیا رسب سے اہم مقصد  
 بنا ہوا ہے حق و باطل کا کوئی سوال نہیں غریب و غلام  
 کے قتل کا کیا شہر ہوگا اس سے کچھ بحث نہیں کیا۔  
 ہر طرف غلط و نا درستگی کا جذبہ حکایت عقل کا توفیق  
 و توجہ کو لازم تھا کہ دوسری جانب نایابی آب  
 کی ایسی کمالات حقیقت کا انکار بھی اس میں  
 اس بحث میں یہ سفینہ ذوق تحقیق مضطرب و عاجز  
 ہوا ہے مگر تینوں کے مقابلہ میں دنیا کی ہر سہری  
 دوسری مٹی کو غیر نشکور امدہ ہر لاش دوسری  
 کارش کوں کام نہ پادری ہی حکایت عقل کی تائید  
 تقدیرت کے لئے ہر دوسری ہی کچھ عا شہد تک پانی  
 کا نہ صرف و تہذیب بلکہ افراد و فردی بھی ثابت کی  
 جائے مادہ اس کے لئے دنیا دار و دغریہ  
 و مجملہ تلاش کی جا رہی ہیں اور علماء و محققین کی بند  
 تحقیقوں کو سلنے لاکر یہ ضرب دیا جا رہا ہے کہ جو  
 روایات ایسے ایسے علماء و مذہب کی کتابوں میں  
 ہوں گی۔ وہ لا محالہ منبر و موقر ہی ہوں گی بیچ  
 صدق و شجاعت۔ صدیقی الدین بن طاووس  
 علامہ مجلسی جناب غفرانہ آب علامہ کنتور و حاکم  
 ناصر المذہب کی بلند ترین تحقیقوں کی آڑ کے رکھ کر  
 کو پڑھ کر ادا جا رہا ہے کہ یہ حضرات بھی کر لائیں  
 قسط آدھ کے قابل تھے کچھ عا شہد تک پانی بہت  
 موجود تھا دعوت ہنسی و دہو جذبہ کبر و خود زاری  
 نہ ہر طرف ان کے لئے بیچ انما و عقل کی آرزو جہاں  
 روایات مادہ کی جستجو کی دلی زبان نایابی آب  
 اند شہد کی سرورہ مایوس کا انکار بھی  
 سہل بھی نہیں اس درد نیکر حقیقت کی انہی کی تہذیب  
 وجہ ہر شے جان آمد و بی ہونی ہر اس کا صدق  
 انکار کس طرح کیا جائے جبراً و تہذیب منتر ضعیف  
 یہ کہ جاتا ہے کہ کیا مصنفات "شہد انانیہت" میں  
 امام حسین الداعی کا ہمراہ یوں برساتوں میں ہر سر  
 سے پانی بند کیا جائے درج نہیں ہے کیا شہد انانیہت  
 میں شہد اکہ کر لاکر تین روزہ کا بھوکا پیاسا ہونا ہوتا  
 نہ کہ نہیں ہے؟

غرض آسان طائر ذوق تحقیق و عملی  
 شہد و خلقی اور شہد بن کالانی نقد و تہذیب  
 شہد لکھنا ہے۔ بعد و تہذیب انکشاف کا کچھ  
 نقشہ بیچ رہی ہے یہ واضح نہیں ہو سکتا کہ سلسلہ  
 آب میں کجیشت مجہذ فن تمام کچھ مختلف و مختلف رائے  
 کیا ہے کہ باہر تین دن و خط آب تھا یا بیچ  
 عا شہد تک پانی کی فراوانی تھی یا پانی نمایاں بھی  
 تھا امدہ موجود ہے؟ اس سلسلہ میں شہد انانیہت  
 اور دوسرے پھلت انداز کی سے جو شہد انانیہت  
 کے بعد شہد دنیا دار کے لئے ہیں ان سب سے  
 یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کر لائیں پانی کے خط  
 و نایابی کے قابل تہذیب مگر اس کے بہ کثرت و فراوانی  
 موجود ہونے کے ساتھ۔ امدہ اس طرح آب کے  
 نزدیک تناقض و نہایت و اختلاف بیان کی تھی  
 درج نہیں ہے امدہ اجتماع تحقیقین بنا کر تحقیق  
 تازہ و ہر تہذیب نو مرتبہ استقامت و شہد عا شہد تک پانی  
 نیز آپ کی تحقیق فلسفہ شہادت و ذوق پانی کی بار  
 حضرت سید الشہداء و ادب کے صحاب و اقارب  
 تین دن کے پیا سے تھے اس وجہ سے انہیں کہ پانی  
 نایاب تھا کہ کثرت و فراوانی آب کے باوجود چاہے  
 تھے و ضرورت کے عمل فرماتے امدہ لکھ لکھتے تھے  
 تھے صرف پیتے نہ تھے کیونکہ مصنفات مانے تھی  
 با سارہا ان کا اختیاری فعل تھا قسط آب ہر  
 عطش نہ تھا۔ یہ ہے کہ سلسلہ آب میں شہد انانیہت  
 امدہ اس کے معانی و دیگر رسائل کے مفہامین غریب  
 و امدہ کا خلاصہ نہیں کر لائے دلوں نے اپنی مرضی  
 سے پانی ہر طرز کر رکھی تھی اس لیے پیا سے تھے  
 ناظرین پہلے امدہ مصنفات کی سیر فرمائیں جن  
 کی طرف مصنفات "چھپانے سے سوالات" میں  
 توجہ دلائی گئی ہے۔  
 قسط آب کے تعلق میں (۱) ساتویں سے پانی بند  
 شہد انانیہت کی تفسیر (۲) شہد انانیہت کی تفسیر  
 سکھانے کے بعد ہر سیر  
 سکھانے کے بعد پانی کا  
 ایک نظر مانا، لیکن ہو گیا ایک ایسے بیار کے لیے یہ



۵۵ بی برداشت قلب کو کر نہیں  
 (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

اس دریا پر فوج کا پہرہ تھا اور  
 ایک قطرہ پانی کا حسین اور ان کے سرخیوں تک پہنچنا  
 ممکن نہ تھا۔

دوسرے تھابت میں ترقی ہوتا جاتی، تو  
 میدان جنگ میں عرب کے رگیستان اور کھلے  
 ہوئے صحرائے کنت دھوپ میں پیار کا طوفان ایک  
 ایک دم ترقی کرتا جاتا ہی ص ۵۵

(۴) کر بلا میں ساتویں تاریخ سے پانی بند  
 ہو گیا تھا کوئی نہیں کہہ سکتا کہ غذا اور جو دھن کیا  
 کس طرح حوشر شورشی نے لکھا ہو لقیقا غذا بھی  
 میسر نہ تھی اندکس لیے امام حسین اور ان کے  
 اہل حرم جس طرح تین دن کے پیاسے تھے وہ تین  
 دن کے مجھ کے جگہ تھے ص ۵۶

(۵) وہ چشمہ ہم دردی جس نے ابھی چند روز  
 ہوئے اپنے دشمنوں کی لہری فوج کو سیراب کیا تھا  
 اس کے نچنے نچنے بجے ایک ایک قطرے کو ترس  
 رہی ہیں۔ ص ۵۷

(۶) اصحاب بیجا کی بابت لکھتے ہیں نہ قلت  
 تعداد بلکہ کسی دلچسپی یقین برابری اور تین دن کی  
 محسوس پیاس اور محنت کا عتاب جب یہ نتیجہ  
 اچھے ہی لیے نہیں بلکہ اپنے پس ماندگان اور اولاد  
 کے لیے بھی پشت شکن اور ہش رابہ ہونے کے لیے  
 کافی ہو گا۔

(۷) اتنے بڑے لشکر کا سامنا ہی محسوس کی شدت  
 سے کسی کے دم میں دم نہیں۔

ان تمام اقتباسات سے یہ بات نصرت و  
 توفیق کے آخری مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے کہ محسوس  
 ساتویں تاریخ سے اس فتنے کے ساتھ پانی بند  
 تھا کہ ایک قطرہ بھی امام حسین اور آپ کے ہمارے  
 ہم پہنچا ممکن نہیں تھا۔ عدم امکان کی یہ حقیقت  
 کہ بیا کر بلا سید سجاد کے لیے بھی پانی کا ایک قطرہ  
 نہ تھیں نہ ہو گیا تھا امام اور نقائے امام تین

دن کے مجھ کے دم میں دم تھے اور محسوس پیاس کی  
 شدت سے کسی کے دم میں دم نہ تھا نچے بجے  
 ایک ایک قطرہ کو ترس رہے تھے۔

بے قبیلہ فاضل جولف نے مندرجہ بالا اقتباسات  
 میں سخاوت خیرات نیت پر محض آب کی غایت  
 مکمل تصور کی تھی، بسلی ہی ان کے شکوک میں بھی  
 اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہتے اور نہ کہہ سکتے  
 ہیں محض فضل و انوار کے ظلم و عذاب رقم کا مہیا ہوا  
 شہید انسانیت ہمارے رشتہ پر تصور کا دوسرا  
 رخ بھی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ساتویں تاریخ  
 سے نہ صرف فوج پر عید کی روک ٹوک کم بعد تھی بلکہ  
 محض فوج کو منسوب کر کے غلام حسین بن پانی کثیر  
 مقدار میں پہنچا دیا گیا تھا محض آب کے ساتھ پانی کی  
 اتنی فراوانی بھی تھی کہ صبح کا عشاء اور امام و اصحاب امام  
 نے مندرجات شرع پورا کر کے غسل فرمایا اور  
 لوازم طہارت مندرجہ بالا سے مندرجہ ذیل قیاسات  
 ملاحظہ ہوں۔

۱۔ جب عمر سعد کی جانب سے  
 نہ کہ محض آب

امام اور ان کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا گیا  
 اور پیاس کا بہت غلبہ ہوا تو امام نے اپنے بھائی  
 ابو الفضل العباس کو پانی لینے پر مامور کیا یہ غالباً  
 آٹھویں یا نویں شب کا ذکر ہے مناجات میں  
 موار اور سب بیادوں کے ساتھ میں نے کثیرت لیکر  
 آگے بڑھتے اور نہ کہ قریب پہنچے نان بن ہلال  
 نے عام اپنے ہاتھ میں لیا اور سب کے آگے ہوئے عمرو  
 بن حکان زبیدی نے جو نہر کا محافظ تھا ٹوک اور کہا  
 کون کی جو نہر پر جا رہا ہے عمرو بن حکان قبیلہ  
 زبیدیہ سے تھا جو نہر اور مراد کی ایک شاخ  
 ہی اور قبیلہ کلبی تھی سے نان کے یہ بھی مراد کی  
 ایک شاخ ہو گا اس لیے نان نے جب اپنا نام بتایا  
 اور قبیلہ کا پتہ دیا اور یہ کہا کہ ہم پانی پیئے گئے  
 ہیں تو عمرو نے کہا "پو تو حقوق سے تمہیں پیا  
 گوارا ہوئی نان نے کہا میں اسکی تھوڑی سی

۵۶ شہدہ تیکہ حسین اور ان کے اصحاب پیاسے ہیں  
 یہ سنا تھا کہ فوج مخالف آگے بڑھی اور کہا یہ  
 جو محسوس پیاس کو ان تک پانی پہنچے ہم مقررہ  
 لیے گئے ہیں کہ پانی فوج حسین تک نہ جاتا دیا  
 نان ان لوگوں سے گفتگو کے لیے آگے بڑھے اور  
 اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ جلدی سے مشکین  
 پانی سے بھر لو پیاسے تیزی سے بڑھے اور انھیں  
 نے مشکیں پُر کر لیں اور عمر گھوڑوں کی فوج آگے  
 بڑھی جناب عباس اور آپ کے ساتھ ہلال بن  
 اور دوسرے ۲۰ آدمی ان کا مقابلہ کیا اور جیسے  
 ہوا دیا اتحاد دیر پر وہ لوگ جو مشکیں لیے ہوئے تھے  
 ساحل سے اوپر آئے تھے۔ جنگ آدھا ماہ بعد ان  
 ان کو کہا کہ تم غیول کی طرف چلو اور خود میں کھڑے  
 رہو پیاسوں کی فوج نے بھر بھر کر حملہ کیا پھر کچھ  
 جنگ ہوئی اس موقع پر نان بن ہلال نے عمرو بن حکان  
 کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جو قبیلہ معد سے  
 تھا نیزہ لٹکایا بظاہر اور چاقا اور کوئی اثر محسوس  
 نہ ہوتا تھا مگر اس کے بعد وہ زخم ہلکنا بہت  
 ہوا اور وہ شخص ہلاک ہو گیا اصحاب امام پانی لے کر  
 واپس ہوئے ص ۵۸

(۲) نان بن ہلال کے حالات میں لکھتے ہیں پتا  
 عباس کا اور فوج کے بلا میں سب سے پہلا کار نامہ آپ  
 کے سامنے آچکا ہے یعنی آٹھویں محرم کی شب کو  
 جب پیاس کی شدت بہت ہوئی تو سب سے پہلے  
 ابو الفضل العباس کو یہ خدمت سپرد کی گئی کہ وہ  
 جا کر نرس پانی خیمے میں موار اور میں پیاد  
 جناب عباس کے ساتھ گئے اور میں مشکیں ساتھ لیں  
 یہ لوگ نہر کے قریب پہنچے عمرو بن حکان جو پانی  
 کا محافظ تھا رو روا مہریت عباس نے سواروں  
 کی جماعت کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور پیادوں  
 سے کہا کہ تم انچی مشکیں بھر لو انھوں نے مشکیں پانی  
 سے بھریں انھی دیوہیاں جنگ ہوئی رہی آخر دشمن  
 کی فوج کو شکست ہوئی اور پانی خیمہ حسین میں  
 پہنچا دیا گیا یہ واقعہ وہ تھا جس میں سہیلی ہار ظاہر

عباسی نے اپنی لائے کی خدمت کو انجام دیا اور  
ابوہند متقاویہ کا لقب حاصل کیا تھا۔

(۳) امام کو بلا میں درجیات نہیں بلکہ مذہب  
شرع بھی ادا کر رہے تھے طرز عمل حدیث و ایمان  
و سکون نفس کا ترجمان تھا۔ چنانچہ نماز و تعقیبات  
سے فراغت کے بعد فوج دشمن میں تو جنگ کی آواز  
تیار رہی ہمدہا عین اور امام ایک غیمہ میں غلبہ  
آداب طہارت ادا کرنے تشریف لے گئے علیہ السلام  
بن عبد ربہ انصاری اور بربرین تفسیر ہمدانی  
دونوں بزرگ اصحاب میں سے و زمانہ پر سب سے  
اس انتظار میں کہ حضرت باہر تشریف لائیں تو ہم  
غیمہ میں جا میں حالت یہ تھی کہ دونوں بے تکلف  
دوستوں کی طرح ملے بیٹھے تھے کثانے سے  
شانہ لڑا تھا اور آپس میں لطف آمیز جھگڑا  
چھو رہا تھا حضرت کے باہر تشریف لانے کے  
بعد کون پہلے غیمہ میں داخل ہو۔ ص ۲۳۷

(۴) عاشورہ کی صبح کو ترکیب شکریہ کے بعد  
امام نے جو ایک عجیب و غریب کربا کی اداس بیانی  
آداب طہارت ادا کرنے تشریف لے گئے، میں  
تو دروازے پر عبد الرحمن بن عبد ربہ اور بربر  
کھڑے ہوئے آپس میں بے شکانہ باتیں کر رہے  
تھے بربرین نے کچھ مذاق کیا عبد الرحمن نے کہا چھوڑو  
ان باتوں کو یہ مذاق کا دنت نہیں ہو کہ آپ کو  
پانچ ہر گاہ کہ بربرین نے جواب دیا انھوں نے کہا کہ  
میں نے جو اتنی ادا و صبر عمر میں کبھی مذاق نہیں کیا  
مگر اس دنت میری خوشی کی انتہا نہیں ہے لیے  
کہ میں یہ حکم کریں اور ہمارے ہم پر پڑنے لگیں  
تو پھر آخرت کی دائمی زندگی ہو۔ اور عیش عشر  
ص ۲۳۷

ان اقتباسات اور یہی اس بات پر نص  
صریح موجود ہے کہ اکٹھوین یا نوین شب کو فوج  
چینی کے ہیزوں کے باوجود ہمیں شکیں پانی سے  
پھیر کر چھٹی خیموں میں پونچا دی گئیں۔ نیز صبح کا  
بھی پانی اس مقدار کثیر میں موجود تھا کہ امام نے

صبح متاخر اصحاب غسل فرمایا احمد اسباب طہارت  
بجلا کر سندوبات شریعت ادا کیے نہ داخل ٹولفت  
نے ان واقعات کو اس طرح سرسری نقل نہیں کیا  
ہو جس طرح وہ لکھ لکھتے رہے ہیں جو تاریخ نویسی  
کے فریضے کو اپنے ہاتھ میں لینے کے باوجود نہ مورخ  
نے نہ قوانین تاریخ نویسی سے واقف تھے  
بلکہ آپ نے قوانین تاریخ نویسی سے واقف حدیث  
کی حیثیت سے واقعات مذکورہ کو فلسفہ تاریخ  
کے ماتحت صحیح استنتاج سے آشنا بھی فرمایا  
ہے یثرب بن ہلال کی بہت دشمنی تھی۔ حضرت  
ابوالفضل العباس کی سقائی۔ پہلی بارہ سقائی  
کا لقب پانا امام کا درجیات کے علاوہ مندرجہ  
شرع کو بھی ادا کرنا ان سب نتائج مہم کا استنتاج  
و استخراج کیا ہو اور اپنے خیالی میں اس ضرورت  
کو دیکھ کر دیا ہو جس کو سامنے رکھ کر زیر بحث  
کتاب "شہیدانیت" لکھی جا رہی تھی ظاہر ہے  
کہ عقیم و عقیم روایات پر قوانین تاریخ نویسی کا  
استعمال اور فلسفہ تاریخ کے ماتحت مشق استنتاج  
عقل و شرف و معرنا و غرض کسی قانون کے ماتحت بیان  
و حلال شخص نہیں ہو سکتی ہو سکتی فلسفہ تاریخ کے  
ماتحت روایات کو زیر مشق استنتاج و استثنائے  
تاریخ بنانے سے پیشتر ہر مورخ و واقف قوانین تاریخ  
نویسی کا فرض ہونا چاہیے کہ ان کی حقیقت و صلیت  
کی آزمائش اور سقم کا امتحان کرے۔ واقعات کا اہلیت  
اور روایات و اخبار کی سند کی حیثیت معلوم کے بغیر  
درپے استخراج نتائج ہونا ایک ایسا فعل ہو گا جس  
پر سفاہت و حماقت کو بھی شرم آئے گی اندام حسن  
نہیں ہو کہتا ہو کہ فاضل مودعہ نے تاریخ نویسی کے  
فریضے کو اٹھائے لینے سے پہلے اس فریضے سے  
پیش قدمی نہ کی ہوگی۔ لہذا یہ نتیجہ ضرور حاصل  
ہوگا کہ آپ کے خیالی میں واقعات نہ کدہ تاریخی  
حقائق کی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ روایات جن  
میں ان کا تذکرہ ہو۔ بہ کمال مرند مقبول و معتبر رہا  
اور علت صحت و غرابت سے پاک و صاف۔

پھر کیا بیان ہو چکا کہ عقل سلیم کے تیار ہونے  
پر جائیں گی۔ کہ کچھ آپ کے کس بیان کی ایک بین  
کی جانے اور کسی تحقیق پر ایمان لایا جائے اور نہ  
کو تو ان فلسفہ تاریخ کے ماتحت اس لئے استنتاج  
کا آخر یہ کوئی ناظر طریقہ ہو کہ جہل متناقصین کا  
امکان بلکہ وقوع تسلیم کر لیا جائے کہ کبھی یہ کہا  
جائے کہ دشمنوں کی روک ٹوک اور ہر دو دروں  
کی تدبیر کی وجہ سے ایک قطرہ آب کا گنا بھی  
ناممکن تھا اور کبھی یہ بتایا جائے کہ بیش شکریہ پانی  
سے بھرے ہوئے محفوظ نہ ہو سکتا۔ میں ہر خیال  
کے اور تاریخ عاشورہ کا اتنا پانی موجود تھا کہ  
مندوب و آداب طہارت تسلیم بھی ادا کرے۔  
خدا جانے، ناممکن، کسے نمی فاضل مودعہ کی خامی  
اصطلاح میں کیا ہیں؟ کیا ناممکن؟ وہ بات بھی کبھی  
لکھی ہو جو خود ہی اس جہد و جہاد سے بعد ورت ہوئے  
اصحاب ابوالفضل العباسی انذا بن ہلال کا پانی لانا جس  
تفصیل سے لکھا ہو اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ان  
حضرات کو کسی بڑی جنگ اور محرمہ کی رات کا سالانہ  
ہوا تھا۔ عمومی روک ٹوک ہوئی اور کچھ تلواروں کی  
رو و بدل اصحاب امام میں سے کسی کو نہ ہند ہو سکا فوج  
ایک بد نصیب کوئی دین کا پیروں کے پاس ہو گیا جس  
صورت واقعہ کو دیکھ کر فلسفہ تاریخ کے ماتحت مشق  
استنتاج و استخراج کرنے والے کیا یہی نتیجہ نکال  
سکتے ہیں کہ پانی کا ایک قطرہ مذکورہ "ناممکن" تھا  
اور پاس کی شدت سے کہ بلا دلوں کے دم میں دم  
میں لے نہ تھا اور نہ ہی سے کچھ آرزو و جہت آگیا  
ایک قطرہ پانی کو ترس رہے تھے کہ پانی نایاب تھا۔  
قطرہ آب کی حالت تھی ایک قطرہ ناممکن نہ تھا  
جو کچھ ہر خطر آب کے و انتشار خیال و تہافت  
اقوال کے اس مذہب فلسفہ عقل کے ماتحت یہ نتیجہ  
آسان مستخرج ہو سکتا ہو کہ فاضل مودعہ کا ذوق  
فلسفہ تاریخ خاص مالدین خیرازی کے اس بیان  
پر چٹکا کر رہا ہو۔

اولہ الد قادیلہ الحقتہ الد ولیستہ النہی

اسلام کے لیے سفسطہ جو انھوں نے  
چاہا وہ اس سلسلہ میں ایک عیب و اسباب  
(اسلام)

شہیدانِ نیت کے صفات پر کیا عیب و اسباب یعنی  
و اثبات و انفرادہ نگار کے درمیان تیسری صورت  
اور وجودِ عام کے مابین تیسری مرتبہ پیدا کر کے  
حقینِ تادمیہ کو کسی اصول فلسفہ تاریخ کا حق ادا  
کر دیا گیا ہے۔ اس کی بنا پر پانی کا مانہ ممکن ہے جو تھا  
اور نہ ممکن ہے بھلا پانی کا عیب بھی تھا اور نقدیہ  
کثیر موجود بھی تھا۔ اس آداب ہی تھا اور اتنی فراوانی  
جی کہ امام و اصحاب امام و احباب کا کیا ذکر ملے  
مندرجہ ذیل منتخب کے آداب بھی اگر رہے تھے  
اب اس کو بنا پر مطلقہ صمدیہ کلما سفسطہ کہا جائے  
یا بموجب مطلقہ صمدیہ شہیدانِ نیت فلسفہ تاریخ  
اور فلسفہ تادمیہ کے تحت و اوقات و تہذیب کے ساتھ  
اس تہذیب سے خارج ہو گیا کہ شہیدانِ نیت  
کا مقصد صرف تادمیہ و تہذیب کا نہیں بلکہ اس کے  
آداب و عیب و اسباب میں بھی شامل ہیں۔  
اس آداب پر یہ عیب بھی ہیں جو ان میں ہیں  
جی کہ جو اس کے بعد شہیدانِ نیت کے ہیں ان میں ہیں  
مسک تادمیہ و تہذیب کی پوری حمایت و رعایت  
کے لیے ایک طرف ان مادیات کو سامنے لایا گیا ہے جن  
میں وجودِ آداب کا تذکرہ ہی اندر یہ دعویٰ کیا گیا ہے  
کہ وہ بلند پایہ علماء کی مقبولہ مادیات میں دوسری  
طرف شہیدانِ نیت کے آداب و صفات کی طرف ملاحظہ  
کرنے پر تہذیب و دعوتِ نظریہ کی تہذیب میں بالکل

سلسلہ شہیدانِ نیت ص ۱۳۱ یہ کامیاب ہے کہ جن لوگوں  
نے تاریخ نویسی کے مضامین کے بارے میں یاد دہانے میں تھے  
اعداء تاریخ نویسی کے تہذیب سے واقف تھے اس کا نتیجہ ہوا  
کہ وہ ان کو کچھ فلسفہ تاریخ کے تحت سمجھ گئی تھی  
آشنا نہ ہوا یہ فکر کہ آداب ضرورت کو سامنے رکھ کر  
نکلی جائے گی۔

نمایا بلکہ عدم امکان کا تذکرہ ہی اور تہذیب کی  
لوہک پاس کی تہذیب کے تحت ہے۔ چونکہ ایک ایک نظر  
کے لیے ترسنا اور بیاس کی شدت کے بارے میں  
کے درمیان میں نہ ہونا مذکور ہو چکا ہو تو یہی واضح ہے  
مشتاق صحت تادمیہ و تہذیب کے تحت یہ اخلاقیات  
آرائی تہذیب کی کہ خود خود کے اعلان کے مقصد میں تہذیب  
رسا ہو کر دیگر عقول و ادب و بصیرت کے لیے سکھایا  
قلب کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ ان میں جن تہذیبیں  
تہذیب پر ایمان لائے انھوں نے عقول کا کام نہیں چکا  
اس کے لیے ایمان خود ہی تہذیب کی ذہنیت و دھارہ اور  
ایک بعد دیگر کی نفسانیت کیفیت کی ضرورت ہے کہ اس لیے  
شہیدانِ نیت اندس کے بعد شہیدانِ نیت ہونے والے  
رمالی کے مادیات یہ ضرورت پیدا کر دی کہ مسند  
آب پر اس عنوان سے نظریہ بنائے جس سے کسی فتنہ فتنہ کا  
حاصل ہونا ممکن ہو اور تہذیب و تہذیب کے تہذیب انھوں  
کی سلسلہ یا تہذیب نہ عوام مستعد کو جس حیرت میں لایا جائے  
وہ رائی ہو کہ سیر امیر ملین کی کہ تحقیق حق و جھوٹ  
عقادہ عدم کے سوا کوئی اور نہ ہو اس بحث و نظر  
کا داعی نہیں ہو کر اس انسان اپنے غیر و عدالت میں  
صفائی پیش کرنے کے قابل ہو سکتا ہو تو اس کو اہل  
غرض کی تہذیب طرزوں کی پروا نہ کرنی چاہیے۔  
چند قابلِ غور و فکر مسند آب میں منقسم نتیجے  
ہیں اور آخری فیصلے تک

ہو چکے ہیں۔ یہ چند باتوں پر غور کرنا چاہیے۔  
(اہل) کہ جو ہیں قوط آب اور شہدائے اکابر  
سلسلہ ان تاریخی حقائق میں سے کہ جو تہذیب و تہذیب  
تہذیب ہوئی ہیں یہ بہت پسند دنیا کا کوئی قانون  
تاریخ نویسی اندر کوئی فلسفہ تاریخ اس کو اس  
مرتبہ تہذیب سے سلسلہ نہ ہو سکتی وہ ہر حال  
تہذیب و تہذیب حقیقت رسائی اس کا انکار  
سفسطہ اور شکر سہ نشان و شکر حقائق تصور  
ہو گا۔ اگر غرض و تشکیک سے یہ حقیقت تہذیب  
قطعی و درجہ ثبوت یعنی کے گرجائے تو دنیا

کا کوئی تاریخی حقیقت درجہ ثبوت قطعی و ثبوت  
پر پائی نہیں رہتی اور نہ خود تو تہذیب و تہذیب  
بائی نہ سکتا ہو۔ قوط آب کا حقیقت سلسلہ اہل  
اسلام میں داخل ہوئے شمار و ادب و ادب  
اس کے حق پر کیا کہ امام حسین اور دیگر مسلمان  
کو ہلاکی یا سیرت میں اور سیرت امانت  
کو ہونے والی تھی۔ اگر ایمان نہ ہوتا تو یہ عام  
ظہرت اور تہذیب و تہذیب اس کو حاصل نہ ہو سکتا  
عادت اہل اس کی تہذیب ہے کہ بعض دن بھر ایک  
شبہ روز پانی نہ دیا یا سو کی شدت میں بھی  
حالت پیدا ہو جانے کا باعث نہیں ہو سکتا۔ جو  
فوق العادہ ہو اندر ضرب اش بن جائے وہی  
بات اس مرتبہ پر ہو چکا کہ تہذیب و تہذیب حقائق  
اور لسانی حیثیت رکھتی ہے۔

تہذیب کے ہلاکی یا سیرت کی چند اہل و عیال  
فوق العادہ شدت اندر اہل و عیال

یہاں نقل کے عادت میں ان سے یہ اندازہ  
کیا جا سکتا ہے کہ تہذیب و تہذیب ہلاکی یا سیرت  
کتنی غیر تہذیبی اور فوق العادہ تھی۔

۱۱) یا انھیں جبریل نے ذکر الخاق  
بشکر قلبی و تہذیب عیال و تہذیب  
ولہذا ہذا ابعاب بجمعیہ تہذیب  
عندہا المعانیہ بفقار یا انھیں جبریل  
وہی تہذیب و تہذیب ۱۱۱ غور کیا و جید  
فرید آلبین لہ ناصح و کما معین و لغز  
یا ادر و ہو یقوی و اعطشا و اقلہ  
نہ سراسر حقیقی یقول العطش دینہ  
و مین السہر کالہ خان

میں غرض میں بلکہ ۲۵  
بکار عابد ہم ص ۱۱  
نقص و تہذیب یہ ہے کہ حضرت آدم ص ۱۱  
جبریل سے فرمایا کہ اب اس کو تہذیب میں ہو چکا  
نقص کا ذکر کرتے ہیں تو میرا دل تو تہذیب ہی اور

انہیں بچے گئے میرا جبریل نے کہا یہ ہم سے ہو کر وہ چار سال عالم عزت و تنہائی میں رہا اور دنیا کی شہرت سے بے نیاز رہا۔ آپ دیکھتے کہ وہ عظمیٰ و اقلیٰ ناصر کہہ کر کس طرح فریاد کر رہا ہو اور پس دعوان بن کر اس کی نجات دلاؤ آسان کے درمیان حاضر ہو رہے انہوں کے نیچے اندھیرا چھایا ہے

اس روایت کے آخری حصے کے متعلق علامہ کنوری لکھتے ہیں۔

”میں خدا جو باؤں اس پیاس پر حسین نے کیفیت شدہ کی پید کردی تھی اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے اور میرا چاہا جاتا تھا۔ اور یہی تھی اس حدیث کے جس میں یہ وارد ہے کہ آپ کی پیاس سے آیا دھواں رہنے سے اٹھا تھا کہ آسان کی درمیان چیرتی نظر سے چھپ جاتی تھیں و رفع ہو کر اس بیداری کا بخارات کی عمارت سے پایا ہوا طیب کو بخوبی معلوم ہو اور اندر یہ اسی بات نہیں کہ جس میں طب کے قاعدے کے کوئی نکتہ نہ ہو نام لوگ جو کچھ اہل سنتی حدیث کے نہیں سمجھتے ہیں اس حدیث کو سن کر بیہودہ باتیں کہنے لگتے ہیں کہ کونسی پیاس اس طوفان کی ہستی کی جس سے آدمی کی یہ عمر پیدا ہو جائے جو نہایت میں مذکور ہوئی۔

جب تک کہ آدمی چند روز بیمار نہ رہے اور کچھ نہ کرے کہ آپ نے شب عاشور یا بیع عاشور سے پانی نہ پیا ہو اور پیاس آپ کی مرضی سے اور ربی چشم پیدا کرنے اس لیے کہ ہم اگر وہ زمین کے خاص مراسم ضروری میں بیات داخل ہو کہ روز عاشور کو روزہ جو نیت نجات فاقہ کرتے ہیں اور آب و دانہ سے متاثر ہو کر جو فاقہ شکنی کا وقت ہو باز رہتے ہیں باوجودیکہ ہم لوگ نودوں کی فاقہ دلدی میں خستہ ہو کر کوفہ بروز عاشور ابھی کس قدر رونے پینے اور سہیلانی اندر دیگر لوازم تفریح میں مصروف ہوتے ہیں

اور کتب و تہذیب اور شہرت اٹھانے کے بجائے ہم ان کو دوسواں سہیلہ بھی پیاس کا وہ اذیت نہیں پہنچتی ہو۔ جو حضرت امام حسین علیہ السلام کو پہنچا تھی اور احوال میں مذکور ہو بلکہ ہم لوگ جیسے کہ مریوں میں روزہ رکھتے ہیں اور کچھ زیادہ اذیت نہیں پہنچتی ہو باوجودیکہ گرمی ہمارے ملک کی خصوصاً دن دوپہر کی گرمی عراق کی گرمی سے کم نہیں ہو بلکہ بعض ہمارے شہروں میں گرمی کا عجیب ہو کہ وہاں سے زیادہ ہوتا ہے

(۲) ان ذکر کیا مسائل و مسائل علیہ اسماء الخمسة فاضطرب الیہ جابر بن عبد اللہ ایاہ فکان ذکر کیا اذ ذکر محمد بن علی و فاطمہ و الحسن و حسین عندہم و انجلی کو بدو اذ ذکر اسم الحسین خنفت۔ البیہقی فقال ذات یوم الخلیفہ مانی اذ اذ کوٹ اور بعد از منہم تسلیت ما سماء سے منہم و اذ اذ کوٹ الحسین قدم مع عینی قصہ و دنشور زفری فانا ما اللہ تبارک و تعالیٰ عن قصہ و قال کھنفت فاکان اسم کو بلا ما لواء ملاک العزیز الطاهر و الامام یزید و حوطلہ الحسین و الحسین عطیہ و العباد و صابرا الخ ہمار جلد حاضر ص ۱۵۱

جناب ذکر کیا نے خدا سے چاہا کہ تمہیں کس نام سے کہتا ہے جبریل نے نازل ہو کر یہ اسم مبارک جناب ذکر کیا جب محمد علی و فاطمہ و حسن کا ذکر کرتے تھے تو اس سے آپ کا رخ و غم دور ہو جاتا تھا کہ حسین کا نام لینے سے رقت طاری ہو جاتی تھی مدنے لگتے تھے ایک دن عرض کیا پروردگار جب میں چاروں کو یاد کرتا ہوں تو مجھے تسلی ہوتی ہو کر رخ و غم دور ہوتا ہے اور میں کا نام لینے سے آئندہ سے لگے ہیں اس غم تبریزی ہی دانا

سبب کیا ہوئی تب خدا نے ان کو دھم حسین سے اس کا ہر۔ اور فرمایا فیض کاف سے کہ بلا۔ ہمارے ہاں حضرت فاطمہ سے نزدیکی حسین اور عینی سے عطش اور صاف سے حسین کی جانب اشارہ ہو۔

(۳) روی ان اسماء کانت اختاہم ترعن لبسط العنات فاجزہ الساعی الطالما تشرب الماء من ہذا الشتر و تذکر اید ما منال و بد عن سبب ترک فنزل جبریل و قال یا اسماء سل غنک فانما جنتیک عن سبب غنک فقال لعالم کتشیہ من ہذا الماء فقالت بلان فہم قد بلغنا و لکج الحسین سبط محمد فقتل ہذا صفا فغنک کتشیہ من ہذا الشتر و حوٹا علیہ

روی ہو کہ حضرت اسماء کی بھڑی فریاد کے کنا سے جتنی قیں جو رہے تھے اگر حضرت کو مطلع کیا۔ کہ دن سے خبر ہوئی اس گھاٹ سے پانی نہیں پیتیں حضرت اسماء نے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی تو جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ میں بھڑوں سے پوچھتی ہوں وہ اس واقعہ کا سبب بتا دیں تب حضرت اسماء نے بھڑوں سے پانی نہ پینے کا سبب پوچھا تو وہ زبان فصیح گوئی کہ میں کو معلوم ہوا کہ محمد کا نواسا حسین اس جگہ پیاسا خستہ کیا جائے گا لہذا ہم حسین کے غم میں اس گھاٹ کا پانی نہیں پیتے (۴) جناب ذکر کیا کہ وہ ائمہ شہادت سمرقانی کی جو خبریں پروردگار عالم کی جانب سے دی گئیں ان کے ذہن میں یہ خبر بھی تھی۔

یا موسیٰ صغیر ہم عینہ لہطش دکیو ہم جلد منکش مستغیثون صلا فاصبر الخ ہمار ص ۱۵۱ اے نبی! ان کے بچوں کو پیاس مار دے

کی ان کے بڑوں کے جلد بدن پر پیاس کی شدت سے تھریاں پڑ جائیں وہ فریاد کرتے ہوں گے اور کوئی مار دیا نہ ہو گا۔

(۵) عن داؤد المرقی قال کنت عند ابی عبد اللہؑ اذا استسقی الماء فلما شرب رایتہ قد استعبر واعزو رت عینا بعد موعہ ثم قال یوم یا داؤد لعن اللہ قاتل الحسینؑ فاما من عبد شرب الماء فذکرہ ولعن قاتلہ الا کتب اللہ ما یثبہ الف وحط عنہ ما یتثبہ ورنع لہ ما یتثبہ الف لیسۃ وحشرہ الحق ما یتثبہ الف لیسۃ وحشرہ اللہ یوہ القیامۃ تلجم الفواد۔

سجاد جلد ہاشم ۱۷۵

داؤد مرقی سے مروی ہے کہ میں نے ایک دن جناب عبدالشکر حنفی صاحب قادیان کی خدمت میں حاضر تھا حضرت نے پانی طلب فرمایا میں نے پانی لے کر دیا آپ نے فرمایا کہ خدا قاتل حسین پر لعنت کرے جو زندہ خدا پانی پینے میں حسین کو یاد کرے گا اور ان کے قاتل پر لعنت بھیجے گا خدا اس کے عملات میں ایک لاکھ نیکیاں درج فرمائے گا اور ایک لاکھ گناہوں کو مٹا دے گا اور ایک لاکھ درجات عالیہ اس کو دے گا اور اس کو اتنا ثواب مرحمت ہو گا کہ گویا اس نے ایک لاکھ سال راہ خدا میں آزار کئے ہیں اور غلام اس کو پروردگار مت اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا دل ٹھنڈا ہو گا۔

اس حدیث میں جو باتیں مذکور ہیں انہیں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام حسین کی پیاس فوق العادہ شدت رکھتی تھی جناب صادق آل محمد علیہم السلام کا پانی نوش فرماتے ہوئے

بے اختیار رو رہے ہوں اور پانی پینے کے وقت امام حسین کو یاد کرنے والے اور قاتل حسین پر لعنت بھیجنے والے کے لئے ایسے عظیم شان اور ثواب کا مقرر ہونا جو حدیث میں مذکور ہیں اس کا قطعی ثبوت ہے کہ امام کی پیاس غیر معمولی اور خلاف عادت شدت رکھتی تھی اور اس پیاس کی شدت کو معصائب و آلام میں نمایاں اور ہم خصوصیت و عظمت حاصل ہو جو دن بھر یا جو مہینے کی پیاس میں نہیں ہوا کرتی جیسا کہ علامہ کنز الدین رح کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے۔

(۶) قال فی رجل یسبح عند القبر حتی اذا کان قریباً من النصب وضع راسہ علی القبر فاعلم علیہ فاذا ہو برسول اللہؐ قد اقبل فی کتبۃ من الملائکۃ من بینۃ ومن شمالہ وبعین یدہ حتی ضحی الحسینؑ وقل جلیبی صددہ وقل بن عیینہ وقل جلیبی یا حسین کافی اراک من قریب حولا بد ما شک مذبحاً بارضی کوثر بلا من عمر ابقہ من امتی وانت منذک عطشان لا یسقی وظلم ان لا تروی وصر مع ذلک یروحون شفاعتی یوہ القیامۃ سجاد جلد ہاشم ۱۷۵

امام حسین علیہ السلام تبر رسول کے پاس روئے رہے کہ قریب صبح آپ نے سر مبارک کو تبر نظر نبوی پر رکھا اور غافل ہو گئے اسی عالم میں بھیجا کہ جناب رسانا تب تشریف لائے ہیں مدینہ میں ہیں اور سامنے آپ کے فرشتوں کا لشکر جو حضرت نے آپ کو سینے سے لٹایا انہوں نے درمیان پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا یا حسین! میں دیکھ رہا ہوں کہ تم فوج کے لئے خاک و خون میں بھرے زمین پر گر رہے ہو میری امت کا ایک گروہ تم کو شہید کر دیا

دراستائیکہ تم پیاس سے ہو گئے اور کوئی تمہیں پانی نہ دیتا ہو گا تمہیں قتل کر دے گا باوجود اس جرم کے کہ یہ شفاعت کا امیدوار نہیں تھے مگر خدا ان کو محروم رکھے گا۔

(۷) واقعات طغیان میں مذکور ہے کہ جب ابو ایوب الا عذر نے گھاٹ پر پہرہ بٹھا کر جناب امیر کو فوج پر پانی بند کر دیا امام حسین نے باذن جناب امیر فوج شام پر حملہ کیا اور گھاٹ اس سے بھین لیا اور اس رخ کی خبر بارگاہ فقرہ میں آ کر بیان کی تو حضرت امیر رونے لگے لوگوں نے عرض کی کہ یہ وقت رونے کا نہیں ہے حسین کی برکت سے یہ پہلی فتح نصیب ہوئی ہے لہذا خوشی کا وقت ہے پھر آپ کے گریہ فرمانے کا کیا سبب؟ حضرت نے فرمایا۔

ذکوت اندہ قتل عطشان انا بطی کوثر لکھے یہ بات یاد آگئی کہ حسین زمین پر گرا کر پیاس سے شہید کیے جانے والے ہیں۔

سجاد جلد ہاشم ۱۷۵

(۸) جناب زینب صلوات اللہ علیہا نے مقتل پر بلا میں لاش مطہر امام حسینؑ پر جو زخم فرمایا اس کا ایک فقرہ یہ ہے۔

بابی العطشان حتی مضی

(۹) صاحب تقریر الشہداء میں ترجمہ لکھتے ہیں۔

”چوں شکر بن سعد فزت راہیں پشت گرفتہ فرد آمد و خمیہ کا خمیہ رنگستان بود و آب بہر کہ رخ کرد چاہ اکنہ بند تا ہفتاد دست کا پتہ آب یا فند اہل بیت نبوت و دیگر یاران و مویان و دو آب از شنگی تیاب مشند و از شنگی کام احدی را طاقت گفتار نہاد و بشارت سخن می گفتند و با تیم نازی گزاردند۔“

(۱۰) نیز یہ ذرا لکھتے ہیں۔

عمر بن سعد کے متعلق

”وہ کہ آب با شکر فرو کشید و صرف آب



ما لا یزال من انفسهم عصبہا من شارب منک  
 صاحبہ ہندو کہ عصبہ پانی دیا ان کا  
 دیکھو انہیں مانی کو شرب و شرب منک  
 یک قطرو آب در انکلی بیا ب و دل و سید  
 برائے کتاب انکلی

(۱۱) ترجمہ حکایت احمد بن میں ہو۔  
 وجب انکلی عصبہ شاربہ دلی بیت پر ایک  
 ایک قطرو آب کا عصبہ شاربہ چار ہزار پانے  
 کوئی کہہ دے کہ کچھ نہ آیا آپ کے ہر امین نے  
 شرب شرب کو کھولا لا کر پانی ذکا تمام دلی بیت  
 تنگی سے قیاس پل باہی بے آب تر پتے تھے  
 تنگی کی شربت سے کام دکان خشک تھے۔  
 کھی کر محال کہ پانی نہ تھی اٹھ رہے باتیں  
 کرتے تھے یا

(۱۲) مولانا حالی فرماتے ہیں۔  
 دشمنوں نے کھان اور پانی سب بند کر دیا  
 ہی ہمدردی کے خرات آنکھوں کے سامنے  
 ہم ہر ہی دشمنوں کے گھوڑے اور اونٹن  
 اس سے سیراب ہوتے ہیں مگر اس کا سارا کنبہ  
 تین روز سے پیاسا ہو اس کے تھے تھے یکے  
 پانی کی ایک ایک بوند کو ترستے ہیں۔

شعروں عربی ص ۱۸۷

(۱۳) غیر کا بیان میں فرماتے ہیں۔  
 چاکر خود بھی تین دن کی پیاس سے تھک  
 ہو کر رچی پیاس کی پر دہائیں کرتا لیکن پیاس  
 جیتی کا بھیرا کھی طرح نہیں دیکھ سکتا تھا  
 (۱۴) صاحب تحریر یہ لکھتے ہیں کہ  
 دہر افروز و سار و اخبار و آثار مرقی مختصر  
 خواہ ہر روز کہیں مندا کے ناؤ عباس کہ منک  
 جہاں کا صاحب ہزار کفار کہ اسیر گردنہ چنبا  
 و صاحب مام شرب آب و شارب و شارب  
 و شارب و شارب و شارب و شارب و شارب

مکرہ کر با قیاس کر دی است کہ از تنگی عرق  
 طاہر و قتل و قتل و قتل و قتل و قتل و قتل  
 و قتل و قتل و قتل و قتل و قتل و قتل  
 امام حسین علیہ السلام در متن اہلبیت بر شتران  
 خشک پالان و نزول مصائب بے کراں بر شتران  
 قیاس بدیع مظهر سرور و جلیان جہ گدشتہ شد  
 اس کلام سے بھی صاف ظاہر ہو کہ تنگی  
 عسرت طاہر و قتل و قتل و قتل و قتل و قتل و قتل  
 منجمد مصائب و شارب و شارب و شارب و شارب  
 قس اور جہ گدشتہ کی بیاس عارۃ اتی و دہر انگیز

بد الم خیر نہیں ہو اگر قیاس کا انکار کی کبھی  
 ہٹ دھرمی تاق کو کھی گئے سوال اور کبھی نہیں  
 نقطہ آب کا قطعی ثبوت اقط آب اور ثبوت

تنگی کا قطعی ثبوت ان اخبار و روایات سے  
 بھی ملتا ہے جن میں حضرت کا سوال آب کرنا  
 یا اشتیاق کا پانی بند ہونے پر طعن و تشریف  
 کے کلمات نامور و نامور اکابر مذکور ہوئے۔  
 (۱۱) ابو الفرج علی بن اسد بن حماد الاصفہانی  
 کتاب مقاتل الطالبین میں لکھتے ہیں ص ۱۸۷

وجعل الحسین یطلب الماء و شرب  
 لعنه الله یقول له والله لا تروا  
 او تروا انما فقال له من اجل انکری  
 یعنی انذات یا حسین کا نہ بطون  
 المحبتان والله لا تروا و قد اذنت  
 عطشاً فقال الحسین اللهم امد  
 عطشاً قال والله لقد کان هذا  
 الرجل یقول اسقونی ماء فیونی  
 بما فی شرب حتی یخرج من فیہ  
 وهو یقول اسقونی قتلنی عطشاً  
 فله یقول کذلک حتی مات  
 امام حسین کے سوال آب پر شکر کر دیا تھا

و خود با شہر اتم ہر کے کنا رے نہ ہو کر  
 تا یکہ اور جہم ہو جاوے ایک مرد شفی نے  
 بچا کر کہ حسین اسکیچے ہو یہ پانی کھلیں  
 کے پیٹ کی کیسا خشک رہا ہو مگر تم کو بے آب  
 ہی مرنا ہوگا اس کلام پر حضرت نے بد دعا کی  
 پر بد دعا را اس شخص کو پیاسا نہ ہل جہم کر دے  
 روی کا بیان ہی کہ وہ شخص پانی پانی چھینا تھا  
 اور جب پانی لایا جاتا تھا تو اتنا پانی تھا کہ منک  
 سے نکل پڑتا تھا پھر کہتا تھا کہ پانی پانی  
 پیاس سے مار ڈالا اسی حالت میں وہ مر گیا۔

(۲) اسقونی قطرة من السماء  
 فقد نشفت کبدی من العطش  
 مجھے ایک قطرہ پانی ملا کہ میرا لہجہ پیاس  
 سے سوکھا جاتا ہو۔

(۳) فلیزوا مقابله و منعوم  
 الماء ثلاثاً یا مفضلہ صاحبہ الله  
 بن الحسین الازدی یا حسین الا تنظ  
 ان الماء کان من کبد السماء و لا یسک  
 تذوق عند قطرة حتی تموت عطشاً  
 فقال الحسین اللهم اقله عطشاً  
 ولا تغفرا ابداً فکان بعد ذلک  
 فیسوب الماء ولا یردی حتی شق  
 بطنه فذات عطشاً

فوج پرینے گھاٹ پر اڑ کر امام حسین اور مولا  
 پہاڑی تین دن بند کر دیا۔ عبد اللہ بن الحسین  
 الازدی نے پکار کر کہ حسین کیا نہیں دیکھتے یہ پانی  
 ایسا خشک رہا ہو جیسے صاف و شفاف آسمان  
 و اندر تم کو اس سے ایک قطرہ بھی نہ ملے گا پیاس  
 ہی مرو گے تب امام حسین نے بد دعا کی پر بد دعا  
 اس شخص کو پیاس سے ہلاک کرنا اور کبھی ذہن  
 اس کے بعد اس کا یہ حال ہوا کہ پانی پینے سے  
 سیراب نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ پانی چہچہتے





یہ چند باتیں مستحقِ تامل و تدبیر  
 ہوتی ہیں کہ یہ بھی کامیاب ہو اور نہ  
 موت امام کے نسل و ہارے کے لیے جگہ  
 محمد و اصحاب کے واسطے۔ اور ان  
 کو اس کا احتمال ہو تاکہ ان کے حاشور  
 ایک پانی کی کثیر مقدار امام کے پاس موجود  
 رہے۔ یہ تیس طرح کے دعوے ہیں۔  
 قرعین ہرگز نہ کہتے یہ اپنی صورت  
 اس علم و یقین کی بنا پر بھی گئی تھیں کہ  
 ان کے پیروں نے امام تک ایک قطرہ  
 پانی کا پہنچنا بھی ناممکن کر دیا ہے اور  
 جب یہ ہوسے چلے گا تو ہی خاتمِ امام  
 پانی کا قطع ہے۔ یہ بات نظر انداز نہ کرنی  
 چاہئے کہ عمرو بن العجاج کی بات میں جو  
 حضرت فرات گھاٹ پر پانی گئی تھی وہ کافی  
 معنی طوفان و رنج و زحمت اور اس نے گھاٹ  
 کی حفاظت اور پانی کے کھوکھلے  
 کوئی کوئی نہیں کی تھی۔ اور خدا بناب شیخ  
 علی بن ابی طالب۔

پہلے عمر بن سعد فی الوقت عمرو  
 بن العجاج نے عمادہ فارس فتر و اعلیٰ الشریعہ  
 و حالو امین السین و اصحاب و بین الامام و  
 صفوہ ان سيقوا ہند قطرة و ذالک قبل  
 قتل الحسین ثلثة امام  
 منقول کارجلہ ماس و لھا

عمر بن سعد نے اس وقت (جبکہ ابن زیاد  
 کا حکم نامہ آیا تھا) عمرو بن العجاج کو اپنے  
 حواریہ کے ساتھ بھیجا اور یہ لوگ گھاٹ  
 پر اتارے امام حسین اور آپ کے ہمراہیوں  
 کو قتل کرنے کی راہ پر گامزن کر دی اور آتی

قد خن کی کہ پانی کا ایک قطرہ کچھ وہ لوگ نہ  
 ہاں سکیں اور یہ شہادت امام حسین سے تین  
 دن پہلے کا واقعہ ہے۔

## دوسرا اثبات

اصحاب نے جو قہر میں یزیدوں کے ساتھ  
 پانی روکے جانے کے متعلق کیس ان سے  
 اس کے سوا کوئی نتیجہ اور روئے فلفلہ تاریخ  
 حاصل نہیں ہو سکتا کہ پانی کا قحط شدید تھا  
 بالخصوص اطفال خیم حسین کی حالت پیاس  
 سے غیر متعلق تھی سے ہلاک ہونے کے قریب  
 پہنچ رہے تھے۔

## عمر سعد سے

محکمہ کا احتجاج

دا، کشف الغمہ اربعی  
 میں ہے۔  
 ثم رجعت غیل  
 عمر بن سعد متخی بالو  
 ان علی اعز منی۔ و حالو امین الامام و بین السین  
 و اصحابہ ثم کتب حید الشکر بن ابی العزین  
 سعد بن علی بن ابی طالب فند فیض  
 الامام علیہ السلام فاطمہ علیہم السلام و العطف فحال  
 انسان من اصحاب السین بقال لہ یہ بن  
 الخضر اہدائی و کان زاہا ایدہ لے  
 یابن رسول اللہ لاسے ہذا ابن سعد فاکہ  
 فاما الامام فہو یرتھ فقال اذکما یک  
 فہما اہدائی لاسے عمر بن سعد قد غل علیہ  
 فلم یسلم علیہ قال یا اخا ہذا ما منک من سبیل  
 علی است مسلما اخرجہ اللہ و رسولہ فقال  
 لہ اہدائی لو کنت مسلما کانتول ما عزت  
 الی منزہ رسول اللہ تریح تعلیم و عہدہ  
 فہذا ما اعطیات فی حقہ نہ لکاب السودان

دخا نہ ہم و ہذا حسین بن علی دا خود نہ  
 و اہل بیتہ بدون عطشا قد حلت بینہم و  
 بین اہل العزات بشر وہ و انت تزعم انک  
 قرط اللہ و رسولہ

(عمر بن سعد کی فوج فزات کے کنارے  
 انہی اور اس نے امام حسین و اصحاب پر پانی  
 بند کر دیا پھر حید الشکر بن زیاد کا خط آیا  
 میں میں اس نے عمر بن سعد کو امام حسین  
 سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا اس وقت  
 عمر بن سعد نے حسین و اصحاب حسین پر  
 ہنایت تنگی و سختی کی صورت حال ان کے لیے  
 سخت ہو گئی پیاس کی شدت بڑھی تب اصحاب  
 حسین میں سے ایک بزرگ نے بن کا نام میر  
 بن خضیر اسمانی تھا اور مرد نہاد تھے وہ  
 میں حاضر ہو کر عمر بن سعد کی کمر فرزند رسول دا اگر  
 اجازت ہو تو ابن سعد کے پاس جا کر پانی کے  
 معاملہ میں کچھ گفتگو کروں شاید وہ اپنے ظلم  
 سے ہٹ کر آجائے واپس لے فرمایا تھیں اس کا  
 اختیار ہے۔ جاؤ میر پھانی عمر بن سعد  
 کے پاس آئے کہ اس کو سلام نہیں کیا اس پر  
 عمر بن سعد نے کہا کہ اسے مرد چالی ام  
 نے مجھے سلام کیوں نہ کیا میں مسلمان نہیں  
 لیکن اہل خدا و رسول کو نہیں پہچانتا؟ میر  
 نے فرمایا اگر تو اپنے قول کے مطابق مسلمان  
 ہوتا تو حضرت پیغمبر پر فوج کشی نہ کرتا ان  
 کو قتل کرتا نہ چاہتا اس کے علاوہ دیکھو  
 فرات کا پانی سک و خشک ہو چکا ہے میں اگر  
 حسین اور ان کے اہل بیت پہلے مرتے  
 ہیں تو نے ان پر پانی بند کر رکھا ہے اس  
 پر دعوئی ہے معرفت خدا و رسول کا؟

یہ روایت مطابقت رسول میں بھی منقول ہے۔ اس سے یہ واقعہ پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ عمر بن سعد نے سابقین کا رینگ سے پھیلے اپنی فوج ہر پر اتار کر پانی امام حسین اور آپ کے ہمراہوں پر چڑھ کر دھوا ہر پر اس کا قبضہ تھا اور فوج پانی اور خیمہ سیلی کے درمیان حائل تھا جس سے پانی کا مٹنا و سٹوار ہو چکا تھا پھر ابن زیاد کے حکم نامہ کے بعد اس نے انتہائی جنگی اور سختی شروع کر دی جس سے معاملہ نے شدت اختیار کر لی پیاس کی شدت زیدہ ہوئی اور مزدورت ہوئی کہ اس بارے میں عمر بن سعد سے گفتگو کی جائے۔

**جناب الشہداء کا**  
**اشیاء کو فہم احتجاج**

وہات تکمل اللیلۃ فلما أصبح الصباح اذنوا قاتلاً واصلی باصحابہ فلما فرغوا منہ بدت جہدہ رسول اللہ تم نبیامۃ السحاب وقلکہ بین امیہ ذی اختیار ونبول الی القوم وقلک الناس اعلوان الدیاد وارتفاعہ وقلک شفیو باہلہا من حال الی حال من شہدائے حرقہ شرائع الاسلام وقرآنم القرآن وعلقم ان محمد رسول ملک الدیان ووثقم علی کفن وکہہ فلما وددنا ما سقی الناس المائتہ الی ناد الفوت بلحہ کان ملوک النبیات مہرہ الیہود و النصارى و الکات و النمازیرہ آل الرسول یوتون ملکنا فقال لہ اللہ عین اقص من ہذا الکلام فلن تدری

یہ روایت احمد بن اسحاق میں بھی منقول ہے۔ اس سے یہ واقعہ پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ عمر بن سعد نے سابقین کا رینگ سے پھیلے اپنی فوج ہر پر اتار کر پانی امام حسین اور آپ کے ہمراہوں پر چڑھ کر دھوا ہر پر اس کا قبضہ تھا اور فوج پانی اور خیمہ سیلی کے درمیان حائل تھا جس سے پانی کا مٹنا و سٹوار ہو چکا تھا پھر ابن زیاد کے حکم نامہ کے بعد اس نے انتہائی جنگی اور سختی شروع کر دی جس سے معاملہ نے شدت اختیار کر لی پیاس کی شدت زیدہ ہوئی اور مزدورت ہوئی کہ اس بارے میں عمر بن سعد سے گفتگو کی جائے۔

**روایت بالکے**  
**مضامین پر ایک**  
**نگاہ عبرت**

یہ روایت احمد بن اسحاق میں بھی منقول ہے۔ اس سے یہ واقعہ پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ عمر بن سعد نے سابقین کا رینگ سے پھیلے اپنی فوج ہر پر اتار کر پانی امام حسین اور آپ کے ہمراہوں پر چڑھ کر دھوا ہر پر اس کا قبضہ تھا اور فوج پانی اور خیمہ سیلی کے درمیان حائل تھا جس سے پانی کا مٹنا و سٹوار ہو چکا تھا پھر ابن زیاد کے حکم نامہ کے بعد اس نے انتہائی جنگی اور سختی شروع کر دی جس سے معاملہ نے شدت اختیار کر لی پیاس کی شدت زیدہ ہوئی اور مزدورت ہوئی کہ اس بارے میں عمر بن سعد سے گفتگو کی جائے۔

تقیات کے تحت کھڑے ہوئے تھے۔ اس سے یہ واقعہ پایہ ثبوت کو پہنچا ہے کہ عمر بن سعد نے سابقین کا رینگ سے پھیلے اپنی فوج ہر پر اتار کر پانی امام حسین اور آپ کے ہمراہوں پر چڑھ کر دھوا ہر پر اس کا قبضہ تھا اور فوج پانی اور خیمہ سیلی کے درمیان حائل تھا جس سے پانی کا مٹنا و سٹوار ہو چکا تھا پھر ابن زیاد کے حکم نامہ کے بعد اس نے انتہائی جنگی اور سختی شروع کر دی جس سے معاملہ نے شدت اختیار کر لی پیاس کی شدت زیدہ ہوئی اور مزدورت ہوئی کہ اس بارے میں عمر بن سعد سے گفتگو کی جائے۔

میں نے یہ سب دیکھا ہے یہ سب نہیں ہوتا  
 کہ ان کو بھی پانی ان کاہ شون میں چو پانی خام  
 میں ایک چم چھو چنے دینے کے متعلق کہ رسہ  
 کے کامیاب کا یقین تھا اور اس واقعہ کے  
 متعلق کہ خام حسینی میں ان کے قدغن  
 گناہ سے تو آپ کو چکا ہے اور سب  
 نہ اصحاب حسینی تو آپ کا دھبہ سے پیاسے  
 ہیں اگر ہر چہ سخت پہرہ دل کے باد جودان  
 لا عین کو غلوپ کر کے ساتھ ہی تاریخ کے  
 ہمدانی خام حسینی میں لانے کی کوئی کوشش  
 کا صاحب ہوتا ہر قیاس خصوصاً شب عاشور  
 میں تو کیا وہ ملک جو ۱۲ام اور عترت نبویہ کے  
 ہلے سے مرے کے اعلان کے جواب میں یہ  
 نہ کہتے کہ آپ کا یہ کنا درصحت نہیں ابھی  
 گناہ کی بات ہے اور رات کا دقتہ ہے کہ  
 انی مترت نبویہ تک پہنچا گیا ہے پھر کیا  
 مدایت غسل کو قابل اعتبار سمجھ دالے بیچ  
 عاشور میں تھا آپ کے منکر نہیں ہیں جس  
 کے کوئی مدین و اشیا بھی مترت تھے  
 قانعہ یا ادا الالبصار۔

**جناب محرک احتجاج** ۱۳ جناب حر  
 کا یہ مرکز الاط  
 تقریر کتب تواریخ میں منقول ہے۔

یا اہل الکوفہ لاکم الاحول والاعیان وثق  
 مودہ حتی اذا تاکم اسلمتوہ زعمتم انکم  
 قاتلو انکم دودنم مددتم علیہ تفلکوہ  
 اسکم بغیہ واخذتم بکفہ واعظم بہ من  
 کل حاد فلیستوہ التوجہ فی لادالۃ العریضہ  
 قتلا من حاد من اہل بیتہ وایم فی ایہ یکمالا  
 شہرہ یک نفسہ لعدا لہ یثیخ لہ مراد غنا

و شائدہ اجمیۃ و اصحابہ من اہل الفرات  
 انباری بطریق الیہودی و الیہودی و النبطی  
 و لیسرۃ خدیجہ تازیہ السواد و کلابہ و ہام  
 قدم صرما لطف ہما خلفم عروانی ذریعہ  
 لا سقام نہ یوم لظواء ان لم تر ہما و تشرع  
 ما اقم علیہ۔

عہری مطبوعہ بہت کچھ کاشانی من مہد  
 انانیہ ص ۳۳  
 (کو خدو الہو! تھاری ما بنی تم پر رہیں  
 تم نے حسین کو بلا جبرہ آئے تو تم ان سے  
 پھر گئے پہلے تو جان نثاری کے دونوں کے پھر  
 ان کے در پہ قتل ہو گئے ان کی راہ روک  
 دی ہے زندگی ان پر تنگ کر دی ہے ان  
 کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے خدا کے وسیع  
 بشہروں میں کسی کی طرف ان کو جانے  
 نہیں دیتے تاکہ ان کو اور ان کے اہل بیت  
 کو اس کی جگہ ل جائے حسین اس وقت تھکا  
 لم تھوں میں قیدی بن کر رہ گئے ہیں نہ اپنے  
 کو کوئی نفع پہنچا سکے اور نہ کوئی فزردن  
 کر سکے آئے ان عورتوں اور رشتہ خنہ یوں  
 اور ان کے ہر اہل کو فزرت سے اس پتے  
 ہوئے پانی سے محروم کر دیا ہے جس سے  
 یہودی مجوسی نصرانی بھی تو میرا ہی ہیں اور  
 میں میں آس پاس کے دیہاتوں کے کئے اور  
 سو رنگ لوٹ رہے ہیں اور ان لوگوں  
 کا یہ حال ہے کہ پیاس نے ان کو بے جان  
 کر کے گرا دیا ہے تم سب کو میری اذیت کے  
 ساتھ ان کے بدبختی برا سلوک کیا اگر تم  
 تو یہ نہیں کرتے اور اے عجم سے ہا نہیں  
 آتے تو خدا تمہیں قیامت کی پیاس کے دن

میرا ب نہ کہ ہے۔  
 کیا جناب سوچی اس تقریر کا یہ جہد مذمور  
 عہم لطفی یہ ظاہر نہیں کہ امام اور آپ  
 کے اہل حرم تھے تھے بچے اور اصحاب سب  
 کے سب پیاس کی ہلک شدت کی وجہ سے  
 بے جان ہو رہے تھے کسی کے دم میں دی  
 نہ تھا اور یہ حالت ان کی اس وجہ سے تھی کہ  
 جس آپ فزرت سے یہودی نصرانی و مجوسی  
 سگ و حوک تک میرا ب تھے امام اور  
 آپ کے ہر اہل کے لیے دستیاب نہ تھا  
 تہرہ شاہد کہ صرف چند گھنٹوں یا ایک  
 دن کی پیاس میں ایسی جان گس۔ ہلک  
 تباہ کن شدت نہیں ہو سکتی یہ ہلک شدت  
 اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جبکہ اس کا زمانہ  
 بہت طویل ہو لہذا اتین دن پیا سادہنا حمل  
 حد شہر و قضا تو کہ پہنچا ہوا ہے بالکل دور  
 ہے اور علامہ کنزوری کا یہ ارشاد وحی  
 بحرف فصیح اور حقیقت کا آئینہ دار ہے۔

**علامہ کنزوری کا متفقانہ**  
**کلام فریقہ قطب آب تواتر کو**  
**ہوئی گیس**

محرم کے دن کوادہ دن گزر کر اکٹھ یا شہر  
 سے بند کیا گیا اور یہی پیاس چند روزہ ان ذوالحجہ  
 سے بھی کبھی جاتی ہے جو آئمہ علیہم السلام  
 سے روایت کی گئی ہے اور ان روایتوں  
 سے بھی ثابت ہوتا ہے جو بطور حنین کوئی  
 کے از رو زو د لادت امام حسین علیہ السلام

مردن شہیدان کی جگہ پر کھڑے ہو کر  
یہ بھی چند سجدہ پیراں ثابت ہو رہے ہیں  
جہاں جانے اور انبیاء کو صاحب امام مہین  
حیدر امام کے پیرے شہید ہونے کا خبر

دی ۱۰۰ روایات میں جن میں حافظان  
قرآن کے احوال منقول ہیں جنہوں نے اپنی  
حضر کے ساتھ کئی بار اس پروردگار کی  
جہاد کے لئے نکلے اپنی ہمدرد اور اس کی

کی پیاس پر جو گنگو اصحاب امام حسین علیہ السلام  
نے سرسبز اور شہر و دیہات کی ہمدرد  
کرتے ہوئے ہر جہاد اور شہادت  
مرد گونڈے اشتیاق امت کو ساتھ لے کر

# درست حجت

(از جناب مرزا نذیر حسین صاحب تہذیب و تہذیب)

طوفان حوادث میں نہ منہ حق سے پھرانا  
اک دفتر نام ہے مسافر کا خاندان  
مطلوبی و آیش کی تیج دوزباں کے دیدے کے کچھ کے  
چرخ ستر ایجاد کا شگہ نہیں کرتے اللہ کے بند  
گنگو رکھا کفر کی جس دم اند آئے عیبوں کے ہوسے  
خود خون کے توحید سمندر میں ہنساکر دو ہاتھ لگا کر  
ہوتے ہیں جفا کش نگہ ناز کے پس رکھتے ہوا گردل  
جینے کے لیے چشمہ زریں پہ نہ مرنا ہو کیسے ہی تشنہ  
ہے چاہ اگر دل میں حیات ابدی کی دلی صدی کی  
ایمان جو پیار ہے تو کیا لعل و جواہر اسلام کی خاطر  
پیرانہ سری لاشیں جواؤں کی اٹھائی وہ سوز ہنائی  
تو اوروں کی جھٹکا رستے ڈرتے نہیں غازی بچن کے غازی  
دشمن کو اماں دینا ظفر اٹھ جو چوے رحم اس کو ہی کتے  
دھمکے کا ہنگام وہ فوجوں کی چسٹھائی وہ دودھ دغا  
جب امتا سے من نہ سکے پیاس میں حافی ناباب جو پانی  
کہتے ہیں جسے عزت نفس اہل بعیرت ہے گو ہر عظمت

ثابت قدمی راہ صداقت میں دکھانا  
مات کی بقا کے لیے دکھ درد اٹھانا  
ظالم کی حکومت کو تہہ سے مٹانا  
گہڑے ہوئے ماحول کو ہمت سے بنانا  
ظلمت میں ہدایت کے چراغوں کو جھلانا  
گرداب ہلاکت سے سفینے کو بچانا  
راستی پر رعا بار شہادت کو اٹھانا  
آپند و شمشیر سے پیاس اپنی بھلانا  
ناموسیں شریعت کے لیے جان لانا  
نئی کفن اولاد کو ہاتھوں سے پہنانا  
ہر سوزہ قرآن کو کھجور سے لگانا  
سرین لڑائی میں بے سجدہ جھکانا  
قدرت پہ بھی خاموش کھڑے برہمچاں کھانا  
جلتی ہوئی برقی پہ مصلے کو بچھکانا  
گواہی میں روئے ہوئے بچے کو چھکانا  
اس در کی حفاظت میں گلا پیاسا کھلانا

نسب کچھ ہے نذیر اس کا دیا پوش میں آؤ جیت پڑے تو  
مالک کی محبت میں بھرے گھر کو اٹانا، شمشیر سے سیکیو



یہ سبھی پالی کا ایک سنگم ہے کہ پالی کا وہ  
 پتہ بنا جس وقت سیاست کا عملی معاملہ  
 کی بجائے یہ مسئلہ ہر سال کے مسائل میں  
 شامل ہو جاتا ہے ان کی زندگی کی سیاسی  
 کا احترام و تحفظ کیلئے ہر سیاسی کی  
 اور یہ ضروری بات ہے کہ پالی موجود  
 ہوتے ہوئے امام نے خود غور کیا اور نہ  
 اطفال و اصحاب کو پالی داخل فرمایا اطفال  
 طاہرات کی لاسٹ گر گئے تھے بچوں تک کی  
 سیاسی نہیں سمجھا لیکن یہ کہ معمولات ایسی بدعتی  
 اور یہ امام کا فعل تھا کہ جس پر کوئی سوال  
 و اردو نہیں ہو سکتا اگر عقل و افغان کا  
 روشنی میں ان روایات کی تردید کیا جائے  
 جو حسب تقریر حلیہ کہ کثرتی مجددی اتر پیچ  
 گئی یہی توان سب سے چار چہ روئے پاس  
 کی ہنگامہ ثابت ہوتا ہے دلم اس  
 کا سبب بھی علم ہوتا ہے کہ محافظان ہر  
 کے سخت پیروں کی وجہ سے تمام حسینی میں  
 پالی ناپاب تھا اور اس جاکہ کثرتی کا سبب  
 تھا آپ تھا کہ پالی باوجود دستیابی بنا بر  
 معمولات دینا اور جو اصحاب و اہل بیت  
 لڑتے لڑتے فرات پر پہنچ جاتے تھے اور  
 بغیر وفاداری پالی نہیں پیتے تھے اور حضرت  
 کی پیاس اور اطفال کی تشنگی یاد کر کے پانی  
 چلو میں بھر کر پیسک دیتے تھے ان کو ناست  
 اس بات پر جو تاخیر کہ پانی اس وقت ان  
 کے اختیار میں ہے وہ حسینی و اطفال حسینی  
 کے چہ ناپاب ہے چھوٹے چھوٹے بچے تک  
 اس کے چہ ترس رہے ہیں اور اس کی

[illegible]

دائیں ۲۹۷-۲۹۷

انام او ان رست و انجالی سسپہار کا  
 قلم پستاکوئی معلومت کی سیسی  
 روایات



تا برصطی پانی نہ تھل کر یہ سب غریب  
فاضل موعظ سے پہلے کسی فرد بشر کے علم  
میں نہ تھا یہ تحقیق کمال ہدیہ اور انوکھی ہے  
اور فاضل موعظ کی جدت نواز فلسفہ اولیٰ  
کی پیداوار ہے۔

روایات وجود آب  
مکہ تقد و تبصرہ  
امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ہمراہوں

کا موت آپ کی وجہ سے ہوا  
ہو نہ ہو اثرات میں داخل ہو  
میں نہ تھا یہ تحقیق کمال ہدیہ اور انوکھی ہے  
اور فاضل موعظ کی جدت نواز فلسفہ اولیٰ  
کی پیداوار ہے۔

## زمین کر بلا کے نہر فلک

حضرت عون و محمدؑ

کب عون و محمد کی غفلت کا جواب آیا  
ماثور کی شب بوقت نصرت میں نہ خواب آیا  
کاموں کی حمایت میں نکلے جو سرسیدان  
یوں ل کے لڑے دونوں کپین میں خواب آیا  
حضرت قاسمؑ  
جسک ہوا اگر کسی کو کچھ مسلحہ جنت میں  
دیکھے پر کے جو ہر خزانہ کی وغیر میں  
قاسم کو ہر نصرت کر کے دوسرے بستا  
تھے اک سین ہم بھی ہوتے جو کہ بلا میں

حضرت عباسؑ

جہاں پر کس کے دم سے چھا گئی بیت پائیک  
کہ لڑاں ہے فضاے دریاں لہا و لہی کی  
نہ چھوڑا مر کے بھی عباس نے تھنہ ترانی کا  
شجاعت بول علی یہ نسل ہے خیر الہی کی  
حضرت علی اکبرؑ  
دل پر زور د اپنا کر کے دین شوق بیدوی  
علی اکبر نے ہمت اور وفا کی انتہا کر دی  
یہ جوش کی لہر صحت پر یوں ٹوٹ کر  
لکھا گو یا ستم کے گت اے دھن جو انری

حضرت علی اصغرؑ

تیم پر بہوں کیوں ساکانی شہت شہد  
وہ پیکان سہ پہلو اور شمشادہ علی اصغرؑ  
یقیناً ہو امت کی جھلک اس طفل میں باقرؑ  
ہوں کی ایک بخشش میں ہو جب اعمار کا منظر  
امام زین العابدینؑ  
عالم کو دکھا دیں عابد نے شیر زبانی تائیدی  
اناروں میں درباروں میں گئی تھی مال تیری  
اٹھارے کو کہتے ہیں یہ شہنشاہت ہو باقرؑ  
منہب کو دلائی آنادی خوش ہو کے پہلی بھری

حضرت زینبؑ

منصب پہ لا پ کا اگر حضرت شہید تھے  
دریں عمل میں مال کی حالی زینب دیگر نے  
تیسرے میں ہم یوں ہو گئی تقسیم کار  
بھائی نے کی جب انتہا کا ابتدا شیر نے  
امام حسینؑ  
محبوب خدا کے راکب شہزادہ افراس تھے ہیں  
جس قہر کے ہوں میں ملت کے سب چاند لے لیں  
ہوئے زہم دل و دل ہو رہے تیرے جلوں سے  
اے چاند علی کے ایک ہوا اور کھلے ہوا

ہو سکتا ہے کہ فوج یزید کی طرف سے پانی بند کیے جانے اور محافظت نہ رہیں نہایت شدت و تنگی اور سخت قہر میں ٹوٹ کر رہنے جانے کے بعد بھی پیام حبیبی کا پانی لایا گیا اس لیے نہ پانی نایاب تھا اور نہ امام حسین اور آپ کے اقارب و انصار تین روز کے پیاسے تھے اور اگر رہے ہوں گے تو اپنی کسی معلومت و سیاست کی بناء پر نہ کہ پانی کا نایابی اور قحط کی وجہ سے۔ اس قسم کی روایات نہایت قلیل المتعداد ہیں اور روایت ددرایت دونوں اعتبار سے ادب اب عام کے نزدیک وہ بھی قابل التفات نہ تھیں کیوں کہ جو حقیقت اور واقعہ تواریخ کو پہنچ کر قطعی و یقینی بن چکا ہو اس کے خلاف کوئی بات کسی صاحب عقل کے نزدیک سموعہ و قابل قدر نہیں ہو سکتی اس کا مخالفت متواتر ہونا بھی اس کے باطل و کاذب اور محض سفسطہ و جہنم ہونے کے لیے کافی ہوتا ہے اس کے لیے مزید شاہد و دلیل کا احتیاج نقل نہیں ہوتی عقل اگر اپنی فطرتِ اصل پر قائم ہے تو اس کو محض اس لیے قبول نہیں کر سکتی کہ وہ خلاف تواتر ہے جو روایت خلاف متواتر ہو اس کے بطلان کے ثبوت کے لیے اس کی مخالفت تواتر ہی کافی ہے اس کے ابطال کے لیے اس کی مسدود کی تفتیش و جستجو کاوش بے ضرورت ہے اگر اس اصول کو تسلیم نہ کیا جائے گا تو نام تاریخی واقعات و حقائق قطعیہ و یقینیہ کے مرتبہ سے گمراہی کے ملامت و تنقید و سفسطہ انگیزی میں نہ کوئی واقعہ

واقعہ رہ جائے گا اور نہ کوئی حقیقت رہ جائے گی اس لیے کہ دنیا میں کوئی واقعہ ایسا ہو سکتا ہے جس کے خلاف کوئی روایت موجود نہ ہو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کبریٰ کا ۱۰ محرم کو واقعہ ہونا کمال شہرت و تواتر کے درجہ پر پہنچا ہوا ہے تمام دنیا کے تاریخ نگار اس پر اتفاق ہے۔ مگر اس کے خلاف بھی ایک بیان موجود ہے۔ تاریخ طبری ملاحظہ ہو۔

بخرد افشانی من الجملہ ثانیہ

۲۸۷

### ایک روایت عجیبہ امام حسینؑ کا صفر کو شہید ہونے کا

بن علی بن مفرسنہ ۶۱ و مولو مند ابن خمس و خمین حدیثی بن مک افلیج بن سعید عن بن کعب القرظی۔

حدثنا کتبنا ہے کہ مجھے ابن سعد نے بیان کیا وہ کہتا ہے مجھ سے محمد بن عمر نے روایت کی کہ حسین بن علی ماہ صفر ۱۰ میں یمن میں بن کے سن میں شہادت پائی۔ مجھ سے یہ بات افلیج بن سعید نے ابن کعب قرظی کی زبانی کی زبانی بیان کی ہے۔

پھر بھی کوئی ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے جو اس بے سرو پاہر کی بنا پر اپنے اس قطع و یقین میں تزلزل اور کمزوری محسوس کرنا ہو جو اسے دسویں محرم کو وقوع شہادت کے متعلق نہر یہ تو ائمہ روایات و اخبار حاصل ہے؟ جو روایات متواتر قضا آپ و تنگی سے

روزہ کے مخالفت ہیں ان کی حیثیت اس سے کچھ بھی مختلف نہیں ہے جو شہادت کا ماہ صفر میں واقع ہونا ظاہر کرتی ہے لہذا کوئی مستقویت اس امر میں نہیں ہو سکتی کہ ایک کو خلاف تواتر ہونے کی بناء پر ناقابل اعتبار مقرر کرنا نظر انداز کر دیا جائے اور دوسری روایت کو کھلی ہوئی مخالفت تواتر کے باوجود مرتبہ اعتبار قبول دے کر قابل استخراج نتائج مقرر کیا جائے کہ امام دو ہذا اندازہ۔ جس تاریخ طبری سے اخذ فیصلہ مہارت مند وہ ماخوذ ہے (حالانکہ کوئی لفظ روایت طبری کی مثل بدولات نہیں کرتی) اسی میں شہادت کا صفر میں واقع ہونا بھی ممکن ہے بلکہ روایت باعتبار مہارت و الفاظ نہایت صاف و صریح ہے پھر کیا اس کا شہید انانیت جیسے دفتر تجدیدات میں جگہ نہ دینا خلاف انصاف و مخالفت ذوق حدیث طرازی نہ ہوگا

### روایات واقعات کربلا کا ماحند

والی روایات کے متعلق ناقدانہ کاوش کی جائے کہ گزارش ضروری ہے کہ واقعات کربلا عام اسلامی تواریخ میں مذکور ہیں ایک دن کا ماحند یزیدی حکومت کے فوجی تادمہ بکار و دیں رپورٹیں اور خود پناہوں کے بیانات بھی ہیں فاضل سولہ بھی اس کے مستوف ہیں اور اس اعتراض کو نہایت سنجیدگی سے ان احادیث میں ظاہر فرماتے ہیں۔ خود اموی نامہ بکاروں اور فوجیوں

نگارون ہر فوجیوں کے ہاؤس میں صرف  
ملا جھمکا غیر شعری ہوتا ہے جو خود ان کے  
خدا کے خلاف ہوتا ہے جس میں ہر دم دانا

ملا جھمکا ہوتا ہے ان کے مطابق اور  
ملا جھمکا ہوتا ہے ان کے مطابق اور  
ملا جھمکا ہوتا ہے ان کے مطابق اور

ملا جھمکا ہوتا ہے ان کے مطابق اور  
ملا جھمکا ہوتا ہے ان کے مطابق اور  
ملا جھمکا ہوتا ہے ان کے مطابق اور

## صغریٰ کے مرگے اک جام کیلئے

... (از جناب ساحر نجمی شاعر)

صغریٰ دیا جانتا ہے اسلام کیلئے	صغریٰ دیا جانتا ہے اسلام کیلئے
مستوم کا ہو ہوتا بڑے کام کیلئے	مستوم کا ہو ہوتا بڑے کام کیلئے
ہر قوم کو سنائیے روداد کر بلا	ہر قوم کو سنائیے روداد کر بلا
دنیا کو کچھ سکھائیے اور خود بھی سیکھئے	دنیا کو کچھ سکھائیے اور خود بھی سیکھئے
سو کھے گلے کا اپنے ہو وقف کر دیا	سو کھے گلے کا اپنے ہو وقف کر دیا
آپس میں کچھ مفید یہ خونریزیاں نہیں	آپس میں کچھ مفید یہ خونریزیاں نہیں
عباس نے حسینؑ پر کی زندگی نثار	عباس نے حسینؑ پر کی زندگی نثار
فوجوں میں کس طرح کے مسلمان تھے اہل قحط	فوجوں میں کس طرح کے مسلمان تھے اہل قحط

ساحر مجھے بد ناز کہ ہوں شاعر حسینؑ

کہتا نہیں میں نظم کبھی نام کیلئے

حکومت اور فوجیوں کے مقام مذکور ہوتے ہیں حکومت کے نام نگاروں اور فوجیوں کا مقصد واقعات جو در ظلم اور اپنی زیادتیوں کی پردہ پوشی کرنا اور اعلیت کو چھپانا تھا نہ کہ خود اپنے خلاف دیکھ دوانستہ پرکیزہ کرنا اور غلط فہمی پھیلانا لہذا ان کی رپورٹوں اور بیانیوں میں وہی حصہ غیر شعوری طور پر ایسی باتیں کہے یا کھے جو خود اس کے خلاف کے خلاف ہیں اور اس کے مفاد کو مدد پہنچانے والی ہیں اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ سنان بن انس نے حضرت ہام سین کا سر ہارک عمر سعد کے سامنے رکھ کر مذہب منہ خست و طبع مہلہ افام میں ایسے اشارے بڑھے جو اس کے مفاد کے خلاف تھے اس پر عمر بن سعد نے اس کو ٹوکا اور سختی سے تنبیہ کی تا ریح کامل میں ہے۔

قال انس بن سنان بن انس النخعی قلت لعمر بن الخطاب ان رسول الله قلت اعلم العرب خطرا اذا بذل لك هدا فانت امر او كغالب فوايك منهم فاهم لو اعطوك بيوت امواهم في قتلهم كان قتلهم فاقبل على فرسه وكان غما ما شامروا به لوضته حتى وقعت على باب لسطاط عمر بن سعد ثم نادى اعلی صوت۔

اور رکابی فقت و ذہبا

انی قلت السید المحبا

قلت خیر ان س ما و ابا

و جز ام از بسون نسبا

قال بن سعد اشهد انک مجنون او غفہ علی قتلہ و علی حد فہ بالنعیب و قال یاجزین

اعلم بهذا الکلام دام ظلہ و سبک ابن زیاد نصرہ شک۔ جلد ۴ صفحہ

لوگوں نے سنان بن انس النخعی سے کہا تو نے فاطمہ دختر رسول خدا اور علیؑ کے بیٹے حسینؑ کو قتل کیا ہے تو نے عرب کے سب سے بڑے حرمت والے انسان کو مارا ہے جو ان اسی امیروں کا ملک چھین لینا چاہتا تھا لہذا تو اپنے امیروں کے پاس جا کر ایسے بڑے کارنامہ کا صلہ افام طلب کر اگر وہ تیرے حسین کے محلے میں تجھے اپنے غلام دے ڈالیں تو بھی یہ بخشش ان کی کم ہوگی یہ سن کر سنان عمر بن سعد کے پاس آیا اور درخیزہ پر کھڑا ہوا اور بآواز بلند یہ اشارے بڑھنے لگا۔

اور رکابی فقت و ذہبا الخ یعنی میری ٹوہل جاندی اور سونے سے بھر دے کیوں کہ میں نے سر پر مردہ عز و دہانی میں رہنے والے سردار کو مارا ہے میں نے اس کو قتل کیا ہے جو مال باپ اور نسب کی شرافت میں سب سے بہتر تھا۔ عمر بن سعد نے یہ اشارے تو کہا کہ بے شک تو مجھوں ہی پر گیس ہے پھر اسے ساخنہ بلایا اور چھڑی مار کر کہا اسے دیوانے تو اس طرح کی باتیں کہتا ہے اگر ابن زیاد نے سنا تو تجھے مار ہی ڈالے گا۔

لہذا اموی نامہ نگاروں کی رپورٹوں اور فوجیوں کے بیانیوں میں وہی جو ثبات قابل اعتبار اور قیمتی ہیں ان کے حصہ غیر شعوری طریقہ ہیں بیان کیے گئے ہیں جو ان کے مفاد کے خلاف ہیں جن میں ان کی جفاکاریوں اور سنگین گنہگاروں کے

تذکرے ہیں گے امام حسینؑ اپنے اہل بیتؑ کی مظلومیت مذکور ہو کر اور آپؑ کے صلہ کی تائید غیر شعوری طور پر ہوتی ہوگی یہ بات بالکل مطابق فطرت ہو کہ ظالم اپنے ظلم اور مظلوم کی مظلومیت کی یہی داستان دنیا کو شاکر اپنی رسوائیوں کے اسباب فراہم نہیں کر سکتا وہ تا مکان اپنے ظلم و ستم پر پردہ ڈالنے اپنے اعمال کو چھپانے مظلوم کی مظلومیت کو ہلکا کرنے کی سہمش کرتا ہے لہذا اموی نامہ نگاروں کی رپورٹوں اور فوجیوں کے جن بیانیوں میں خود ان کے مفاد کا واضح اہلہ موجود ہو اور جن میں ان کے مظالم کی شدت کو کم کر کے دکھایا گیا ہو ان کی بائز یہ باتیں کہا جاسکتی کہ وہ غیر شعور دنیا کے سامنے لائے گئے ہوں گے اور ممدوح کی نگاہ میں ان کی قدر و قیمت ہو سکتی ہے تمام عقلی و عرفی و عادی قرائن اس قسم کی رپورٹوں اور بیانیوں کو حکومت و محال حکومت کے حق میں مفید پر دیگزہا سمجھنے پر مجبور کرتے ہیں اہل بیتؑ کی مظلومیت کے جان تاروں پر اشیا کوڑے اموی حکومت کی مفاہی کے لئے یہ مشابہت کش مظالم تھے ان کے ہر تاریخ اثاث و خوارق کا ادا کو جلد ہی خود ماحول ہونے لگا تھا اور اس سے بعض شقیار اپنے ضمیر کی ملی بھگت آواز کی بنا پر آنے والے رسوائیوں اور نصیحتوں کا پہلے ہی کچھ نہ کچھ شعور و احساس رکھتے تھے اور بعض بدبختیوں نے بعد میں اس کا احساس کیا قتل سادات کا یہ انجام بہت جلد ان کے سامنے آ گیا کہ رسوائی زیاد ہوئے عقلی اللہ کی طرف سے تفریق کی پوجہ اور ان پر ہونے والی عام طور نفرت و حقارت کے جذبات اور اسرار ان کے خلاف اور بھرنے لگے اور وہ دنیا میں نہ دکھانے کی بلکہ رچ طرح مال و ذرا اور دوسری جگہ دھندل جاد حسرت و ندامت بن کر ان کے ناپاک دلوں میں بجھنے لگا اور اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے ان کے پاس اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہ تھی کہ اپنے جبر و تعدی کو چھپائیں اپنی مفاہی پر پردہ ڈالیں اور اپنے ظلم و ستم کے واقعات

کو بیخ کر کے بیان کریں دنیا میں ایسا کوئی بندہ نہیں  
 کامیاب نہیں ہوتا جس میں اپنے مقصد کی کھلی چوٹی ہو  
 گئی ہو پریشہ ظالم اپنے مظالم کی سنگینی کو کم کرنے کے  
 لیے افسانے بیان کرتے ہیں جو بلا ہر مظلوم کے حق  
 میں بھلا اور باطنی طور پر ظالم کے مفاد پر اچھا اثر ڈالتا  
 ہوں اور کبھی جفا کاروں کی سنگینی کو ہلکا کر دینے والے ہوں  
 اگر کوئی ظالم جفا شمار اپنے مظالم کا انکار کرے کہ  
 اللہ انہی براہ راست کا براہ راست ثبوت دینا چاہیے تو  
 دنیا میں اس کا پردہ پیگندہ کامیاب نہیں ہو سکتا  
 پردہ پیگندہ کا ایسا بیانیہ حاصل کرتا ہے جس میں معنی طور  
 سے حصول مقصد کی کوشش کی گئی ہو اور اس کا  
 ظاہر مظلوم کے حق میں ہو اور باطن ظالم کے حق میں ہو۔  
 بعد حادثہ شہادت غلطی اموی حکومت اور  
 اس کے عاملوں اور فرجیوں کو یہ محسوس ہو گیا کہ  
 ادوں کی طرف سے عام نفرت پیدا ہو رہی ہے  
 کہ باطنی دلوں کی مظلومیت نے عوام و خواص کے  
 دلوں میں جذبہ ہمدردی اور ان ظالمین کی  
 جانب سے نفرت و حقارت کا احساس پیدا  
 کر دیا ہے جو کم کرنے کی فردت ہو اور اس  
 فردت کے باعث وہ دغ با نیوں کا جو مسئلہ شروع  
 کیا گیا اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

دنیا سے عام  
 اموی افترا اور کوئی  
 دروغ کی ایک بل کاٹنا

دولت آبادی کتاب مناقب سادات میں لکھتے ہیں۔  
 حضرت انسہ قلمی نے بیان کیا ہے کہ امام ہدایت  
 (سوال) اپنے گورنر حسین ابن علی علیہ السلام  
 و در دست کر با در حالت نزع گفت در ہشت نام  
 خاکشہرہ خود را بر ابر ہرم۔

(جواب) میں نے شخص افترا دغ و مستبد  
 کو بہر تہمت است دیرا چہ نزع حسین عبادت  
 از ہرین سر بارک است و در آن وقت

ہیچکس سنی و دین حاضر نمود و ہمہ شہد گشتہ  
 نمودند قول مدعا علیہ و گواہی خونیابہ و ماندن  
 با قضاقت مردود است عرفت کہ کما فی المناقب۔  
 حضرات ناظرین صرف اسی ایک مثال سے  
 اندازہ فرما سکتے ہیں کہ قاتلان امام ابنی عام  
 رسوائی و ذلت و قبیحت کو کم کرنے اور جہز جہاد  
 کو مقرب عامہ ہمارے گھٹائے کی غرض سے کس طرح  
 کا پردہ پیگندہ کر رہے تھے ادوں کے افسانوں کا  
 اندازہ کیا تھا بظاہر امام حسین علیہ السلام کی  
 کہیم النفس و سبغ الشری و اداسی حضور ہم  
 لا کمال دکھا یا تھا اور یہ ظاہر بھی تھا کہ حضرت  
 کا رحم و کرم اتنا وسیع و بڑھ گیا تھا کہ انہی  
 قاتلوں کا جہنم میں جانا گوارا نہ فرما سکتے تھے  
 آپ وقت نزع اس کی ضمانت کرتے ہیں کہ  
 اپنے قاتل کو عذاب جہنم سے بچاؤں گا اور اس  
 کے فیہرشت میں قدم در کھوں گا مگر اس پر زبانی  
 کا مقصد اصلی یہ تھا کہ اسلامی دنیا میں جو عام نفرت  
 عقائد کا جذبہ ادوں کے خلاف پیدا ہو گیا ہو  
 اس کو کوہ دریا جانے کا اور خلق خدا کو یہ یاد  
 کرایا جائے کہ امام حسین علیہ السلام خود اپنے  
 قاتلوں کو معاف فرما چکے ہیں ادوں کی حفاظت  
 کا وعدہ کرتے ہیں لہذا ادوں کو اسلام سے  
 قانع ہوں و مردود رحمت خدا سے  
 مایوس نہ سمجھا جائیے چاہے امام مظلوم خود اپنے  
 قاتلوں کو معافی کا پروانہ دینگے ہوں تو وہ کتنے  
 ہمدردوں کو ادوں قاتلوں اور ظالموں پر نفرت  
 کرنے کا سبب بن گئے۔

تحقیق روایات کا  
 ایک اہم قاعدہ

کہہ پر کہنے کا شہادت مستند معیار اور قوی ترین  
 اصول بنایا ہے جس سے ہر عین حکومت یزید

اور قاتلان امام کی صفائی کا کوئی پہلو نہیں ملتا  
 ہمدس معیار و اصول کو ان روایات کے متعلق  
 بھی پیش نظر رکھنا چاہیے جن میں وجوہ اب کا  
 افسانہ مذکور ہے مظلومان کہ با کے معائب و  
 شہادتیں ادوں کی سوزہ بھوک اور پیاس کو  
 انتہائی اہمیت و عظمت حاصل ہے حادثہ شہادت  
 حسین کو واقعہ شدت عظمیٰ نے نہایت درد انگیز  
 بنا دیا تھا عزت ظاہر کو پیاسا شہید کرنا عام  
 رسوائی کا سبب ہو رہا تھا اموی حکومت اور  
 اس کے سنگدل و جفا کار کوئی انصاف اور پامال  
 کی یہ بیدردی زبان زد خاص و عام ہو رہی تھی  
 کہ انصاف نے اہل بیت نبوی کو تین روز کا  
 پیاسا شہید کیا نہ صرف جوانوں اور بڑھوں  
 بلکہ نئے نئے بچوں کو بھی پیاسا ماما اس فوقیہ  
 سنگھ دلی و سفاکی کے چرچے عام ہو رہے تھے ہر جا  
 سے نفرت و ملامت کی بارش ہو رہی تھی حسینی مظلوم  
 کے مذکور سے اسوی حکومت اور اس کے جرم  
 فوجیوں کو صرف ذلت و رسوائی ہی کا سامنا تھا  
 بلکہ عام جذبات و خیالات کے خلاف ہو جانے سے  
 دوسری قسم کے سیاسی خطرات بھی پیدا ہو رہے  
 تھے رائے عامہ ادوں کے خلاف اور قترہ ظاہر  
 کی مظلومیت سے اثر پذیر ہو رہی تھی جس سے عام  
 جذبات و انقلاب کا اندیشہ تھا اس کا اندازہ  
 لازم ہو گیا تھا اور اسکی تدبیر بھی ہونگئی تھی  
 کہ امام حسین اور اہل بیت کی مظلومیت پر  
 غیر معمولی تشنگی کی عام شدت کو بے اثر بنایا جائے  
 لہذا اس امر میں مطلق شبہ کی گنجائش نہیں کہ  
 ادوں کی طرف سے معائب شہداء یا انصاف میں  
 معمولی پیاس اور بانی کے قتل کے خلاف ہر ممکن  
 پردہ پیگندہ کیا ہو گا شہداء کے کارنامے اس  
 انداز سے بیان کئے گئے ہوں گے جس سے ادوں  
 کی انتہائی مظلومیت اور جذبہ ہمدردی کو عام  
 طور سے ادھارنے والی مصیبتوں کی تائید ہو

ہوجانے اعلیٰ کی طباعت و سہجہ تحریر کے نیا نمونہ  
کارخانے ادن کے دلا دلداری و حق شناسی کا  
واقعہ ادن کی پابندی و احباب و مذہب  
شرعی کی روایات پاس آداب طہارت مندوبہ  
کی حکایات کچھ ایسے انداز سے بیان کی گئی  
ہوں گی جس سے ادن کی سروسرزدہ شدت و عشق  
کی عام شہرت شکوک و شبہات میں پڑ جائے اور  
غیر محسوس طور سے آپ کی شہرت عامہ کو بے اثر و بے  
اصل قرار دیتے ہوئے یہ باور کرایا جائے کہ کربلا  
والے شہداء کے پانی سے خود دم نہ تھے ادن  
کے پاس پانی کا معتد بہ ذخیرہ صبح عاشوراء تک موجود

تھا لڑا وہ تین دن کے پیارے نہ تھے کیوں کہ  
غل و آداب طہارت کھلے کان ہونے والی  
مقدار آب رکھنے والے کبھی اپنے نئے نئے معصوم  
بچوں کو پیاسا نہیں رکھ سکتے کم از کم وہ اپنے  
بچوں کو پانی ضرور پلاتے رہے ہوں گے اس کے  
خلاف طرز عمل فطرت انسانی کے خلاف ہو نہ شر  
اپنے نفس بلکہ اپنے معصوم بچوں کو بھی پانی کا ذخیرہ  
موجود دھوتے ہوئے ملگلا دھگر سوز قننگی میں بتما رکھنا  
اور غل و سبب و آداب طہارت مند و پرہیزگاروں  
ذخیرہ کو خرچ کرنا اصول شرع سے قطع نظر مخالف  
عادت و فطرت بشری بھی ہے اس لئے وہ دن کی

سہ روزہ پیاس کی کشتی ہے اصل حق دہ تین دن کے پیاسے نکلے داد اگر تھے تو کئی نامعلوم مصلحت کی بنا پر جیسا کہ فاضل مولن کا نظریہ عقیدہ رکھتا

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ہر مدعی تا بیغ فوجی کا یہ فرض عقلی دینی ہونا چاہئے کہ جن راجیوں میں شہدائے کربلا کے مدائح و ثنا کے پردہ میں صبح کا شور مچا اور ان کے پاس پانی کا موجود ہونا جان سیکھا ہے اور پربصیرت و عقل کی آنکھیں بند کر کے شوق استفادہ نہ کریں بلکہ اس سے پہلے اور ان کی اصلی حالت کی تحقیق فرمائیں

عروج خاک پاک

(از جناب خندران لکھنوی)

ظلمت باطل مٹی پھوٹی شمع انفلاب  
ذہنیت، خوابیدہ جاگ اٹھی علی کے جوش میں  
ریگ دشت کر بلا ہے حلقہ کام یلا  
ہو رہا ہے چہرہ انسانیت اب تابناک  
اس جہاں میں اک فقط شیر ہے وہ سر بلند  
جس نے احساس ذالین کا کیا اونچا مقام  
روپ میں مافی کے مستقبل سے جس کی جنگ تھی  
جنگ جس کی نسل و ملک قومیت سے بے نیاز  
امتیاز حق و باطل کے کو مسایاں کر دیا

صبح عاشورہ ہے نکلا چاہتا ہے ، آفتاب  
گوخ اٹھی حق کی صدا اس وادی خاموش میں  
کار فرما ہے حسین ابن مسلمی کا حوصلہ  
مل رہا ہے آج ذرّوں کو عروج خاک پاک  
جس کی قربانی ہوئی تاب و تابان دیو و دیوتا  
جس نے باطل کی شکست فاش کو غشا دوام  
جس کے مذہب میں غلامی کی مبادت تنگ تھی  
جنگ وہ جس سے کہ انسانی شرافت مرزا  
پہلے انسانیت کو جس نے تاجمان کر دیا

کر بلا میں ہو گئی انسانیت جب بے نقاب  
کر دیا شبیرؑ نے دنیا میں ذہنی انقلاب



لو ملک العالم دود آباوی کے بتائے ہوئے  
میار پر روایات وجود آب کا پرکھنا ہر عقل  
مندی مورخ کا فرض ہوتا چاہیے چونکہ وہ  
روایات مظلوموں سے زیادہ ظالموں کے  
حق میں مفید ہیں دیکھو کہ ادن سے حوام کے  
خیاہ سند ہی ہو سکتے ہیں کہ (اموی فوج کی  
فرن سے پانی کی موک فوج سخت نہ تھی اہم  
سین اہل آپ کے اصحاب کے پاس صبح روز  
شہادت تک پانی کا ذخیرہ کافی موجود تھا جس  
سے پیاس بجھا تا جو کھل مند ب طہارت نہایت  
بہم ادا کرتے تھے لہذا سین دن خط آب اور  
سے روزہ پیاس کی شہرت ہے اصل ہے اس  
لئے ادن کو باعتبار روایت روایت اس پہل  
تھے ناکتہ پرکھنا لازم ہو کہ غوثی جرموں اور  
معاذوں کا وہ بیان ہرگز ثابت قبول نہیں  
ہو سکتا جو سراسر ادن کے حق میں مفید ہو سکتا  
کیا وہ شہادت جو اس کی معافی کے لئے بنا ہے اور  
ادس کے جرم کے وزن کو گھٹانے والی ہو  
کی صفات انصاف میں سمجھ نہیں ہو سکتی کوئی  
جرم نے غل کا افسانہ منتشر کر کے صرف  
شہادت کی شدت غلطی کے خلاف پر دہیڈا  
بیا ہو بلکہ امام اور اصحاب نے جو شکوے  
قط آب و شنگی کے اختیار کو ذمے کے تھے ادن  
کی سبائی کو بھی شہرت کر دیا ہے لہذا ادن کو نظر ثانی  
دیکھنا اور بسجہ رضا قبول سننا کسی ایسے مورخ  
کا کام نہ ہوگا جو ہر طرف تا بیخ ہونے کے ساتھ  
ذوق تدبیر بھی رکھتا ہو۔  
اس ضرورت کا عقیدہ کہ بندہ روایات مع  
نقد و جرحہ پیش کی جاتی ہیں جن سے آج  
بھی کربلا میں قط آب کے ذکر میں تکیا  
کر کے غیر شہوری طور پر اموی تاریخ نگار  
سے مقصد کو کامیاب بنا رہے ہیں۔  
روایت مالی (۱) اس روایت میں ضرب

صدقہ (۲) امام حسین علیہ السلام کا  
جانب علی اکبر کو شب ماضور پانی لانے کے لیے  
بجھنا اہل اصحاب کو کپڑے دھونے اور غسل کرنے کا  
حکم دیا ہو یہ روایت باعتبار اسناد معتد  
پر لحاظ معانیہ و مطالب بہل قرین ہوا یا نہ  
ہو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی حافل چیز و تدبیر  
بصیر اس کو اپنے کسی جانور نصب العین کا شاہد  
و مودیہ کیونکر بنا سکتا ہو کیونکہ اس پر اعتماد  
و اعتبار کرنے کے بعد بہت سے واقعات  
جو تاریخ کی دنیا میں مسلم الثبوت و متفق علیہ ہیں  
سرد ہو جائیں گے۔  
(ابن الجعابی محمد بن) راوی اول روایت  
عمر البغدادی (۱) امامی کا محمد بن عبداللہ  
الحافظ ہو جو ابن الجعابی کہا جاتا تھا اس کے حال کا  
یہ نہیں میزان الاعتدال ذہبی میں ہو۔ جلد ۲۸۵  
(محمد بن عمر ابو بکر الجعابی الحافظ من اکثر ہذا  
انسان بغداد علی راس الخیص و ثلاثا الامام  
فاطم رقیق الدین و لا قضاء بالموصل و مدح و مدح  
و محمد بن الحسن و ابن ساعدہ دالی یوسف القاضی۔۔۔  
اصحاف کثیرہ و لا غائب قبل کان ابن الجعابی  
بشر بن علی ابن العیسیٰ (۲)  
لسان المیزان مستطانی میں ہو جلد ۳۲۳  
(محمد بن عمر ابو بکر الجعابی) ۳۴۷ھ میں فن حلیہ  
کے اماموں میں سے تھا مگر فاس تھا اس کا دین  
کمزور تھا موصل کا قاضی بنایا گیا ابو سعید و محمد بن حسن  
و ابن ساعدہ و ابو یوسف سے روایت کرتا تھا اس  
کی تصنیفیں بہت ہیں تراجم اہل اس سے نقل  
ہیں کہتے ہیں کہ ابن الجعابی ابن العیسیٰ کی قوم میں  
سراپ پشیمان تھا۔  
قال و لما حکم قتل لہذا قطنی بلغنی ان ابن الجعابی

تغیر بعد تا قتل و اما تغیر قتل ہذا فہم فی الخ  
قال ای و اشتر قال حدیث میں غیل بن احمد مکتوب  
مشرقی حدیثا با سید نہیں لہذا اصل قال  
مکتوب حدیث میں ہے احمد ابوانی سمعت ابی  
بن زرقہ یقول کنت عند الجعابی فجاؤم من شہر  
فوقہ الرصرہ و قالوا ایہا القاضی قد جمع  
اسماء محمد بن ابی داؤد و ذکر من قدم الیہا و امیر المومنین  
علی و در معانی و کما ان ذکرہ قال فیہم یا غلام  
ہات الحقیقہ فہم بہ کتب فیہ و امیر المومنین علی یقال  
انہ قد ہما قال ابن زرقہ علی انصرفوا قتل لہ  
ایہا القاضی ہذا الذی الحقن فی الکتاب من ذکرہ  
تقال ہذا و الذین راہیہم۔  
حاکم کا بیان ہو کہ دارقطنی سے میں نے کہا کہ ابن  
الجعابی میں ہمارے بعد تغیر ہو گیا؟ دارقطنی نے کہا  
آخر کوں تغیر ہو گیا؟ دارقطنی نے کہا آخر کوں سا  
تغیر ہوا؟ میں نے کہا کہ یہ ہو اس کی حدیث فیہم دارقطنی  
بولے کہ ہاں بخیر وہ کہتے ہیں کہ ابن الجعابی نے غیل  
بن احمد صاحب فن عروض کی طرف اسناد کے میں  
روایات ایسی نقل کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں  
خطیب بغدادی نے کہا ہو کہ مجھ سے حدیث ہے احمد ابوانی  
نے بیان کیا وہ کہتے ہیں میں نے ابو الحسن بن زرقہ  
سے سنا کہ میں ابن الجعابی کے پاس تھا دیکھا کہ  
کچھ شیخ افراد آئے و رہبروں کی قیدی لیے ہوئے  
تھے وہ اس کے حوالہ کا اہل کما اسے قاضی تو نے  
محمد بن ابی داؤد کے اسماء حج کیے ہیں اور اس نے غیل  
کا تذکرہ کیا جو جو بغداد میں آئے تھے احمد ابوانی  
علی بھی و بغداد میں آئے تھے ہم چاہتے ہیں کہ ان  
کا تذکرہ بھی کتاب میں ہو جائے۔ ابن الجعابی نے  
کہا ہاں کتاب کا موجب وہ لائی گئی تو اس میں  
نکھدیا کہ کہا جاتا ہو کہ امیر المومنین علی بن داؤد آئے

تھے ابی زرقہ کہتے ہیں جب وہ دگ چلے گئے  
تو میں نے ابی الجہلی سے کہا کہ اسے قاضی !  
یہ بات جس کا الحاق تم نے اپنی کتاب میں کیا تھا خود  
میں نے بیان کی ہو؟ ابی الجہلی نے کہا ابی نہیں  
لوگوں نے مجھ کو تم نے ابی دیکھا ہو۔  
ابن الجوزی اپنی تاریخ النظم میں لکھتے ہیں (جلد ۱)  
صحة مطبعة حيدرآباد

کان الجہلی تیشیع و لیکن باب البصرة و سأل  
عن حدیثہ الدارقطنی فقال خلط و کمال  
المرقانی کان صاحب غرائب و ذہب معروف  
فی التیشیع و ذکر کے حدیث دین و شرب الخمر۔  
(ابن الجہلی سفیہ تھا اُس کی سکونت بانی  
البصرة میں تھی اُس کی حدیث کی بابت دارقطنی  
سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اُس کی عقل میں خور  
آجی قاربائی کا قول ہو کہ وہ صاحب غرائب تھا  
یعنی غریب اخبار بیان کیا کرتا تھا وہ دین کی کمی  
اور شراب خوری اُس کے مشق بیان کی گئی ہو۔  
تاریخ خطیب بغداد میں ابن الجہلی کے  
حالات مفصل لکھے ہیں اُن میں سے کچھ حالات  
یہ ہیں۔

کان کثیر الزنا و ذہب فی التیشیع معروف  
روی عن الدارقطنی و ابن خاری و حدیث  
عن ابو الحسن بن زرقہ و ابن الفضل القطعی  
و علی بن محمد بن عمر المقرئ و علی بن احمد بن احمد  
الراز و محمد بن طلحة الشافعی و ابو نعیم الحافظ و ابی  
یحییٰ بن حمزہ و ابو نعیم الحافظ و ابو نعیم  
غرائب روایات بکثرت بیان کرتا تھا اس کا  
ذہب لفظی میں مشہور ہو اُس سے حدیث تھی اور  
ابن خاری نے روایت کی کہ ابو نعیم بن زرقہ  
و ابن الفضل القطعی و علی بن احمد بن احمد

و علی بن احمد بن احمد الرازی و محمد بن طلحة الشافعی  
و ابو نعیم الحافظ ابو سعید بن حسرة الصنعانی و غیر  
نے لیسند ابن جہلی ہم سے روایات بیان کی ہیں۔  
سمعت القاضی ابا القاسم المقرئ یقول  
تقلد ابن الجہلی تغصا و الاصل فلم یجد رے  
ولا میتة حدیثی عبید اللہ بن ابی الفتح  
حدیثا عبد الرحمن بن محمد الاسترآبادی قال سمعت  
ابا القاسم ابراہیم بن اسماعیل المصری باشرآباد  
یقول کنا بار جان مع الاستاذ الریشی ابی الفضل  
بن العمید فی مجلس شراب و معنا ابو بکر الجہلی  
الحافظ بغدادی شرب فاتح بکاس جداول  
قیلا فقال ما اطلق مشربہ فقال الاستاذ الریشی  
و لم ذک؟ فقال لما اقول قال قتل فقال۔

میں نے قاضی ابو القاسم المقرئ کو یہ کہتے  
سنا کہ ابن الجہلی مومل کا قاضی بنایا گیا مگر وہ  
اپنے اس عہدہ میں مودع نہیں رہا۔ عبید اللہ  
بن ابی الفتح نے مجھ سے بیان کیا اُس نے کہا کہ مجھ  
سے عبد الرحمن بن محمد الاسترآبادی نے بیان  
کیا کہ میں نے ابو القاسم ابراہیم بن اسماعیل مصری  
کو یہ کہتے سنا کہ ہم لوگ ارکان استاذ ریشی  
ابو الفضل بن العمید کی مجلس شراب میں حاضر  
تھے ہمارے ساتھ ابو بکر الجہلی بھی تھا اور شراب نوشی  
میں مصروف تھا جب اسے شراب کا نشہ کچھ ظاہر  
ہوا تو ایک جام شراب اور لایا گیا تو اُس نے کہا کہ  
اب مجھ میں اس کے پینے کی طاقت نہیں ہو استاذ  
نے کہا کہیں؟ اُس نے کہا اُس شعر کی وجہ سے جو  
میں کہہ چکا ہوں ابن العمید نے کہا وہ کیا ہو؟  
ابن الجہلی نے یہ شعر پڑھا۔

میرے دوستو شراب مجھ سے الگ کر دو۔  
میں شراب کی طاقت نہیں رکھتا

ابن العمید نے کہا کہیں؟ حلا کردہ فرستے تھے  
ہو اور غم کو دور کر دے؟ تو ابن الجہلی نے یہ  
اشارہ پڑھا۔

میں نے جام شراب میں ایسی آگ پائی ہو  
جو جسم کو مشتعل اور مزاج قوی کر دے؟  
جب میں اپنے مزاج کے ساتھ اس کو جمع کر دیتا ہوں  
تو اُس کو اپنی آگ سے پھر تک دیتی ہو  
ابو عبد الرحمن السلمی کہتا ہوں نے ابو الحسن الدارقطنی  
سے ابن الجہلی کی بابت یہ پوچھا کہ ذہب کے علاوہ  
کسی اور سبب سے بھی اُس کے اندر کلام کیا گیا ہو؟  
دارقطنی نے کہا ہاں عقل اُس کی فاسد ہو گئی تھی۔  
یا خلیطہ جنابی الرقیقا

انتی است ارجع مطبقا  
قال الاستاذ و لہ ہے تجلب انفرع و تشفی الریح فقال  
غیرانی و جلد نکاس نازا

تلب الجسد و المزاج الرقیقا  
فاذا ما جمعتھا و مزاجی

حرقہ بارہ سحر لیتا  
و کہ ابی عبد الرحمن السلمی انہ سال ابی الحسن  
الدارقطنی عن ابن الجہلی ہل تکلم فی السبب  
المنہب فقال خلط۔

تاریخ خطیب بغداد جلد سوم ص ۲۹

علماء رجال کی ان تصریحات سے ظاہر ہوا  
کہ ابن الجہلی نہایت بد کردار فاسق شرابی اور  
اور جھوٹا آدمی تھا بے اصل روایات اور غریب  
حکایات نقل کیا کرتا تھا چند ہوں کے لیے  
ایک سراسر جھوٹا واقعہ کہ اپنی کتاب میں بر حادۃ  
اُس کے لیے ایک مومل امر قاجب خطیب بن احمد کی  
طرح منسوب کر کے محض بے اصل بیس روایتیں  
وضع کر ڈالیں غریب اور مسمی گزرت باتوں کے

بیان کرنے میں بے باک تھا تاہم الہی بیت کی طرف  
جھوٹے قصوں اور غلط افواہوں کو منسوب کر دینا  
آس کے لیے کیونکر مستبد سمجھا جاسکتا ہو علاوہ

اس کے وہ ضعف فہم و فتور عقل و عقل دماغ کے  
عارضہ میں بھی مبتلا ہو گیا تھا اور اس کا روشن فہم  
خود زیر بحث روایت کو کیونکر اُس میں ایسے تند

واقعات بیان کیے گئے ہیں جو نہ صرف وفاق عقل  
و عقل دماغ ہی کی حالت میں بیان کیے جاسکتے  
ہیں کوئی واقعہ اخبار کجمل محنت و محاسن و ہر

## سفینہ دین

— (جناب قربان جبین صاحب قربان ہو، سی، آئی) —

سلامی جو کہا شبیر نے وکر دکھایا بھی رہ حق میں صداقت کے لئے سر کوٹا بھی  
پئے امت بھرا گھر سامنے اپنے لٹایا بھی سفینہ دین کا طوفاں کے کھپڑوں سے بچا یا بھی  
بچا یا بھی سنبھالا بھی سارے سے لگایا بھی  
غرض تھی جانکنی کے حال میں اسلام کی دنیا یہ نظر کس طرح ابن علیؑ تو دیکھ سکتا تھا  
تیرا خوش جوش میں آنے لگا پھر کس کی تھی پرواہ لہو سکھ گئے کا دیکھے امت کو جلا یا بھی  
جلایا بھی ہمیں اپنا بنا یا بھی سنبھالا بھی  
نہیں ممکن کہ اب عالم میں وہ عباس پیدا ہو وفا خود جس پر نازاں ہو بشراب کوئی ایسا ہو  
شجاعت کا عرب میں جس کی ہر سو ڈنکا بجتا ہو مگر امت کے خاطر ایسے بھائی کو کٹا یا بھی  
کٹا یا بھی گنوا یا بھی جیسوں پر بل نہ آیا بھی  
جواں بیٹے کے سینے سے کوئی برجھی نکالے تو لہو کی دھاریں بہتی دیکھ کر دل کو سنبھالے تو  
پدر کوئی یہ عالم دیکھ کر آنسو ڈالے تو مگر ابن علیؑ نے بیٹے کا لاشہ اکٹھا یا بھی  
اکٹھا یا بھی سنبھالا بھی گلے جھکا کر لگایا بھی  
سوال آج پر یوں گردن بے شیر حمید جائے زباں تنہی سی سوکھے ہونٹوں پر باہر نکل آئے  
مٹاپ کر بے زباں ہاتھوں پہ وہ پیاسا ہی مر جائے لحد میں باپ نے اپنے ہی ہاتھوں سے اتارا بھی  
اتارا بھی چھپایا بھی مگر دل کو سنبھالا بھی  
چلے پیٹھے سے جب ابن علیؑ خود سر سٹانے کو کہا عابد سے اے بیٹا چلے ہم کھڑے آئے کو  
حرم کو اب ہمیں سوچا ہمیں ظالم زمانے کو یہ کہہ کر عابد بیار کو غش سے اکٹھا یا بھی  
اکٹھا یا بھی سنبھالا بھی اے سینے لگایا بھی  
چراغ نور گل کر کے چلے پیٹھے جملانے کو یزیدی آتے ہیں بیمار کو قیدی بنانے کو  
ردا کو چین کے زینب کو ننگے سر کھرانے کو مگر بیمار نے طوق گراں نہیں کر اکٹھا یا بھی  
اکٹھا یا بھی مگر خربان لب پہ ان نہ لایا بھی

اُن کو بیان نہیں کر سکتا روایت کے مضامین خود شاہد ہیں کہ وہ اُس زمانہ میں بیان کا محکمہ تھا جبکہ راوی کی عقل پر زوال آچکا تھا۔

رہا علماء درجال کا اُس کی طرح ذہنی تشبیہ کہ منسوب کرنا تو یہ علماء اہل سنت کا زمانہ قدیم سے طرز عمل رہا ہو کہ جس آدمی میں حرارت ناصبیت کا کچھ کی کچھ انداز اہل بیت نبوی کی جانب کچھ بھی اُس کا رجحان طبع دیکھنا متقاب اہل بیت میں کوئی بات اُس کی زبان سے سن لی اُس کو بدویہ مورد الزام تشبیہ بنادیا ان کے نزدیک اموی و شامی جذبات ناصبیت ہی تھیں کا حقیقی معیاروں اور راسخ نسخہ بھی ہو سکتا ہو جو اہل بیت نبوی سے ربط عقیدت مندی کچھ بھی نہ رکھتا ہو علماء محدثین کا ماہرین رجال کی کتابیں میرے اس بیان کا صاف بخیرت اپنے سینوں میں محفوظ رکھتی ہیں جس قوم نے امام نسائی اور امام حاکم کو روئے لایا تشبیہ بنایا ہوا وہ اگر اہل الجہالی کو شیعوں کے تو اس میں تعجب نہ ہونا چاہیے بلکہ اس سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہو کہ "تشبیہ" ان کی اصطلاح میں کیا معنی رکھتا ہو اور کن مقام و نظریات کے لوگ ان کی طرف سے "شیعہ" کا خطاب پاسکتے ہیں۔

طرف تریہ کہ ابن الجہالی کو ایک طرف "شیعہ" کہا گیا ہو اور دوسری طرف یہ بھی کہا گیا ہو کہ وہ ابو حنیفہ و محمد و ابو یوسف سے بھی ربط عقیدت و سند روایت رکھتا تھا اُن سے روایات لے کر محدثوں تک پہنچاتا تھا جس کا حاصل یہی تھا کہ وہ سنی حنفی بھی تھا اور شیعہ بھی معنی سنی مذہبی و خادجی نہ تھا بلکہ یہ ہو اُس "تشبیہ" کا حقیقی اصل جو ابن الجہالی کی طرف منسوب کیا جاتا ہو

یکسی عزائی سے ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ ابن الجہالی وہ ذہنی تشبیہ رکھتا تھا جو حسن کی نقیض ہو اور اس کے ساتھ اس کا صحیح ہونا اسی طرح غالی ہو جس طرح نفی و اثبات اور سلب و ایجاب کا مجتمع ہونا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اُس کو ابو حنیفہ و محمد و ابو یوسف سے کوئی ربط نہ ہوتا اور نہ اہل سنت کے بڑے بڑے محدثین مثل داؤد بن ابی حاتم و ابن ابی شیبہ ابن الفضل القطان وغیرہم اس کی شاگردی میں آنا اور اس سے روایت لینا گوارہ کرتے کتب تاریخ و رجال شاہد ہیں کہ کیا محدثین اہل سنت اس کے نحو شیعہ میں رہے ہیں اس کو دنیا سے "تسنن" میں جو مقیدیت و وجہیت حاصل رہی ہے وہ اس کی خصوصیات میں داخل ہے علماء و رجال کا متفق حلیہ بیان ہے کہ اس تشبیہ کو لاکھوں حدیثیں سے اسناد یاد تھیں حفظ احادیث میں یکتا ہے زمانہ تھا جب حدیثیں بیان کرنے لگتا تھا تو مشتاق سننے والوں کے ہجوم سے راستہ بند ہو جاتا تھا "نیلب بدو" کا بیان ہے۔

کان ابن الجہالی علی مجلسہ فیتلی اسکے اتنی علی یہاں طریق۔

دجب ابن الجہالی حدیثیں بیان کرنے لگتا تھا تو گھلماں اور سڑکیں آدمیوں کے ہجوم سے بھر جاتی تھیں۔ پھر کیا جس تشبیہ کو "تسنن" کی دنیا میں یہ غیر معمولی مقبولیت حاصل ہو وہ ایسا بھی شیعہ ہر سکتا ہے جو نہ خلفاء ثلاثہ سے مقیدیت رکھتا ہے اور نہ ابو حنیفہ و محمد و ابو یوسف سے کوئی نیاز مندی۔ اگر اہل سنت

ایسے شیعوں کی روایات قبول کر سکتے ہیں اور ابن الجہالی کو وہ ایسا ہے، غیور تصور کر سکتے ہیں تو صدوق بن بابویہ کی روایت بھی کچھ قبول نہیں کرتے جو اس کے ہم عصر تھے اور ابو جعفر کلینی کی حدیثوں پر بھی ایمان کیوں نہیں لگاتے جو ابن الجہالی کے قریب اہل سنت تھے ابن الجہالی کو مقبول و مرجع عام قرار دینا اور کلینی و صدوق کو غیر معتبر ٹھہرانا اس بات کو ثابت کر دینے کے لیے کافی ہے کہ ابن الجہالی کا تشبیہ کلینی و صدوق کے تشبیہ سے مختلف تھا وہ شیعہ تھا مگر سنی ہوتے ہوئے اپنی اہل بیت کا دشمن نہ تھا مگر یہ کہ بعض و عداوت کے مرقع میں مبتلا نہ تھا حنفی سنیوں کی طرح جناب امیر اور اہل بیت رسالت سے بھی رابطہ عقیدت و محبت رکھتا تھا تھا اسی وجہ سے جناب صدوق کا اس سے تعلق تھا حنفی و شیعہ علماء میں روابط و تعلقات ہر زمانہ میں رہے ہیں اور رہ سکتے ہیں کیوں کہ ان کے درمیان بہت اہل بیت امرجات و دوہرا شراک قرار پائے۔

(۲) دوسرا نامی **حسن بن عثمان** جس کی کتاب سے ابن الجہالی نے **ابوسعید التمری** زیر بحث روایت لی ہے وہ دو حسن بن عثمان "ہمس" کے متعلق سیران علامہ اہل میں ہے

حیدر علی صاحبزادہ **الحسن بن عثمان بن محمد بن حماد** کذبہ ابن عدی و ابو یوسف اللہ تعالیٰ (حسن بن عثمان کی بیعت محمد بن حماد

ہر اسی سے مروی ہے کہ ابن عدی نے کہا  
وہ جھوٹا ہے۔

ابن حجر مقلانی لسان المیزان میں لکھتے  
ہیں۔ جلد ۲ صفحہ ۲۱۹

الحسن بن عثمان بن عوف بن محمد بن حماد بطہرانی  
کذبہ ابن عدی وہ ابو سعید السمری تم نقل  
حدیثنا الحسن بن عثمان بن حماد ثنا عبد الرحمن بن زراق  
عن محمد بن الزہری عن عکرمہ بن ابن عباس  
مرفوعاً ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال  
یغفرکم علیا ہذا بلل (وحدیثنا الحسن)  
ثنا محمد بن یحییٰ بن مسکین ثنا یہ بن عبید اللہ  
عن ابیہ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً لا منافۃ ثلاثہ  
انا و جبریل و سادیتہ و ذاکذب اسکتے۔۔۔۔۔  
وقال۔۔۔۔۔

ابن عدی الحسن بن عثمان بن زیاد  
بن ابی الحکم کان منہذی فیض الحدیث  
و یسرق حدیث الناس و ثلث منہ عبدان  
الاہوازی و قتال کذاب و قتال ابو علی الیشاہ  
پوری ہذا کذاب ایسرق الحدیث۔

(حسن بن عثمان حسب روایت محمد بن  
حماد ابن عدی نے اس کو جھوٹا کہا ہے  
محمد بن حماد ناقل ہے کہ حسن بن عثمان نے  
یہ حدیث مرفوعہ پر روایت عکرمہ ابن  
عباس سے نقل کی کہ خدا اسی امت سے نبی  
علی کی بناء پر بارش روک دے گا اور یہ  
حدیث باطل ہے۔

یزع حسن بن عثمان را دی ہے کہ  
ابو ہریرہ نے کہا امانا دین ہیں۔ میں (ابو ہریرہ)  
اور جبریل اور معاویہ اور یہ روایت  
بھی جھوٹی ہے۔

ابن عدی کہتے تھے میری رائے میں حسن  
بن عثمان حدیثیں وضع کرتا تھا اور لوگوں  
کی حدیثیں چرا لیتا تھا۔

میں نے اس کی بابت عبدان اہوازی  
سے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ بڑا جھوٹا ہے  
ابو علی نیشاپوری کہتے تھے یہ شخص بڑا جھوٹا  
اور حدیث کا چور ہے)

معلوم ہوا کہ حسن عثمان حدیثیں گڑھنے والا  
حدیثوں کا چور اور بڑا جھوٹا راوی تھا علاوہ  
ان اوصاف کے ایک وصف اس میں یہ بھی  
تھا کہ وہ بہت لافوائی حدیث تھا کبھی حضرت  
علیؑ کی شان میں حدیث بنا لیتا تھا اور کبھی  
معاویہؓ کے حق میں حدیث وضع کر کے اس کو  
جبریلؑ روح القدس کا شریک و صف امانت  
قرار دیتا تھا اور صفت امانت داری میں  
بہر تہہ ملک مقرب نظر آتا تھا اور اس طرح  
شیعہ کئی حدیثوں فریقوں میں مقبول بنا  
اس کا نصب العین تھا اور ایک ایسا

بین الاقوامی و بین المللی الشیعہ تیار کرنا چاہتا  
جہاں سے حضرت علیؑ اور معاویہؓ دونوں  
رجح کی جاسکے اور حیدری شیعوں کے  
ساتھ معاویہؓ شامی شیعوں کو بھی رضامند  
رکھا جاسکے مگر اس مقصد میں اس کو ناکامی  
ہوئی۔ شیعوں نے تو اس کی جانب نظر توجہ کی  
ضرورت ہی نہ سمجھی اور شیعوں نے بھی جھوٹا  
چور میں ساز و ساز بڑے سے بڑے اتفاق  
خطا بات جو شایان شان ہو سکتے تھے سب عطا  
کر دیے متفاد مقابلہ نظریات رکھنے والوں کے  
درمیان مشترک الشیعہ قائم کرنے کی ہوس اور  
بین الاقوامی ہر دین و مذہب کی طے کا یہ حشر چھوٹا

عدی جبر کا ہیں بھی سراپا عہد عبرت بن سکتا  
ہے بشرطیکہ ہم اسے اتنی رواداد کی سند  
مامل کرنے کا خیال رکھنے والے مورخین کو  
خدا عبرت لینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ابراہیم بن عبد اللہ ابن جریر تیار راوی

نے روایت کی ہے ابراہیم بن عبد اللہ بن عوفی  
بن یونس بن ابی اسحاق البیہقی قاضی بلخ ہے  
یہ ابراہیم اور اس کا باپ عبد اللہ اور اس  
کا دادا موسیٰ قبضہ جہول الجہال ہیں یہ نہیں  
تایا جاسکتا کہ کس خیال اور کس عقیدے کے  
لوگ تھے اور ان کی اخلاق بد بھی۔ علیؑ و علیؑ  
کی حق کتب عامہ و جامعہ رجال میں ان کا  
بہت تذکرہ نہیں ملتا البتہ ابراہیم کا پردادا  
یونس بن ابی اسحاق البیہقی کا تذکرہ کتب  
رجال فریقین میں پایا جاتا ہے مگر ان کتابوں  
سے اس کی جو حیثیت ظاہر ہوتی ہے وہ  
یہ ہے۔

معاویہؓ رجال شیعہ منتہی المقال میں ہے

یونس بن ابی اسحاق البیہقی حدیث ثقیفہ  
ابن علیؑ ثندہ بعضہ و انظارا ہراندہ ہوا و ہوا  
توید کے تذکرہ میں جو بات گنجیست اور جس کا  
تواہ اس کا نام میں دیا ہے وہ یہ ہے۔  
یونس کی کیفیت ابراہیم البیہقی ہے  
تاریخی شیعہ کے ذکر میں وہ بات غریبی  
ہو اس کی شدت عداوت پر دلائل موقوف ہے  
اور ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کا باپ عامہ  
(اہل بیت) میں سے تھا۔

عن شہاب بن سواد قاضی یونس بن  
ابی اسحاق ماکہ لا تدوی عن ثوبان

اسرائیل ندوی ختم مال اسلہ کنڈیا  
شہق انتقال صدی

پولس کے باپ ابوالدات ابی کے  
مقلی محمد بن جوید بن رستم ابی بن لانی  
کتا بدامتر شد میں لکھا ہے۔

شیباہ ابن سواد اقل ہے وہ کہتے  
کہ میں نے پولس بن ابی اسماعیل سے جو پہلے  
ثوب سے روایت کیوں نہیں لیتے اسرائیل  
تو اس سے روایت کیا ہے جو پولس نے  
براب دیا میں ثور کی روایت نے کے  
کیا کروں وہ نورانی تھا (معلوم ہوا کہ میں  
رانی نہ ہوں نہ تھا بلکہ ان سے انتہائی  
عبدی رنگ تھا)۔

دارالاعلام امیر موسیٰ زوار و افغان

ابو ابرہام صبی۔ امرا عینین علی بن  
ابی طالب کے دشمن ہیں ابوالدات ابی  
بھی تھا۔

دلف خراج کہ ان نذرین نذرانی  
اور وہ کہ جاب میں بھی قاتلان امام حسین کے  
جواہ آیا تھا۔

راہی اعلام مغول از سبب عباد  
بہ اول صدی

ابو اسامہ کا نہ عرب دشمن تھا سبب  
کہ قاتلان امام حسین سے تعلقات دو سادہ  
رک ابی سے جاہر ہے کہ وہ عربین سعد  
ابن امام حسین علیہ السلام سے روایت  
کرتا ہے حافظ ابن حجر نے انکار کیا ہے  
مروں۔ عربی۔ اس امر میں ابوالدات

مکنہ لکھنؤ ندوی ابی ابی والی مسند  
رحمہ خدا براہیم دا بن ابیہ و جو کہ میں نے  
ہیں اردو دارالافتاء صبی۔

محمد بن سعد بن ابی و نام) و عربی ہود  
سنی اور فی کی کہ میں نے آ سے  
ماپ وہ جو مسند افوی سے روایت و ما  
ہے دو سادہ سے اس کے بیٹے ابیہم در  
رہے ابو کہ بن نہیں بن اسرار ابی ابی جاب  
سے روایت کی ہے۔

دہذب ابیہذب

عمر بن و۔ اس کا ربط نہ اندی  
مضی روایت احادیث اس بات کا قوی  
نہ ہے کہ وہ کہ میں نے خوج عمر بن سعد

## چند عرصہ

سروش ملیج آبادی (برادر زادہ جوش ملیج آبادی) کے فوجوں اور مسلمانوں کی وہ مکرر کتاب جو غلبہ صحافت پر  
ستلہ بن کر طلوع ہوئی ہے جس کے سینے سے آفتاب امامت کی کرنیں نکل کر گمشدہ ایمان کو متور اور درخشاں کر رہی ہیں  
اور جنی کزوں کی زبان امام جن و بشیر امام حسین علیہ السلام کی عظمت، ان کی کمالات، ان کی تعلیم اور ان کے  
نقش قدم پر چلنے کا افسانہ سننا ہی ہے۔

کتاب کا خوبصورت سرورق با تصویر شہید زعفران مبارک شہید کر بلا قیمت آٹھ آنے (۸ ر)

ملنے

اودھ کتاب گھر متصل ڈاکخانہ امین آباد لکھنؤ



کے صحابہ رہا جو کا اور محمد بن جریر بن طبری کا  
کا یہ قول بالکل درست ہے کہ وہ قاتلان  
امام کے ساتھ کر لایا میں موجود تھا۔ اس  
سے ظاہر ہو گیا کہ بعض علماء کا خیال کا  
انگوٹھا مال خبیث میں شمار کرنا غلطی و عدم  
دلائل پر مبنی ہے اگر وہ اس امر کی طرف  
غفلت ہوتے کہ وہ مکر بن سعد کا نیاز مند و  
عہدیت کشیش ہے اور اس کو اس قاتل کا  
ہے مگر اس کی روایات پر اعتبار کرنا جائے  
اور اس سے احادیث کی روایت کی جائے تو  
اس کو "خبیث" ہرگز نہ کہیں۔

یونس بن ابی اسحاق کا بیٹا اسرائیل  
رجال اہلبیت میں بڑا ستبر اور بلند پایہ سمجھا  
جاتا ہے یمنی بخاری و مسلم کا محمد علیہ ہے  
کتاب یس بن اسمعین میں ہے۔

جلد ۳۳

اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق ابی  
انوفیہ بن یونس بن ابی یوسف بن معمر  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو یونس بن یونس بن یونس بن یونس  
نہجی میں ہے۔

جلد ۱۰۱

اسرائیل بن یونس بن یونس بن یونس  
ہجری ہے ابو یوسف اس کی کینٹ ہے اس  
نے اپنے دادا ابو امان و سفورہ سے حدیثیں  
سنیں یہ نو مسلم و بخاری و نوذکی رائج ہے  
در تمام احوال و ابو یحییٰ و احمد بن  
محمد بن یحییٰ یہ تمام بخاری کا خیال ہے۔  
اسرائیل بن یونس بن یونس بن یونس

اسرائیل بن یونس بن یونس بن یونس  
میں اتنا دیکھا ہے۔

حافظ ابن حجر تہذیب المستذہب میں کہتے ہیں  
جلد ۱۰۱

ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

اسرائیل بن یونس بن یونس بن یونس  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق  
ابو امان و سفورہ و عمار و عاصم و عاتق

اور دشمن شیعہ ہونا اور پر ثبات کر دیا گیا  
کتب رجال عامہ و خاصہ ان عورتوں کے  
تذکرہ سے خالی نظر آتی ہیں حبیب نمک ان کا

ماہنامہ

جدید و جدید  
لکھنؤ

کر بلا نمبر

تیار ہو گیا ہے۔ بلند پایہ علمی مضامین  
معیاری نظائیں

اگر ملاحظہ کرنا ہوں یہ نیز ضرور طلب کیجئے  
کہ بلا نمبر کے چند لکھنے والے

سید احتشام حسین صاحب ایم، اے  
سید اکبر علی صاحب ایم، اے

علامہ جبار چوٹی ایم، اے  
مولانا سید محسن نواب صاحب مجتہد

بندوباس دیو مہرا ایم، اے  
سید نقوی بی، اے، نواب افسر لکھنؤ

سید امجد علی، شاہ جردلی، موصوفہ لکھنؤ  
چند سالانہ سے

قیمت فی کاپی ۴۰ علاوہ کھلاؤں  
سید علی صاحب لکھنؤ

(دفتر مجید)

شہید ہونا ثابت نہ کیا جائے کس طرف سے نہ ہو  
کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے باپ دادا اور  
دوسرے رشتہ داروں کے مذہب سے منحرف  
رہی ہوں گی تمام قرآن اسی خیال کی تائید  
کرتے رہیں گے وہ اپنے خاندانی مسلک پر  
رہی ہوں گی اور مذہب نقیض حقیقی سے ان  
کو کوئی واسطہ نہ ہوگا۔

تیسری راویہ بھی بنت عمارت بن عبد اللہ بن  
خود بھی قبول الحال ہے اور اس کے باپ کا بھی کوئی  
تذکرہ کتب حال میں قاضی طح اس کے ساتھ  
بن منصور کے حالات بھی نامعلوم ہیں ان کے  
مذہبی عقائد اور اخلاقی حالت کا علم نہیں ہو سکتا  
ان تمام باتوں سے یہ بات پایہ ثبوت قطعی کہ  
پہونچتی ہے کہ روایت امالی باعتبار سند جبرین  
روایات ہوں اس کا سلسلہ ایسی گڑبازوں سے قائم ہوا  
ہو جن میں اکثر قبول الحال ہیں اور باقی کا فاسد  
العقیدہ۔ کذاب۔ فاسق اور دشمن اہل بیت  
بنوی ہونا ناقابل اشتباہ ہو پھر کیا عمل استدلال  
میں ایسی روایت سے تمسک کرنا کسی ایسے مدظل  
کام ہو سکتا ہو جو عوام کو بتلائے فریب نہ کرنا چاہتا  
ہو اور کیا ان کی معایت کی بنا پر اخبار متواتر  
ٹھکر کر کے کہا جاسکتا ہو کہ پانی ثب حاشیہ یا  
عاشور غلام حسینی میں موجود تھا یا۔

روایت امالی میں جھوٹ کی کثرت  
پہلی غلط بیانی اور معاویہ اپنی پکینہ

الفاظ میں لکھا ہو کہ معاویہ نے امام حسین علیہ السلام کی حق میں  
یزید سے عمدہ سلوک اور اچھے برائے کی وصیت کئی  
اوقات کیا ہیں۔

معاویہ نے بوقت مرگ یزید کو بلایا اور سامنے  
تھا کہ کہا کہ بیٹا میں نے تیرے لئے عرب کی سخت

گزدوں کو بھیج دیا ہے اور بلایا معاویہ کو  
تیرے واسطے جو اراد کیا ہو میں تیرے لئے فقط تین  
شخصوں سے آرتا ہوں کہ وہ تیری مخالفت کریں  
گئے عبداللہ بن عمر۔ عبداللہ بن زید بن جریج بن جریج  
مگر عبداللہ بن عمر تیرے ہی ساتھ ہوگا اور کون سا  
لے رہا جھوٹ نہ دینا۔ عبداللہ بن زید تو اس کے  
ملکوں کے ملکوں سے کر دینا کیونکہ وہ خود اپنے پر اس  
طرح تجھ پر حملہ کرے گا جیسے شیر خاں پر چھٹا ہوا اور  
تجھ سے اس طرح کر دینا کرے گا جیسے لٹری کتے  
سے کرتے ہو۔

لیکن حسین کا جو حق رسول خدا کی جانب سے  
وہ تو جانتا ہو کہ وہ رسول خدا کے گوشت و خون میں  
میں جانتا ہوں کہ علق دالے اور کو اپنی طرف نکالا  
لایا گئے اور پھر ان کا ساتھ جھوٹ دیئے اگر تھے  
حسین پر قابو مل جائے تو ان کا حق پہنچا نہ اور  
جو منزلت ان کی پیغمبر خدا سے ہو اس کو بیان  
کر ان کے کردار پر بواخدا نہ کرنا علاوہ منزلت  
رسول کے ہم لوگوں نے بھی قرابت کا رشتہ پر دیکھا  
ایسا نہ ہو کہ حسین کے بارے میں تجھ سے بدسلوکی رائے  
ہو تیری جانب سے کوئی ناخوشگوار طرز عمل نہیں

راوی روایت امالی کا یہ بیان وصیت معاویہ  
کے متعلق ناظرین کے سامنے ہوا اس کو دیکھ کر وہ خود  
کا فہم کر سکتے ہیں کہ اس سے بڑے صدق درستی  
کہاں نکال سکتے ہوں اور یہی وہی شخصوں کا وصیت کسی شخص  
دیگر اخبار روایات عامہ و خاصہ اور مطابقت  
کے مطابق ہو سکتا ہو۔ کیا معاویہ کی زندگی بھر کے اعمال  
ذکر دار اور جناب امیر سے لیکر امام حسین علیہ السلام  
ان کے برتاؤ اور طرز عمل کا فلفلہ تاریخ کی رود  
میں جائزہ لینے والے سرا پا غرق حیرت ہو کر  
کہنے پر مجبور نہ ہوں گے کہ معاویہ اور یہ جوش خون  
جہنم قرابت درشتہ داری اور جذبہ ملکہ جہنم  
لحاظ حق قرابت پیغمبر امرد سے انقلاب فطرت  
واستقامت طبیعت ہمایا کوئی عقل مند یہ تصور کر سکتا ہو

کہ معاویہ اور یہی معاویہ جنہوں نے جانا بیٹھ کر  
مخلاف ہو کر آزمائی کی جھڑپوں نے آپ کے دوستوں  
شیعوں کا استقبال کر دینے میں حکومت و سلطنت کی  
تمام طاقت صرف کر دی حیلہ و تدبیر کے ہر ممکن  
کرب دکھاتے جنہوں نے امام حسین کے بڑے بھائی  
امام حسن سے جنگ کی اور بد صلح نہ ہو دغا سے  
شہید کر دیا پھر خبر شہادت سن کر بھرے دہر بار  
نوحہ تجلیلند کر کے دلی سرت دشا دانی کا لالہ  
کیا جس پر ابن عباس کو گڑباز پڑا ایک دن انقلاب  
ایہ داستانہ ذہنیت و طبیعت کی کرشمہ سازوں سے  
ایسے قرابت نوار و عزیز پرست بن گئے تھے کہ قرابت  
داتا و خون کا واسطہ دیکر یہ نہ کہ کوئی ایک حکم  
ہیں کہ دیکھنا تیری طرف سے کوئی ناگوار بات حسین کے  
حق میں واقع نہ ہونے پائے۔

فاضل دلف شہید انیت اور ان کے تابعین  
کو لازم تھا کہ جہاں روایت امالی میں وجود آئے  
تذکرہ نقل دیکھنا تھا وہیں اس وصیت کو بھی نظر  
غربت دیکھ لیتے کیونکہ شہید انیت میں بنی امیہ  
بنی ہاشم بالخصوص آل ابی سفیان والے رسول کے  
نسلی عداوت و خاندانی خصومت ثابت کرنے اور  
اس کو سبب شہادت حسینی قرار دیتے ہیں تطویل  
لا طائل سے آنکھیں بند کر کے مہارت فن تاریخ کا  
ہر کمال صرف کر دیا گیا ہے اگر بنا بر روایت امالی  
یہ واقعہ وصیت معاویہ صحیح مان لیا جائے تو کم از کم  
جہاں تک معاویہ کی ذات کا تعلق ہے بنی امیہ بنی  
ہاشم کی خاندانی مخالفتوں اور عداوتوں کے لیے  
جو طرے افندہ منصوبے اصل ہو جائیں گے اور وہ  
تمام ذہنی کاوشیں اور قلبی کوششیں بے نتیجہ رہا  
ہیں کہ وہ جائیں گی جو امی عداوت خاندانی کو  
شہادت امام حسین کا اصلی سبب بٹرانے میں کی  
سکتی ہیں۔ کیا فاضل مولف معاویہ کو ایسی ہی قرابت  
پرست و حق شناس منزلت پیغمبر اور سر خواہ

عام حقیق جانتے ہیں جیسا اس روایت میں بیان کی ہوئی وصیت کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہوگا اور ان کا ضمیر ذاتی تحقیق فاسطہ تابعی سے ملکتھانی دو روایات کی روشنی میں اس وصیت کے معانی میں

۱۰۰ باب کی

در مطالب کی محنت و سہاکی تعلیم کرنے پر مائل ہونے کا ہے؟ گھر ہو سکتا ہو اس کا صاف اثر اس پر کیا جائے کہ ایسا معاویہ امام حسین کے فلس خیر خواہ تھے نہ صرف اپنی قرابت بلکہ حتیٰ قرابت و منزلت بنو ہاشم کا بھی مانگتے تھے۔ امام حسین کو ہر ناگوار بات سے محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔

اور آگاہہ اپنے ضمیر کو معاویہ کی غلغلہ نہ منجھانے کی تعلیم پر مائل نہیں کر سکتے تھے جس روایت میں وصیت معاویہ نے کہہ اس کی دائمی حیثیت باعتبار روایت کیا ہوئی چاہیے کیا وہ مردود و راقط الا اعتبار چلنے کے عوض اس قابل ٹھہرے گی کہ ایک بیٹہ مورخ بنی

خود ماہر قرائین تابعی فرمیں ہوتے ہوئے ایک ایسی بحث میں اس کو اپنے دعوے کا شاہد بنانے جس کا قلعی شہادت حیثیت کی غفلت سے ہو؟ دراصل یہ وصیت معاویہ شاہی بیٹہ نشر و اشاعت و تحکیم پر دیکھ کر اور فخر و دایات سازی کی پیداوار ہے اور اکثر روایت پرست مورخین نے اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا ہو اور اس قدر سے غبر شوریٰ غور پر یہ خیال عامہ ناس کے دلوں میں پیدا

سزا مقصود تھا کہ معاویہ بڑے حق شناس قرابت رسول اور مائل سلسلہ جمعی تھے اور ان کو امام حسین نے عظیم حقوق کا مرتے۔ تمہاں کی امانت تاج طریا میں ہے جلد ثانی ۱۱۱

امام امین بن علی فان اس الزواق بن یزید و قاتل جوہ فان خرج علیک فخرت و فاصح منہ فان نہ رحمانہ وحقا ظہرا۔

حسین ابن علی کو اہل عراق نہ چھوڑ دینے کی ترغیب دینا اور ان کو نکال لینے کی ترغیب دینا کا یہ

ہوگا زمانہ کر دینا کیونکہ ان سے قرابت قریبہ اور ان کا حق عظیم ہے۔

زواۃ وصیت معاویہ  
اسی وصیت کے روحانہ  
سلاہ یہ روایت  
ہشام بن محمد بن ابی نعیم  
قال حدثنی عبد الملك بن

فلفل بن مسان بن عبد الله بن عمر

بنی م بن محمد بن علی بن الاعمال یہی ہے؟  
تعمیر مکتوب محمد بن علی السوری کا خط لا زدی  
حدیث موضوعاً آتہ۔

محمد بن علی السوری الحافظ نے ہشام بن محمد کی  
بات کہا ہو کہ وہ جو ہشام نے موضوع جعلی حدیث  
بیان کر دی تھی۔

ابو نعیم و طہ بن یحییٰ کی حیثیت عالم اخبار و روایات  
میں جب ذیل ہے۔

وطہ بن یحییٰ ابو نعیم لا یوثق بہ بر ترک ابو حاتم و یزید  
وقال ابو نعیم ضعیف وقال ابن عیینہ لم یثبث و  
قال مرة لم یثبث و یزید الا قد لجل جلد و  
وطہ بن یحییٰ ابو نعیم فانی اعتبار نہیں ابو حاتم و یزید  
نے ان کو چھوڑ دیا ہے۔ دارقطنی نے کہا ہو کہ وہ ضعیف  
ہو یا زعمین کا قول ہے کہ وہ تقریباً ہو کہ وہ ضعیف  
ہو کچھ بھی نہیں۔

عبد الملك بن فلفل جو روایت وصیت کا  
اقتل ہے اس کے متعلق علامہ درج صاحب میزان  
لکھتے ہیں۔

ددی عن ابیہ وانی عنہام المزنی وکیان  
بن سید المشری در بیۃ النثری و عنہ ابو نعیم  
طہ بن یحییٰ۔

برنگام بن فلفل نے اپنے باپ سے اور ابو  
عصام مزنی دیکھ بن سید مجہزی اور بنی یزید  
اور اس سے روایت کرنے والے یہ لوگ ہیں۔  
ابو نعیم و طہ بن یحییٰ۔ ابو اسحاق ازدی۔

ابو اسامیل ازدی صاحب فتوح الشام و ابن

عینیہ ذکرہ ابن جان نے اتفاقہ در دی خبر  
بن مسلم النہری عن عبد الملك بن فلفل عن معاویہ  
بن زبیر و معاویہ و مروان بن الحکم۔

(صاحب فتوح الشام) ابن عینیہ اس کو  
ابن جان نے اتفاقہ میں ذکر کیا ہے عبد الملك بن  
سلم النہری نے عبد الملك بن فلفل سے روایت کی  
ہو کہ عبد الملك بن الزبیر اور معاویہ اور مروان  
بن الحکم کے روایت کرتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ روایت ایسے قریب  
دشمنان آل محمد سے روایت کرتا ہے اور ان سے  
رابطہ اتحاد و مودت رکھتا ہو جن کا بغض و اعدائے  
رسالت سے شہرہ آفاق و ضرب الغل و زبان زنجیر  
و عام ہے اور جن کا انحراف عن حق طاهر سے

سلم البثر و تحقیق علیہ ہے عبد الملك بن زبیر معاویہ  
اور مروان حبیب دشمنان آل رسول کے نیاز مند  
اور دوستوں سے روایت کرتا اسی شخص کا حصہ ہوتا  
ہو جو دین و دانش دونوں سے بے بہرہ ہو۔

جبکہ عبد الملك بن فلفل کا ارتباط عقیدہ مذکور  
معاویہ سے ثابت ہو تو کس طرح یہ کہا جاسکتا ہو کہ  
اس نے ان کی وصیت کا منہ گھڑت افادہ ان کے  
حق میں پرور دینا کی غرض سے شہرہ زد کیا ہوگا؟

روایت امالی کے راوی اگرچہ قاصد العقل اور  
عقل دماغ کے عارضہ میں مبتلا تھے مگر دیوانہ و  
غولش اختیار کے مصداق تھے اور ان کا ضبط و  
فدا عقل بھی جلد و تازگی سے خالی نہ تھا وصیت

معاویہ کا وہ افادہ جس کا ماضی اصلی و سید حقیقی  
معاویہ متا ہی و اموی و مروانی حکمرانوں کا  
تھا اور جس کے تصنیف کرنے والے رواۃ علو جلال  
اہل سنت کے نزدیک بھی چھوٹے غیر مقبرہ اہل حق

آل محمد کے طرفدار و عقیدت مند تھے اس کی  
روایت اہل ظاہر ہی علیہم السلام کی جانب بھی  
منسوب کر دی۔

یہ ظاہر ہے کہ معاویہ کے پاس ہنگام نزاع

حضرت میں کوئی خفیہ اہل بیت و عقب عترت کا  
مذہب تھا اس وقت وہی لوگ گرد و پیش رہے  
جو کلمہ جو معاویہ کے خواص مخلصین میں داخل تھے  
اور وفادار و صیحت کا ماخذ و مبداء وہی لوگ رہے  
ہوں گے جن کو معاویہ کے غلو و جلوت میں خاص  
تقریب حاصل تھا اور اُن کا بیان ملک العلماء و  
کے بیان کیے ہوئے معیار کی بنا پر ہر قابلِ پذیرائی  
اور لائقِ اعتبار میں ہو سکتا۔

دوسری روایت جس میں معاویہ کی وصیت مذکور  
ہے "عوام سے مروی ہے اُس کے الفاظ  
یہ ہیں:-

ابو الجحین بن علی خانہ رحل خفیت و درجوان  
بفیک اندھین قتل اباء و ذل انہ و ان ر  
ر حاطات و حاطین و قرابتہ عن محمد مسلم و لا یملن  
اہل العرق تاکد کہ حتی یخرجہ فان قدرت علیہ  
فاصع عن فانی لوانی صاحبہ عنوت عن

۳ تاریخ طبری الجوز الاول من ہجرت الشیخ  
مطبوع لیدن ص ۱۹۷

حسین بن علی مرد خفیت ہیں اور مجھے اُمید ہو  
کہ جس لوگوں نے اُن کے باپ کو قتل کیا اور بھائی  
کا ساتھ چھوڑا وہی لوگ اُن کے مقابل میں تیرے  
لیے کافی ہوں گے اُن کی قرابت فریب ہو اور بن ظلم  
ہے۔ آنحضرت سے بھی اُن کی قرابت ہے اہل و اق

اُن کو نہ چھوڑیں گے تیرے مقابل میں ضرور خروج  
کرائیں گے اگر تو اُن پر قدرت پاتا تو وہ گرد گردیتا  
مگر میں ہوتا تو صحت کو دیتا۔

یہ شخص "عوام" اموی حکومت کا موزع و  
سیرت نویس ہو سیرت معاویہ و بنی امیہ کے متعلق اُس  
نے کچھ لکھا ہے۔

نہرست ابن السدیلم میں ہو۔

علاء بن ابی العاص بن عبدالمبارک لکھی  
و کتبہ ابو العاص بن عبدالمبارک فی..... لیس اکت  
تقدیر کا کتب سیرت معاویہ و بنی امیہ

مطبوع ص ۱۳۳  
علاء بن ابی العاص بن عبدالمبارک  
لکھی ابو العاص کہتے تھے علاؤ کو ذمہ سے تھا اُس کی  
کتابوں میں کتاب تاریخ کتاب سیرت معاویہ و بنی  
بنی امیہ ہے۔

اموی حکومت اور آل ابی سفیان و آل ہشام  
کے اس نیکو اور عورخ نے جو حق و فاداری و نیکواری  
ادا کیا ہو گا اس کا ایک نمونہ یہ روایت وصیت  
معاویہ بھی ہو۔

بالجملہ میں اموی حکومت کے دور کی وہ روایتیں  
جو روایت امالی کے راویوں کا بیان کردہ وصیت  
معاویہ کا اصل ماخذ ہیں اُس کو اثر اہل بیت  
کی طرف منسوب کر کے کذب و افتراء کا مزید کمال  
دکھایا گیا اور سب سے وہ اصل روایات بھی جو روایت  
امالی کے الفاظ و معانی میں دونوں کا ماخذ ہیں خود  
علماء و رجال و اخبار کے نزدیک اُن کے مقرونہ کردہ  
اصول و معیار کی بنا پر قابلِ اعتبار نہیں ہو سکتیں  
تو روایت امالی کس طرح قابلِ اعتماد ہو سکتی ہو  
اور کسی عالمِ متدین اُس کی صحت پر وثوق کیونکر  
ہو سکتا ہو۔ لائقِ ملاحظہ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ  
معاویہ نے امام حسینؑ کے قتل کی تو سیرت مذکور کو بنیاد  
تھی وہ لکھتے ہیں۔

"بتنی فوج کر بلا میں امام حسینؑ کے سامنے  
موجود تھی وہ تمام تر "کوفی" لوگوں کی تھی اور یہ  
ایک سیاست تھی جو یزید نہیں بلکہ اُس کے باپ  
امیر معاویہ کے دور رس دماغ کا نتیجہ تھی کہ  
حضرت امام حسینؑ کے قتل کے لیے اہل کوفہ ہی سے  
کام نکالا جائے اور اس لیے معاویہ نے سرحدوں  
اپنے غلام کو یہ وصیت سپرد کی تھی کہ اُن کے بعد  
کوفہ کا گورنر عبید اللہ بن زیاد کو قرار دیا جائے  
و ضعیف شہید ان نیت

کیا فاضل برکت اپنے اس اقرار صریح کے باوجود  
کہ معاویہ نے حضرت امام حسینؑ کے قتل کے لیے

محرر ہدایات یزید کو دے دی تھی اور یہ  
سیاست و تدبیر بنیادی تھی کہ اس ہم کے لیے  
اہل کوفہ ہی سے کام لیا جائے اور اسی مقصد  
سے یہ تحریر کی وصیت بھی چھوڑی تھی کہ میرے بعد  
کوفہ کا گورنر عبید اللہ بن زیاد کو قرار دیا جائے  
کسی صاحبِ عقل انسان کو اس وہم و خیال میں  
مثلاً کہہ سکتے ہیں کہ معاویہ امام حسینؑ کے ہمدرد تھے  
تھے اُن کو قتل امام حسینؑ منظور نہ تھا بلکہ ہمدرد  
و صلہ رحمی و نظر تھی اور محزون روایت امالی محض  
کذب و افتراء اور امری پر بیگناہ نہیں بلکہ حقیقہ  
ہے اور یہ روایت اس قابل ہے کہ عملِ اشتقاق و تدبیر  
میں دنیا کے سامنے ایک شیعہ ماہرِ منطقہ تاریخ کو  
جانب سے پیش کی جائے؟ اور کیا یہ درست ہو گا  
کہ روایت کا ایک حصہ جس میں وصیت معاویہ مذکور  
ہے غلط قرار دیا جائے اور دوسرا حصہ جس میں  
وجود آب کا تذکرہ ہو مقبرہ سمجھا جائے؟ عقل  
نویں کہتی ہو کہ یہ روایت از سر تا پا اموی حکومت  
کے مفاد میں ہے راویوں نے نہایت چالاکانہ سے  
ایک طرف معاویہ کا حق شناس قرابت پر غیر  
ہمدردانہ متہین ہونے بیان کیا ہو اور دوسری طرف  
غیر شعوری طور پر یہ وہم و خیال پیدا کر کے کہ کوثر  
کا ہو کہ خیام حسینؑ میں قصداً آب نہ تھا۔ شبِ ماشوا  
بھی پانی بقدرِ اکثر لایا گیا ہو ایک جم غفیر کے پیچھے  
نہانے دھونے کے لیے کافی ہوا ظاہر ہو کہ پیاس  
بھانا جانوروں کو ہلاک ہونے سے بچانا نہایت  
اور کپڑے دھونے سے زیادہ ضروری ہو لہذا ان  
حضرات نے آئینہ ضرورتوں کا بھی کھلا لا محالہ  
فرمایا ہو گا۔ روایت امالی میں وصیت معاویہ  
کا تذکرہ بھی یہ ثابت کر دینے کے لیے کافی ہو کہ  
اُس کے راویوں کا شیوہ سے قلع و دار تباہ کن  
فقہ کالم کی حیثیت سے تھا۔

باقی مضمون کے لئے آئندہ ٹیکہ کا  
انتظار فرمائیے۔



# دارالاقامۃ السیفیہ (پونہ)

خداوند کریم پاک لاکھ لاکھ شکر کہ بھرت ختمۃ الاطهار صلوات اللہ علیہم و برکتہ اعلیٰ الزماں نائب امام  
استیاد مولانا طاہر سیف الدین صاحب طول عمرہ شریف کو اجازت (۲۳) سال سے سرزمین شہر پونہ میں ایک  
بورڈنگ دارالاقامۃ السیفیہ کے نام سے قائم ہے جس سے ملحق مدرسہ اور ہا اسکول بدیع پونہ بھی تھا آپ سے  
چلتا ہے اپنی غیر معمولی خوبیوں کے سبب ادارہ اس تلیل عرصہ میں کافی شہرت کر چکا ہے اور تمام ہندوستان و مالک غریب  
مل کا شہر اہل مشائخ، دیباغے اطراف کے قومی طلباء اور دو گجراتی عربی اور گجراتی اعلیٰ تعلیم میں رہ گاہ سے بہرہ ور  
رہے ہیں، مصارف بورڈنگ بہت کم ہیں۔

طلباء کے لیے، آداب الدین کے ساتھ ساتھ صوم و صلوات قرآن مجید کے دوستی پابندیاں طوم جائے سکونت فرش فرنیچر  
رینگ بقی رشتی لائبریری و فزیشن وغیرہ کا انتظام بھی اپنے آپ پر ہے۔

پھر مزید یہ کہ علامہ الانعم الامیر الاجل الہام المجل تیدی مولائی سبکی بھائی صاحب محی الدین جیسے بزرگ کی  
سرپرستی کا فخر حاصل ہے،

فرزندان دعوت میں سے جو بھی دینی اور دنیوی ٹھوس تعلیم لینا چاہتی ہیں وہ فوراً فارم داخلہ

پتہ ذیل سے طلب کریں

ملا عبدین المل شاہ پوری سپرنٹنڈنٹ دارالاقامۃ السیفیہ (۶۳۵)

سوی وار پیٹ (پونہ) ۲

قریب بشریہ عباس فضل نے الامام محمد رپسین چھپانہ اور دفتر نگارہ و کٹوریا مشریت لکھنؤ سے شائع کیا۔



# تیار ہو گئی محافل و مجالس چار دہ مصومین تیار ہو گئی جواہر البیان مولانا ابوالبلیان

روزِ ذاکری کی رہبر تفاسیر احادیث کا مخزن مذاق جدید میں منتخب ہفت روزہ کی ہفتی کے لئے استاد ہفت روزہ کی ہفتی کے لئے معین ناصر مولانا ابوالبلیان مولانا سید اکبر محمدی صاحب قلم سلیم جڑی

ہندوستان میں کوئی ایسی مجلس نہیں جس میں چار دہ مصومین علیہ السلام کی تاریخ ولادت میں فضائل کی صحت شہادت کی تاریخ میں مجلس غم نہ منعقد ہوتی ہو۔ ان محافل و مجالس میں پڑھنے کے لئے اس کتاب کو تیار کیا ہے۔ اس میں چار دہ مصومین کے حال کی دو دو مجلسیں اور واقعہ کر بلا کے متعلق کافی تعداد میں مجلسیں ہیں۔ اسکے مسودات سلیس اور زبان میں عام فہم رکھے گئے ہیں کہ زیادہ اور کم استعداد کے لوگ پڑھ اور سمجھ سکیں۔ واقعات تاریخ معتبر اور احادیث صحیحہ سے مناسبت رکھے و حوالہ جات رکھے گئے ہیں اور بہکات ایسے ایسے ہیں کہ مجلس پھر کُل اٹھے، ہر مسودہ میں انتظام ہو کہ اسی سے آپ صحت فضائل پڑھ سکتے ہیں اور اسی سے مجلس غم، جا بجا ربط مضامین، نشانات نوٹ دیکر اس حسن سے مسودات کی ترتیب یہ ہو کہ پڑھنے والا چاہے ایک گھنٹہ پڑھے چاہے پندرہ منٹ ہر مقام سے ربط مضامین دیکر وہ مضامین آسکتا ہے۔ ہر مسودہ آیات قرآنی سے شروع قلم جلی حروف واضح، ہر مصوم کی شان میں ایک ایک فقیہ بھی شامل ہے۔ غرض کہ ہرین ذاکری نے تسلیم کیا ہو کہ ولادت شہادت کی مجلسوں میں پڑھنے کے لئے اپنے رنگ میں جواب کتاب ہو اس کی شہرت اور مقبولیت کی دلیل یہ ہو کہ دوسرے بھی اور ختم ہو گئی عرصہ ہوا کہ مولف علی اللہ مقامہ نے ضروری ہٹانے کے عرصہ ہوا کہ برائے طبع رحمت کیا تھا۔ اب تیار ہوئی ہے زائد از ۴۰۰ صفحات سفید کاغذ حروف واضح مجلد چھ و پیر غیر مجلد صفر

مفتاح البیان مولانا ابوالبلیان مولانا اکبر محمدی صاحب قلم سلیم جڑی حدیث خوانی کی مقبول کتاب  
مفتاح البیان ..... حصہ اول (زیر طبع) مفتاح البیان حصہ دوم جار حصد سوم جار  
ریاض المصائب ذاکر سبط رسول زمین مولانا سید ریاض الحسن صاحب قبلہ کی مشہور کتاب ..... دو و پیر  
خروج مختار مختار نامہ مسودات کی صورت میں مولانا ریاض الحسن صاحب ..... جار  
گنجۂ مصائب از مولوی سید ریاض الحسن صاحب قبلہ نظم و نثر میں مجلس عورنوں کے پڑھنے کے لئے جار  
نثر خوانی کی کتاب مقبول ذاکر سبط رسول مختار جناب سید نجم الحسن صاحب (دس مجلسیں پڑھنے کے لئے) جار

ملنے کا پتہ نظامی پریس لکھنؤ (آہنی پھاٹک)





